والدین و اولاد
ایک عظیم نعمت

مولانا روح اللہ نقشبندی غفوری

دار الاشاعت
اردو بازار • کراچی

والدین و اولاد

ایک عظیم نعمت

تالیف

مولانا محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

جملہ حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : مارچ ۲۰۰۸ء علمی گرافکس
ضخامت : 196 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھ روڈ لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد

کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa
Tel : 020 8911 9797

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

امریکہ میں ملنے کے پتے

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

فہرست

شمار نمبر عنوان صفحہ نمبر

☆ انتساب ۱۳

☆ ابتدائی باتیں ۱۴

☆ ماں کی کمزوری ۱۴

☆ محبت کی چٹان ۱۴

☆ ماں کا رشتہ ۱۵

☆ ماں کا دوسرا نام ۱۵

☆ ماں کی تخلیق ۱۵

☆ جذبے تمام پیار کے ۱۶

☆ **پہلا باب:** ۱۸

باپ ایک عظیم نعمت ۱۸

☆ باپ کیا ہے؟ ۱۹

☆ آج باپ کل کا بچہ ۲۱

☆ باپ کا بیٹے کا بوسہ لینا ثواب ہے ۲۲

☆ بیٹی افضل کہ بیٹا ۲۲

☆ باپ افضل ہے کہ ماں؟ ۲۳

☆ گھر میں آتے جاتے ماں باپ کو سلام کرنا ۲۳

☆ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر پر ناپاک باپ کو کیسے بٹھا سکتی ہوں ۲۴

☆ کمبل کے دو ٹکڑے ۲۵

☆ میں نے بھی اسی جگہ باپ کو مارا تھا ۲۶

☆ باپ کی فریاد ۲۶

☆ باپ سے بیٹا پوچھتا ہے یہ کون لوگ ہیں ۲۷

☆ کیا آپ جانتے ہیں ۲۸
☆ آدمی کی سعادت ۳۰

☆ دوسرا باب: ۳۱

☆ ماں ایک عظیم نعمت ۳۱
☆ "ماں کیا ہے" ۳۲
☆ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ اور والدہ کی خدمت ۳۳
☆ والدین کو خوش رکھنے والوں کے لئے جنت کی بشارت ۳۴
☆ خدمت کرنے والے کی عمر میں برکت ۳۵
☆ والدین کی نافرمانی سب سے بڑا گناہ ہے ۳۵
☆ ایک عجیب حکایت ۳۶
☆ ماں کے قدموں میں جنت ۳۶
☆ رضاعی ماں کے ساتھ سلوک ۳۷
☆ ایک ماں کی لوری ۳۷
☆ ماں کی مامتا ۳۸
☆ ماں کے لئے دُعا ۴۰
☆ ماں کی خدمت پر انعامات ربانی اور ماں کا تقدس اور اولیائے کرام کے ایمان آفروز واقعات ۴۰
☆ ماؤں کا ادب واحترام اور خدمت ۴۱
☆ امام غزوان رقاشی رحمۃ اللہ علیہ ۴۱
☆ امام مسعر بن کدام کوفی رحمۃ اللہ علیہ ۴۱
☆ امام احمد بن علی ابار بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ۴۲
☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۴۲
☆ امام ابوالمظفر سمعانی رحمۃ اللہ علیہ ۴۳

☆ ایک رات کی عبادت اور خدمت ۴۴
☆ اف کا کفارہ ۴۴
☆ انسان ماں کی ایک آہ کا بدلہ بھی نہیں دے سکتا ۴۴
☆ ماں کی خدمت نماز تہجد سے افضل ۴۴
☆ ماں باپ کو اپنے پر ترجیح دو ۴۵
☆ ماں کا ادب ۴۵
☆ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اور ماں کی دعا ۴۶
☆ الٰہی یہ بے کس یتیم اب تیرے حوالے ہے ۴۶
☆ ماں کی دعا کا اثر ۴۷
☆ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ۴۷
☆ والدہ کی خوشی ہر حال میں عزیز ۴۷
☆ ماں کی نافرمانی کا انجام ۴۸
☆ ماں باپ کی بددعا ۴۹
☆ ماں کی نافرنی پر عذاب قبر ۴۹
☆ علامہ زمخشری کا واقعہ ۴۹
☆ مرحوم والدین کے لئے دعا و استغفار کرنا ۵۰
مرحوم ماں باپ کیلئے دعائے مغفرت ۵۰
☆ ماں باپ کے لئے دعا کرنا ۵۱
☆ ماں باپ کے لئے دعا اور استغفار کرنے کی وجہ سے نافرمان اولاد کو فرمانبردار لکھ دیا جاتا ہے: ۵۳
☆ ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت کرنے سے ان کے درجات بلند ہوتے ہیں ۵۳
☆ مرحوم والدین کے لئے صدقہ کرنا: ۵۳
☆ فوت شدہ والدین کی طرف سے حج ۵۴
☆ والدین اور دیگر مُردوں کو ایصال ثواب پہنچنے کے حیران کن واقعات ۵۵

☆ والدین بیٹے کی دعاؤں اور نیک اعمال کے بھیجنے کا انتظار کرتے ہیں: ۵۵
☆ قبر میں مردے حسرت عمل کریں گے: ۵۶
☆ آگ کے شعلے کو دعا کی طاقت نے بجھا دیا ۵۶
☆ قبر والوں کے لئے بہترین ہدیہ ۵۶
☆ کچھ باتیں ماؤں کیلئے ۵۷
☆ سُخن ہائے زریں ۵۷
☆ تعمیل قرآن ضروری ۶۳
☆ ماں کی شفقت پر عربی اشعار ۶۳
☆ چھاؤں ۶۵
☆ والدہ کا مقام ۶۶
☆ ایک لڑکی کا ماں کی وفات پر اظہار غم ۶۷
☆ والدہ مرحومہ کی یاد میں ۶۸
☆ ماں کی طرف سے نصیحت نامہ ۶۸
☆ مثالی لڑکی کا سوال اپنی مثالی ماں سے اور ماں کا مثالی جواب ۶۹
☆ والدہ ۷۱
☆ پیاری اماں ۷۳
☆ ماں کا خواب ۷۴
☆ ماں ۷۵
☆ اے میری ''ماں'' ۷۶
☆ ''ماں'' کے بغیر عجیب حال ۷۶
☆ ماں کی یاد میں چند آنسو ۷۸
☆ والدہ مرحومہ ۷۸
☆ چھاؤں ۸۰
☆ ماں ۸۱

☆ تیسرا باب: ۸۲

☆ اولاد ایک عظیم نعمت ۸۲

☆ یہ بچے جو دیکھیں وہی سیکھتے ہیں ۸۳

☆ مقدمہ ۸۴

☆ اولاد ایک نعمت ہے ۸۷

☆ اولاد کا نیک ہونا رحمت اور برا ہونا زحمت ہے ۸۷

☆ بگڑی ہوئی اولاد ۸۸

☆ اولاد کے گناہوں کا وبال والدین کے سر بھی ہوگا ۸۹

☆ قیامت کے دن تربیت اولاد کے بارے میں سوال ہوگا ۸۹

☆ اولاد کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے مانگنا ۹۰

☆ امانت میں خیانت نہ کریں ۹۱

☆ پھولوں اور کلیوں کی باغبانی کیجئے ۹۲

☆ اسلام میں اولاد کا مرتبہ و مقام ۹۳

☆ اولادِ ہبہ خداوندی ۹۳

☆ اولاد اللہ کا مقسم ہے ۹۴

☆ اولاد نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وجہ مباہات ۹۵

☆ اولاد، انبیاء و اولیاء کا نخلِ تمنا ۹۶

☆ اولاد اللہ کی نعمت عظمیٰ ۹۷

☆ اولاد، دنیاوی زندگی کی زینت ۹۷

☆ اولاد: آنکھوں کی ٹھنڈک ۹۹

☆ اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد طلب کرنا ۱۰۱

☆ نیک اولاد طلب کرنے کی حکمت ۱۰۲

☆ بعض لوگوں کا طرزِ عمل ۱۰۲

☆ نیک اولاد کی خواہش ۱۰۲
☆ نیک اولاد کی دعا کرنا ۱۰۴
☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ۱۰۴
☆ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا ۱۰۵
☆ عباد الرحمٰن کی دعا ۱۰۵
☆ ہم بستری سے قبل دعا ۱۰۵
☆ بچہ کی پیدائش پر مبارک باد دینا ۱۰۶
☆ بچے اور چند بنیادی باتیں ۱۰۷
☆ بچہ ۱۰۷
☆ اولاد کی آرزو ۱۰۸
☆ اولاد کی موت کا صدمہ ۱۰۸
☆ ولادت سے پہلے جہالت ۱۱۱
☆ لڑکی ہو یا لڑکا اللہ کی نعمت جانئے: ۱۱۱
☆ لڑکیاں اللہ کی رحمت ۱۱۴
☆ بچوں کو چومنا اور پیار کرنا ۱۱۹
☆ اولاد جیسی عظیم نعمت اور اس کی نگہداشت کا شرعی معیار ۱۲۱
☆ بچوں کو ٹی وی سے دور رکھیں ۱۲۳
☆ اولاد جیسی عظیم نعمت کی تعلیم وتربیت میں ماؤں کا کردار ۱۲۴
☆ والدہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۵
☆ والدہ امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۵
☆ والدہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۷
☆ والدہ امام ابن علیہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۷
☆ والدہ امام شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۹
☆ والدہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۹

☆ والدہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۰
☆ والدہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۱
☆ والدہ امام الاوقص رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۲
☆ والدہ امام عمر بن ہارون بلخی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۳
☆ والدہ امام زین الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۴
☆ والدہ امام حجاج بن یوسف بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۴
☆ والدہ امام ابراہیم حربی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۵
☆ والدہ ابو جعفر بن بسطام رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۵
☆ اولاد اللہ کے خزانوں کی نعمت ۱۳۷
☆ ازافادات پیر طریقت
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہٗ ۱۳۷
☆ حمل کے بوجھ اٹھانے پر اجر عظیم ۱۳۷
☆ حاملہ عورت کے لیے مفید مشورے ۱۳۷
☆ دوران حمل چند احتیاطیں اور کرنے کے کام ۱۳۸
☆ بچے پر نیکی کے اثرات کیسے ہوں؟ ۱۳۹
☆ مشتبہ کھانے کا اثر اولاد پر ۱۳۹
☆ خوش رہنا صحت کا بہترین راز ۱۴۰
☆ پرسکون زندگی کے راز ۱۴۰
☆ مثبت سوچ کے ذریعے پریشانی کا حل ۱۴۱
☆ غم دور کرنے کی دعا ۱۴۲
☆ نیک اولاد کی تمنا ۱۴۲
☆ نومولود بچے کو ماں کا پہلا تحفہ ۱۴۳
☆ بچے پر ماں کے دودھ کے اثرات ۱۴۳
☆ بچے کو دودھ پلانے کے آداب ۱۴۴

☆ فیڈر، چوسنیاں بیماری کا مرکز ۱۴۴

☆ پیدائش کے بعد تحنیک دینا ۱۴۵

☆ تحنیک کے بعد اذان اور اقامت کا عمل ۱۴۵

☆ بچے کا نام ہمیشہ اچھا رکھیں ۱۴۶

☆ ولادت کے بعد عقیقہ ۱۴۷

☆ ماں کی تلاوت کے اثرات بچے پر ۱۴۷

☆ بچے کی تربیت کرنے پر خوشخبری ۱۴۸

☆ بچوں کے سامنے بے شرمی والی حرکات سے اجتناب کیجئے ۱۴۹

☆ بچے کو خالق حقیقی کا تعارف ۱۵۰

☆ ڈانٹ ڈپٹ سے بچے کی شخصیت پر منفی اثرات ۱۵۰

☆ اچھی تربیت کے سنہری اصول ۱۵۱

☆ اولاد کا حق ماں باپ پر ۱۵۳

☆ والدین کی اولین ذمہ داری ۱۵۴

☆ بچوں کو سلام اور شکریہ ادا کرنے کی عادت ڈالیں ۱۵۴

☆ اُولاد کو بددعائیں دینا نعمت کی ناقدری ہے ۱۵۵

☆ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کی دعا ۱۵۶

☆ بچوں کی حفاظت کے لئے انمول وظیفہ ۱۵۷

☆ باوضو کھانا پکائیے ۱۵۸

☆ باوضو کھانا پکانا صحابیات رضی اللہ عنہن کا عمل ۱۵۸

☆ باوضو پکے ہوئے کھانے کے اثرات ۱۵۹

☆ بچے کو سکون کی نیند دلانے کی دعا ۱۵۹

☆ بچے کورے کاغذ کی مانند ہیں ۱۶۰

☆ والدین کی دعاؤں کے اثرات ۱۶۰

☆ والدین کا اثر اولاد پر ۱۶۱

☆ بچے کو کبھی بد دعا نہ دینا ۱۶۴
☆ ماں کی بد دعا کا اثر ۱۶۵
☆ بیٹی اللہ کی رحمت ۱۶۷
☆ از افادات حضرت اقدس:
مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہٗ ۱۶۷
☆ بیٹا اور بیٹی دونوں اللہ تعالیٰ کی عطا ہیں ۱۶۸
☆ بیٹے کی پیدائش پر خوشی کا اظہار ۱۶۹
☆ بیٹی کی پیدائش پر خوش نہ ہونا ۱۶۹
☆ بیٹی کی پیدائش پر بیوی سے ناراضگی ۱۶۹
☆ بیٹی کی پیدائش پر طلاق کی دھمکی ۱۷۰
☆ زمانہ جاہلیت میں کفار کا طرز عمل ۱۷۰
☆ بیٹی کو زندہ دفن کرنا: ۱۷۱
☆ بیٹی کو باعث ذلت سمجھنا ۱۷۲
☆ بیٹی اللہ کی اور بیٹا ہمارا ۱۷۲
☆ ایک عبرت آموز واقعہ ۱۷۲
☆ مسلمانوں کا یہ طرزِ عمل درست نہیں ۱۷۳
☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل ۱۷۴
☆ بیٹی کی پرورش، جنت میں جانے کا ذریعہ ۱۷۴
☆ بیٹی جہنم سے بچنے کا ذریعہ ۱۷۶
☆ ماں کی شفقت کا عجیب واقعہ ۱۷۶
☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیّت ۱۷۶
☆ بیٹی کی پرورش پر تین فضیلتیں ۱۷۷
☆ لڑکی کی پیدائش پر زیادہ خوشی کا اظہار ۱۷۷
☆ بیٹیوں کے حقوق ۱۷۸

☆ اولاد کے درمیان اظہار محبت میں برابری ۱۷۸
☆ اولاد کو دینے میں برابری ۱۷۹
☆ ضرورت کے مواقع مستثنیٰ ہیں ۱۷۹
☆ زندگی میں تقسیم جائیداد ضروری نہیں ۱۷۹
☆ زندگی میں جائیداد پر اولاد کا حق نہیں ۱۸۰
☆ زندگی میں سب اولاد کو برابر دے ۱۸۰
☆ نکاح سے بیٹی کا حق ساقط نہیں ہوتا ۱۸۱
☆ عملی قبضہ ضروری ہے ۱۸۲
☆ یہ بیٹی پر ظلم ہے ۱۸۳
☆ خلاصہ کی باتیں ۱۸۳
☆ بیٹا ہونے کا تعویذ ۱۸۴
☆ دوسرا عمل ۱۸۴
☆ رشتے کے لئے مجرب عمل ۱۸۵
☆ بچہ اور ماں ۱۸۷
☆ ماں اور بچہ ۱۸۷
☆ ماں کی نصیحت ۱۸۸
☆ ایک ماں کی نصیحت عہدِ نو کی بیٹی کے نام ۱۸۹
☆ سیرت زہرہ رضی اللہ عنہا پہ کر عمل ۱۹۰
☆ سُن اے جان حیا داری ۱۹۰
☆ مرے سرتاج میں بے پردہ نہیں ہو سکتی ۱۹۱
☆ ایمان والی بہنوں سے ۱۹۱
☆ فیشن کی وبا ۱۹۳
☆ بچوں کیلئے مناجات ۱۹۵
☆ بچوں کی دُعا ۱۹۶

انتساب

راقم الحروف کے پیرومرشد محبوب العارفین، سرتاج العافین
ہادئ طریقت، علم وعمل کا سمندر،
حضرت اقدس مولانا شمس الرحمٰن العباسی نقشبندی غفوری
دامت برکاتہم وفیوضہم

کے نام

جن کی دُعاؤں اور فیض نظر سے تمام مشکل مراحل آسان وسہل ہوتے چلے گئے۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

خاکپائے اہل اللہ

محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائی باتیں

اللہ تعالیٰ نے کائنات میں بے شمار ایسی چیزیں پیدا فرمائی ہیں کہ جن سے قلب انسانی سکون واطمینان حاصل کرتا رہتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی ذات اور ذکر کے بعد غالباً جو چیز سب سے زیادہ سکون کا باعث بنتی ہے، اسے ''ماں'' کا نام دیا جاتا ہے۔

ماں کی ذات سے قطع نظر صرف اس لفظ کو ہی دیکھئے، کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں کس قدر چاشنی رکھی ہے، آپ ایک مرتبہ اپنی والدہ کا تصور باندھ کر ماں کہہ کر دیکھئے، ایسا محسوس ہوگا کہ کسی نے منہ میں شہد گھول دیا ہے۔ جس ذات کا فقط تصور ہی باطنی طور پر خوشی ومسرت وسکون کا سبب بن جاتا ہو، اس کے وجود میں کس قدر سکون پنہاں ہوگا؟

اگر اس کا اندازہ کرنا چاہیں تو جب کبھی دل بہت اداس ہو اپنی والدہ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ جایئے۔ جب ماں اپنے پیار بھرے ہاتھوں سے سر کو سہلائے گی تو یوں محسوس ہوگا کہ ایک بہت بھاری بوجھ تھا جو اس عظیم ہستی کے قدموں پر سر رکھنے کی برکت سے دور ہوگیا ہے۔ ہر قسم کی راہ فرار اختیار کرتی نظر آئے گی اور دل چاہے گا کہ یہ لمحات کبھی بھی ختم نہ ہوں۔

ماں کی کمزوری

باپ کی بہ نسبت، ماں کو کمزور بنایا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات اس عظمت سے بے خبر اولاد فقط کمزوری پر نگاہ رکھتے ہوئے اس سے اس قسم کا سلوک کرتی نظر آتی ہے جو کسی بھی لحاظ سے شریعت کو پسند نہیں۔

محبت کی چٹان

ماں کے وجود سے جتنا بھی پیار کرو کم ہے ماں کی محبت چٹان سے زیادہ مضبوط اور پھول سے زیادہ خوبصورت ہے۔ جس نے ماں کے وجود کو دنیا میں اہمیت نہ دی وہ کبھی

دنیا میں عزت نہیں پا سکتا، گلاب جیسی خوشبو، چودھویں جیسی چاندنی، فرشتوں جیسی معصومیت، سچائی کا پیکر لازوال محبت یہ تمام عرف یکجان ہو جائیں تو ایک مقدس لفظ بن جاتا ہے۔ ’’ماں‘‘

ماں کا رشتہ

کوئی بھی رشتہ بدن پر پہنے کپڑے کی مانند ہوتا ہے اسے بدن سے علیحدہ کیا جا سکتا ہے مگر ایک ایسا رشتہ ہے جس کے بغیر کوئی بھی مکمل طور پر خوشی حاصل نہیں کر پاتا۔ جان سے وابستہ رشتے کبھی بہت پیارے ہو جاتے ہیں۔ کبھی دل سے اتر جاتے ہیں مگر ایک رشتہ ایسا ہے جو کبھی بھی اپنی ہمت نہیں کھو پاتا یہ عظیم رشتہ صرف اور صرف ’’ماں‘‘ کا ہے۔

ماں کا دوسرا نام

ماں کا دوسرا نام محبت ہے وہ محبت جو ماں اپنے بچوں پر نچھاور کرتی ہے۔ ماں پھول کی طرح پیار کرتی ہے ماں کا پیار دنیا کی سب سے بڑی دولت ہے ماں اللہ کا بہترین تحفہ ہے ماں اپنی اولاد کا سارا دکھ سینے میں اتار لیتی ہے اور انہیں خوشیاں دیتی ہے ماں کا ہر روپ خوب دل کش اور حسین ہوتا ہے ماں کے چہرے پر ہر وقت محبت رہتی ہے ماں کسی سے نفرت نہیں کرتی، ماں کی محبت ہر وقت ساتھ رہتی ہے ماں کسی سے نفرت نہیں کرتی ماں کی محبت سمندر کی طرح وسیع ہوتی ہے ماں کے قدموں تلے جنت ہے، جس طرح باغ میں گلاب کا پھول نہ ہو تو باغ خوبصورت نہیں لگتا اسی طرح جس گھر میں ماں نہ ہو وہ گھر گھر نہیں لگتا۔

ماں کی تخلیق

خدا تعالٰی نے چاند سے اس کا حسن۔ پھول کی پنکھڑی سے اس کی نزاکت۔ بلبل سے اس کا چہکار۔ پائل سے اس کی جھنکار۔ باغوں سے اس کی بہار، مور سے اس کی چال۔ قدرت سے اس کا پیار۔ ندیوں سے اسکا سکون۔ پانی کی لہروں سے ان کی تیزی۔ آبشاروں سے ان کا ترنم۔ آفتاب سے اس کی گرمی۔

فرشتوں سے اس کی محبت۔ ستاروں سے ان کی ٹھنڈک۔ چمن سے اس کی مہک

پہاڑوں سے انکی سختی۔ آسمان سے اس کا سایہ۔ کانٹوں سے اس کے پھول۔ سمندر سے اسکی وسعت۔ ہیرے سے اسکی چمک۔ قوس قزح سے اس کے رنگ۔ موسموں سے انکا تغیر۔ تلوار سے اسکی کاٹ۔ بادلوں سے اس کی کڑک اور بارش سے اسکی نغمگی لے کر ان تمام چیزوں کو جب شفقت کے کھرل میں ڈال کر پیار و محبت کے دستے سے گڑا جو مرکب حاصل ہوا۔ اس کو تخلیق کے مراحل سے گزارا تو یوں ''ماں'' کی تکمیل ہوئی۔

جذبے تمام پیار کے

دنیا میں ہوش سنبھالتے ہی جس ہستی کو اپنی طرف متوجہ پایا وہ ماں تھی۔ ماں کا نام لیں تو ایسے لگتا ہے کہ چاروں طرف خوشبوؤں نے بسیرا کرلیا ہے ماں دنیا کا خوبصورت اور حسین ترین تحفہ بچوں کی غلطیوں کو نظر انداز کرنے والی ماں جنت کی نشانی۔ ماں کا نام لیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ایک مضبوط دیوار ہمارے چاروں طرف چن دی گئی ہو اور ہمیں کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوتا۔ ماں ہی تو ہے جو اپنی اولاد کا دکھ درد اپنا دکھ درد سمجھتی ہے بالکل ایسے ہی جیسے یہ اس کی اولاد کا نہیں اس کا اپنا دکھ اپنی تکلیف ہو۔ ایک سایہ خنکی آمیز ایک ٹھنڈی میٹھی پھوار ایک چشمہ سدا بہار محبت کا تراشا ہوا ایک مجسمہ سراپا خلوص و محبت و وفا کا سمندر۔ احساس کی ندی ماں سچائی اور قربانی کی مجسمہ۔ دنیا کی انمول ترین چیز ماں۔ عظمت کا مینار ماں ہے اس لیے تو ماں کے قدموں کے تلے جنت ہے۔

شفقت جو تھی ماں باپ کے حصے میں آگئی

جذبے تمام پیار کے ماؤں میں جا بسے

ماں کی شفقت صاف و شفاف ہوا کی طرح ہوتی ہے جو سانس لینے والے کی زندگی کے لئے تو بے حد ضروری ہوتی ہے مگر اسے نظر نہیں آتی۔

اگر یہ دنیا آنکھ ہے تو ماں اس کی بینائی ہے۔ اگر یہ دنیا پھول ہے تو ماں اس کی خوشبو ہے۔ ماں کی دعاؤں نے آپ کو چاروں اطراف سے احاطے میں لے رکھا ہے۔ شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو کہ جس کے دل میں ''ماں کی عظمت کا احساس نہ ہو۔ ایسے لوگ اگر ہیں تو یقیناً وہ بد قسمت اور بد بخت ہیں۔ باپ کا غصہ اور ماں کا پیار مشہور ہے۔

علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے

''سخت سے سخت دل کو ماں کی پرنم آنکھوں سے موم کیا جا سکتا ہے یاد رہے کہ جب تک تمہاری ماں زندہ ہے تمہیں کسی بزرگ سے دعا کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے ماں کا بہت بڑا مقام بنایا ہے۔ ماں گھر کی روشنی ہے۔ اگر آپ اپنے ماں باپ کا احترام کرتے ہیں تو یقیناً آپ کے بچے بھی آپ کا احترام کریں گے۔

اک مدت سے میری ماں نہیں سوئی تابش
میں نے اک بار کہا تھا مجھے ڈر لگتا ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں ماں، باپ جیسی عظیم نعمتوں کی صحیح معنوں میں قدر دانی کی توفیق عطا فرمائیں جو اس دار فانی سے کوچ کر گئے ہیں ان کے درجات کو بلند و بالا فرمائے اور جو حیات ہیں انہیں درازی عمر عطا فرمائے۔

بندۂ ناچیز
محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

پہلا باب:

باپ ایک عظیم نعمت

باپ کیا ہے؟

امام ترمذی ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا

اَلْوَالِدِ اَوْسَط اَبواب الجَنّة فَاِن شِئتَ فاحفظ ذٰلِکَ الْبَاب او ضیعه

والد جنت کے دروازوں میں سے سب سے اچھا دروازہ ہے اب اولاد اس کی فرمانبرداری کر کے اس کی حفاظت کرے یا نافرمانی کر کے اسے ضائع کر دے۔

باپ : جنت کا اعلیٰ دروازہ ہے۔
باپ : اولاد کے لئے سرپرست اعلیٰ ہے۔
باپ : اولاد کے اخراجات برداشت کرتا ہے۔
باپ : اولاد کو تعلیم دلاتا ہے۔
باپ : اولاد کی ہر مشکل کام میں مدد کرتا ہے۔
باپ : کی پیشانی کی زیارت ایک مقبول حج کا ثواب رکھتی ہے۔
باپ : اولاد کی محبتوں کا گہوارہ ہے۔
باپ : اولاد کی سرپرستی اور رہنمائی کرتا ہے۔
باپ : اللہ کی رحمت کا سایہ ہے۔
باپ : اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔
باپ : اللہ کی صفت ربوبیت کا مظہر ہے۔
باپ : گھر کی عمارت کا دروازہ ہے۔ دروازہ نہ ہو تو چور اور کتے داخل ہو جاتے ہیں۔
باپ : گھر کی عمارت کا چھت ہے چھت نہ ہو تو گھر بدلتے موسم کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔
باپ : گھر کی عمارت کا ستون ہے ستون نہ ہو تو چھت کے گرنے کا خطرہ رہتا ہے۔
باپ : سورج کی مانند ہے سورج گرم تو ہوتا ہے مگر روشنی نہ دے تو اندھیرا چھا جاتا ہے۔ فصلیں کچی رہ جاتی ہیں۔

باپ : دنیا میں اولاد کے لئے بہترین رسائی اور سہارا ہے۔
باپ : باپ کا احترام کرو تا کہ تمہاری اولاد تمہارا احترام کرے۔
باپ : باپ کی عزت کرو تا کہ اس سے فیض یاب ہو سکو۔
باپ : کا حکم مانو تا کہ خوشحال ہو سکو۔
باپ : ایک کتاب ہے جس پر تجربات تحریر ہوتے ہیں اسے دور مت کرو۔
باپ : ایک مقدس محافظ ہے جو ساری زندگی خاندان کی نگرانی کرتا ہے۔
باپ : کے آنسو تمہارے دُکھ سے نہ گریں ورنہ اللہ تم کو جنت سے گرا دے گا۔
باپ : کے سامنے اونچا نہ بولو ورنہ اللہ تم کو نیچا کر دے گا۔
باپ : کے سامنے نظر جھکا کے رکھو تا کہ اللہ تعالیٰ تم کو دنیا میں بلند کر دے۔
باپ : باپ کی باتیں غور سے سنو تا کہ دوسروں کی نہ سننی پڑیں۔
باپ : کی سختی برداشت کرو تا کہ باکمال ہو سکو۔
باپ : سونا ہے اور ماں چاندی ہے ہر بچے کا ایک حقیقی باپ ہے۔
باپ : ایک ذمہ دار ڈرائیور ہے جو گھر کی گاڑی اپنے خون پسینہ سے چلاتا ہے
باپ : اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے جو اولاد کی خوشیوں اور غموں میں برابر کا شریک ہے
باپ : اولاد کے لئے ایک بہترین وکیل ہے جو مرنا قبول کر لیتا ہے لیکن اولاد پر آنچ نہیں آنے دیتا
باپ : انتہائی جفاکش ہے جو مشکل سے مشکل کام خود کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ماں باپ میں سے اکثر باپ کو سخت طبیعت بنایا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو بچے شیطان کے پھندے میں پھنس جاتے ماں کو چاندی کی طرح ٹھنڈا بنایا ہے اور باپ کو سورج کی طرح گرم۔ ہر بچے کا ایک حقیقی باپ اور ایک حقیقی ماں ہے۔ ماں چاند ہے تو باپ سورج۔ اور یہ بات تو آپ جانتے ہی ہیں کہ چاند سورج ہی سے روشنی لیتا ہے ماں اگر جنت ہے تو باپ اعلیٰ دروازہ ہے۔ ماں جنم دیتی ہے تو باپ زندگی دیتا ہے ماں چلنا سکھاتی ہے تو باپ دوڑنا سکھاتا ہے۔ ماں کھڑا ہونا سکھاتی ہے تو باپ کھڑا رہنا سکھاتا ہے۔ ماں بچے کی حفاظت کرتی ہے تو باپ دونوں کی حفاظت کرتا

ہے ماں گھر سجاتی ہے تو باپ گھر بناتا ہے۔ ماں کی گود مدرسہ ہے تو باپ اس کی عمارت ہے۔ ماں کے قدموں تلے جنت ہے تو باپ ہی اسے جنت دیتا ہے۔ ماں بہت ہی شفیق ہوتی ہے تو باپ بہت مہربان ہوتا ہے اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا باپ کی رضا میں رب کی رضا ہے۔ ربّ کو راضی کرنا ہے تو پہلے باپ کو راضی کریں۔ ماں باپ کی ناراضگی تمہارے لئے دونوں جہاں کی ناراضگی اور سزا حتیٰ کہ دوزخ میں داخل ہونے کا باعث ہوگا۔

آج باپ کل کا بچہ

یہ تو آپ نے سنا ہی ہے کہ آج کا بچہ کل کا باپ ہے۔ اسی طرح جو آج باپ ہے اگر یہ ۸۰/۹۰ سال تک زندہ رہا تو بالکل بچہ بن جائے گا اور اس عمر میں آکر عادات وخصلت بچے کی مانند ہو جاتی ہیں وہ اس طرح ہے کہ:

ملاحظہ فرمائیے

☆ بچے کے منہ میں دانت نہیں ہوتے	☆ بابے کے منہ سے بھی دانت گر جاتے ہیں
☆ بچہ چل نہیں سکتا	☆ بابا کے لئے بھی چلنا دشوار ہو جاتا ہے
☆ بچہ ضد (اڑی) کرتا ہے	☆ بابا بھی ضد کرتا ہے
☆ بچے کو کوئی چیز یاد نہیں رہتی	☆ بابے کا حافظہ بھی کمزور ہو جاتا ہے
☆ بچے کو سہارے کی ضرورت ہوتی ہے	☆ بابا بھی سہارے کے بغیر نہیں چل سکتا۔
☆ بچہ کسی کی نہیں مانتا	☆ بابا بھی کسی کی نہیں مانتا بلکہ اپنی من مانی کرتا ہے یعنی اپنی منواتا ہے
☆ بچہ یہ چاہتا ہے کہ لوگ میری طرف متوجہ ہوں	☆ بابے کی بھی یہی آرزو ہوتی ہے کہ سب لوگ مجھ سے باتیں کریں۔
☆ بچے کو پالنے سے مستقبل سنورتا ہے	☆ باپ کو پالنے سے عاقبت سنورتی ہے
☆ بچہ تھوڑی سی ڈانٹ کا اثر لیتا ہے یعنی بچہ روٹھ جاتا ہے	☆ بابا بھی تھوڑی سی بات پر رنجیدہ ہو جاتا ہے

☆ بچہ بستر اور کپڑوں پر پیشاب کرتا ہے	☆ بابا بھی چارپائی پر اور کپڑوں پر پیشاب پاخانہ کر دیتا ہے۔
☆ بچے کی دیکھ بھال کے لئے ایک عورت کی ضرورت ہوتی ہے	☆ بابے کی دیکھ بھال کے لئے بھی ایک نوکر کی ضرورت ہے۔
☆ بچے کو زیادہ ڈانٹا جائے تو گھر سے بھاگ جاتا ہے	☆ بابے کو بھی نظر انداز کیا جائے تو یہ بھی روٹھ جاتا ہے

باپ کا بیٹے کا بوسہ لینا ثواب ہے

باپ کا اپنے بچے کو چومنا ‘‘بوسۂ شفقت’’ کہلاتا ہے اگر یہ حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کی وجہ سے لیا جائے تو باپ جتنی بار اپنے بیٹے کو چومے گا اتنی بار اللہ تعالےٰ اجر عطا کرے گا۔

بخاری شریف کتاب الادب کے باب رحمۃ الولد وتقبیلہ میں ہے:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، بیان فرماتے ہیں۔ اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ، کی موجودگی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو چوما تو اقرع نے کہا! میرے دس بیٹے ہیں میں نے ان کو کبھی بھی نہیں چوما۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا ‘‘جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔’’ اس پس منظر میں اس جملہ کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر آج تم اپنے بچوں سے پیار نہ کرو گے تو کل کو یہ بھی تم سے پیار نہ کریں گے اور ایک یہ بھی مطلب نکلتا ہے کہ جو اپنے بچوں سے پیار نہیں کرتا اللہ بھی اس سے پیار نہیں کرتا۔

بیٹی افضل کہ بیٹا

اسلامی معاشرہ کے اندر جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں تھا وہ تو بیٹی کو بڑی ترجیح دی جاتی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

‘‘جس نے دو بیٹیوں کی جوان ہونے تک پرورش کی میں اور وہ ان دو انگلیوں کی طرح اکٹھے ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں کو ملایا’’

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ۔ کہ جو کوئی اپنی لڑکی کو زندہ در گور نہ کرے نہ اس کی توہین کرے اور نہ لڑکے کو اس پر ترجیح دے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (ابوداؤد شریف)

بیٹی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحمت کہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب باپ گھر کوئی چیز لے کر جائے تو بچوں میں سب سے پہلے بیٹی کو دے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو آتا ہوا دیکھتے تو پیار میں کھڑے ہو جاتے۔ ان کی پیشانی چومتے اور پاس بٹھاتے۔

اسلام کے اندر بیٹی کو پالنا زیادہ ثواب کا کام ہے کیونکہ لڑکے کو پالنے سے آپ کو فائدہ ہوگا۔ وہ کمائے گا کھلائے گا۔ بیٹی آپ کو صرف اللہ کی رضا کی خاطر پالنا ہے۔ بیٹا تو نامعلوم آپ کو دوزخ سے بچائے گا کہ نہیں بچائے گا البتہ بیٹی کو پال پوس کر شادی کر دینا صرف اتنا عمل ہی باپ اور دوزخ کے درمیان دیوار حائل کر دے گا۔

باپ افضل ہے کہ ماں؟

جس مسلمان کے ماں باپ زندہ ہوں ان کی اجازت کے بغیر جہاد پر جانا جائز نہیں ہے کیونکہ ان دونوں کا حکم ماننا فرض عین ہے اور جہاد فرض کفایہ ہے۔ ماں باپ اپنے بچے کو نفلی حج اور سفر تجارت سے بھی روک سکتے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی بچے کی ماں بھی زندہ ہے اور باپ بھی زندہ ہے تو اس نے ایک سے اجازت لے لی اور دوسرے نے انکار کر دیا۔ اب بچہ مجبور ہے تو پھر کیا کرے؟ تو اس صورت میں بچے کو اپنے باپ کی بات ماننا پڑے گی۔ (نزہتہ المجالس)

گھر میں آتے جاتے ماں باپ کو سلام کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مروان نے انہیں اپنا خلیفہ بنا دیا تھا اور وہ ذوالحلیفہ میں تھے ان کی والدہ ماجدہ دوسری جگہ ایک گھر میں مقیم تھیں جب وہ گھر سے نکلنے کا ارادہ فرماتے تو دروازے کے پاس کھڑے ہوتے اور کہتے اے اماں جان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، تو وہ جواباً وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، فرماتیں۔ پھر

ابوہریرہ کہتے اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بیحد آپ پر رحم فرمائے جس طرح بچپن میں مجھ پر آپ نے رحم فرمایا اور میری پرورش کی اور وہ فرماتیں اللہ تبارک وتعالیٰ (واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) تم پر رحم فرمائے جیسا کہ تم نے میرے ساتھ بڑھاپے میں نیکی کا سلوک کیا۔ پھر جب ابوہریرہ گھر واپس لوٹتے تو اسی طرح کہتے تھے۔ (الادب المفرد)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر پر ناپاک باپ کو کیسے بٹھا سکتی ہوں

ابوسفیان اسلام لانے سے پہلے کفار کے لیڈر تھے۔ صاحب اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس اور مشن کو نقصان پہنچانے میں ہمیشہ کوشاں رہتے۔ ان کی ایک بیٹی حضرت حبیبہؓ اسلام لے آئیں اور انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عقد میں لے لیا۔ ایک موقعہ پر ابوسفیان اپنی بیٹی کو ملنے آئے حضرت ام حبیبہؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ میرا والد آیا ہے، کیا کافر والد سے ملاقات کرسکتی ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اسلام نے اس بات کی اجازت دے رکھی ہے۔

ابوسفیاں اندر آیا اور ایک بچھی ہوئی چادر پر بیٹھنے لگا۔ حضرت ام حبیبہؓ نے وہ چادر فوراً کھینچ لی۔ والد نے ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا کہ بیٹی تو نے ایسا کیوں کیا؟

کہنے لگیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کی مبارک و پاک چادر ہے میں اس پر اپنے ناپاک والد کو کیسے بیٹھا سکتی ہوں

روایت کے الفاظ ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

هو فراش رسول الله وانت امرؤ نجس مشرك

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک اور پاک بستر ہے اور تو پلید اور مشرک آدمی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، ۲، ۲۲۳)

کمبل کے دوٹکڑے

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں لکھتے ہیں کہ ایک نوجوان بیٹے نے اپنے بوڑھے باپ سے کہا: ابا جان! اگر آپ ہمارے گھر میں اسی طرح رہے تو ہمارے گھر کا نظام خراب ہوگا۔ روز روز کی پریشانی سے بہتر ہے کہ آپ کسی اور جگہ اپنا ٹھکانہ بنالیں۔

بوڑھے باپ نے کہا کہ بیٹا! اس عمر میں کہاں جاؤں بیٹا! اگر میری وجہ سے تمہیں تکلیف ہے تو مجھے خود کہیں لے جا کر چھوڑ آؤ۔ بیٹے نے کہا درست ہے۔ چلو میں آپ کو خود چھوڑ آتا ہوں۔

باپ بیٹا دونوں چلنے لگے تو اس بوڑھے کے پوتے نے کہا کہ میں بھی بابا جی کے ساتھ جاؤں گا۔

جوان بیٹا کہنے لگا ٹھیک ہے تم بھی چلو۔ باپ بیٹا اور پوتا تینوں چلتے چلتے ایک جنگل میں پہنچے تو جوان بیٹے نے اپنے بوڑھے باپ کو ایک پرانا کمبل تھمایا اور کہا کہ اب آپ یہاں اپنی زندگی بسر کریں اور اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر واپس ہونے لگا۔

نوعمر پوتے نے جب یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا! ابو ذرا ٹھہریئے۔ وہ رک گیا۔ تو اس بچے نے اپنے دادا سے کمبل لیا۔ اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑا دادا کو دے دیا اور دوسرا ٹکڑا ساتھ لے کر اپنے ابو جان کے پاس آ گیا۔

نوجوان نے اپنے بیٹے سے کہا تم نے اپنے دادا کا کمبل کیوں لے لیا ہے؟ نوعمر بچے نے کہا! آج تم جوان ہو اور تمہارا باپ بوڑھا ہے۔ تم نے اسے ایک کمبل دے کر گھر سے نکال دیا ہے۔ کل میں بھی ایسا ہی کروں گا۔ دادا جان کے کمبل کے دو ٹکڑے کر کے آدھا لے لیا اور آدھا دادا جان کو دے دیا۔

باپ سے کہا۔ یاد رکھئے جب میں جوان ہو جاؤں گا اور آپ بوڑھے ہو جائیں گے تب میں بھی یہ کمبل کا ٹکڑا دے کر تمہیں گھر سے نکال دوں گا۔ چنانچہ نوجوان نے اسی وقت اپنے بوڑھے باپ سے معافی مانگی۔ رونے لگا اور اپنے بوڑھے باپ سے بغلگیر ہو گیا اور انہیں اپنے گھر واپس لے آیا۔

یاد رہے باپ گھر کی سجاوٹ ہے۔ باپ گھر کی عمارت ہے۔ باپ گھر کا دروازہ ہے۔ باپ گھر کی عمارت کا ستون ہے۔ باپ گھر کی عمارت کی چھت ہے۔

دوستو! سب نے ہی بوڑھا ہونا ہے۔ سدا جوانی نہیں رہتی۔ لہٰذا ماں باپ کی عزت کرو۔ احترام وآداب سے پیش آؤ۔ کُل نفسٍ ذَائقة المَوت۔ سب نے ایک دن مرنا ہے۔ اپنی اپنی باری یہاں سے چلے جانا ہے۔ نیک عمل کرو جنت میں جاؤ۔ ماں باپ راضی تو خدا راضی یہ قیمتی وقت ضائع نہ کرو۔ بڑھاپے میں ماں باپ کی بڑھ چڑھ کر خدمت کرو۔ آج جو تم کرو گے کل تمہاری اولاد کرے گی۔

میں نے بھی اسی جگہ باپ کو مارا تھا

ایک شخص اپنے بوڑھے باپ سے نفرت کرتا تھا کہ اس کے گھر میں رہنے سے میری عزت وقار میں بڑا فرق پڑ رہا ہے اور بیوی کے ساتھ صلاح مشورہ کرتا تھا کہ جب باپ سویا ہوا ہو تو اس کو صندوق میں بند کر کے دریا میں پھینک دوں۔ بیوی نے کہا درست ہے۔ لہٰذا رات جب بوڑھا باپ سویا ہوا تھا تو اسے صندوق میں بند کر کے دریا میں پھینکنے کے لئے چلے گئے۔ جب دریا کے کنارے پہنچے تو صندوق سے آواز آئی کہ بیٹا چند قدم آگے بڑھ کر پھینکنا کیونکہ میں نے بھی اپنے باپ کو اسی جگہ پر آ کر پھینکا تھا۔

یاد رہے خدا کی لاٹھی بے آواز ہے۔ جیسا کوئی کرتا ہے ویسا ہی بھرتا ہے باپ کی عزت واحترام کرو اور فرمانبرداری کا ثبوت دو۔ آج دنیا کل آخرت ہے۔

آج جو کچھ آپ اپنے باپ سے کریں گے کل کو آپ کا بیٹا بھی آپ کے ساتھ ویسا ہی کرے گا۔ یہ مجھے اس کی سزا مل رہی ہے جو میں نے اپنے باپ کو دریا میں اسی مقام پر پھینکا تھا۔

باپ کی فریاد

ابو حفص سکندری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا میرے لڑکے نے مجھے مارا ہے۔ آپ نے حیران ہو کر پوچھا۔ ’’واقعی مارا ہے۔‘‘

آپ نے باپ سے پوچھا ’’بیٹے کو ادب سکھایا تھا؟ جی نہیں۔ بیٹے کو قرآن پڑھایا تھا؟ جی نہیں۔ آپ نے پوچھا۔ ’’وہ کیا کام کرتا ہے؟‘‘ جی وہ کاشتکاری کرتا ہے۔

ابوحفص نے فرمایا! تجھے معلوم ہے کہ تیرے بیٹے نے تجھے کیوں مارا ہے؟ باپ نے جواب دیا مجھے نہیں معلوم کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا۔ وہ صبح ہی صبح گدھے پر سوار ہوکر کھیتوں کی طرف جارہا تھا آگے بیل ہوں گے اور پیچھے کتا ہوگا چونکہ تو نے اسے قرآن مجید پڑھایا ہی نہیں۔ مولوی صاحب کے پاس مسجد بھیجا ہی نہیں۔ ان سے تیرے بیٹے نے سبق پڑھا ہی نہیں جو وہ راستے میں پڑھتا جاتا۔ اس لئے وہ گانا گاتا جارہا تھا۔ واہ رے واہ بڑے افسوس کی بات ہے تیری جہالت پر تو نے اسے گانے سے منع کیا ہوگا اس پر اس نے تجھے بیل سمجھ کر مارا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کر کہ اس نے تیرا سر نہیں پھوڑ دیا۔ (تنبیہ الغافلین)

باپ سے بیٹا پوچھتا ہے یہ کون لوگ ہیں

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جب مکتب میں پڑھتے تھے تو سورۂ مزمل تک پہنچے تو اپنے باپ سے پوچھتے ہیں یہ کون لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے شب دیداری کا حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا بیٹا! حضور نبی کریم ﷺ ہیں۔ بایزید بسطامی بولے۔ ابوجی آپ ایسا کیوں نہیں کرتے؟ باپ نے کہا! بیٹے یہ ’’انہی کے اندر طاقت تھی۔ انہی کو شرف بخشا گیا۔‘‘

پھر پڑھا۔ طائفۃ من الذین معک۔ پوچھا ابوجی یہ کون لوگ ہیں؟ بیٹے یہ صحابہ کرام ہیں۔

بایزید بسطامیؒ نے کہا۔ ابا جی آپ اس طرح کیوں نہیں کرتے؟

باپ نے جواب دیا۔ بیٹے اللہ نے ان کو شب بیداری کی طاقت دی تھی۔

بیٹا بولا۔ ابوجی ایسے شخص میں تو کوئی بھلائی نہیں ہوسکتی جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کے صحابہ کرام کی پیروی نہ کرتا ہو۔ اس جملہ نے وہ اثر کیا کہ آپ کے والد گرامی تہجد گزار ہوگئے۔ پھر آپ نے اپنے باپ سے تہجد پڑھنا سیکھی۔ (نزہۃ المجالس)

کیا آپ جانتے ہیں

سوال۔ حضور نبی کریم ﷺ کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ عبداللہ ہے۔

سوال۔ حضرت آدم علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کا والد نہیں ہے۔

سوال۔ حضرت شیث علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ حضرت آدم علیہ السلام ہے۔

سوال۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام حضرت اسحاق علیہ السلام ہے۔

سوال۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام یعقوب علیہ السلام ہے۔

سوال۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے۔

سوال۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام آزر ہے۔

سوال۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام ازن ہے۔

سوال۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام حضرت زکریا علیہ السلام ہے۔

سوال۔ حضرت نوح علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام لمک ہے۔

سوال۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام عمران ہے۔

سوال۔ حضرت الیاس علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام سنان ہے۔

سوال۔ حضرت لوط علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام حاران ہے۔

سوال۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام داؤد علیہ السلام ہے۔

سوال۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام یسی ہے۔

سوال۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام آموص ہے۔

سوال۔ حضرت یونس علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام متی ہے۔

سوال۔ حضرت شعیب علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام میکیل ہے۔

سوال۔ حضرت مریم علیہا السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام عمران ہے۔

سوال۔ حضرت ثمود علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام جیشر ہے۔

سوال۔ حضرت یسع علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام افطوب ہے۔

سوال۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام قابیل ہے۔

سوال۔ حضرت حزقیل علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کو ابن عجوز کہتے ہیں۔

آدمی کی سعادت

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ چار چیزیں انسان کی سعادت میں شمار ہوتی ہیں۔

(۱)...... بیوی نیک ہو۔

(۲)...... اولاد فرمانبردار ہو۔

(۳)...... دوست احباب نیک ہوں۔

(۴)...... رزق اپنے ہی شہر میں ہو۔

☆☆☆☆☆☆

دوسرا باب:

ماں ایک عظیم نعمت

”ماں کیا ہے“

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ رشتہ داروں میں سے میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ اس کے جواب میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہاری والدہ حسن سلوک کی زیادہ مستحق ہے۔ سائل نے پھر پوچھا پھر کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! تمہاری والدہ سوال کرنے والے نے عرض کیا پھر کون آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری والدہ چوتھی مرتبہ سوال کرنے پر حضور نبی ﷺ نے جواب میں فرمایا۔

تمہارا باپ

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۱۸ از بخاری و مسلم

ماں : جس نے ماں کا ادب کیا وہ قیامت کے روز فلاح پائے گا۔
ماں : جس نے ماں کو نظر انداز کیا وہ زندگی میں ہمیشہ ٹھوکریں کھاتا ہے۔
ماں : صبر و برداشت کی عظیم کہانی ہے۔
ماں : ہر درد کی دوا ہے۔
ماں : ہمت و طاقت اور جرأت کا نام ہے
ماں : سایہ رحمت ہے۔
ماں : اندھیرے میں اُجالا ہے۔
ماں : قدرت کا سب سے انمول تحفہ ہے۔
ماں : کی دُعا جنت کی ہوا ہے۔
ماں : سراپا شفقت ہے۔
ماں : دنیا کی حسین ترین اور نایاب شے ہے۔
ماں : ایک عظیم رشتہ ہے جس کی کوئی مثال نہیں۔
ماں : کے قدموں تلے جنت ہے۔
ماں : کی آغوش انسان کی پہلی درس گاہ ہوتی ہے۔
ماں : زندگی کی تاریک راہوں میں روشنی کا مینار ہے۔

ماں : انسانوں کو سب سے زیادہ پیار کرنے والی ہستی ہے۔
ماں : کی نافرمانی کرنے والا کبھی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔
ماں : ایک ایسا درخت ہے جس کا سایہ زندگی کی تھکن دور کرتا ہے۔
ماں : کی دعا کامیابی کا راز ہے۔
ماں : دنیا کی عزیز ترین ہستی ہے۔
ماں : کا سایہ ٹھنڈی چھاؤں ہے۔
ماں : دُکھوں کا مداوا ہے
ماں : کے قدموں کو چوما گویا جنت کے دروازے کو چوما۔
ماں : ہر معاشرے کی بینائی ہے اور زندگی کی توانائی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہر انسان کو ''ماں'' جیسی ایک عظیم نعمت کو پہچاننے اور ان کی عزت اور خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ اور والدہ کی خدمت

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ تابعین کے سردار اور عظیم عاشق رسول ﷺ تھے۔ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری حیات کو پایا۔ آپ پر ایمان لائے مگر زیارت کے لئے حاضر نہ ہوسکے۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ کی والدہ بوڑھی تھیں ان کی خدمت میں مصروف رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

ان خیر التابعین رجل یقال له اویس وله والدة فمره فلیستغفر لکم

تابعین میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا نام اویس ہے اور اس کی والدہ ہے تم اُسے کہو کہ وہ تمہارے لئے اللہ سے بخشش کی دعا کرے

دوسری روایت میں ہے۔

ان رجلا یاتیکم بایمن یقال له اویس لایۂ بایمن غیر ام له

فمن لقیہ منکم فلیستغفر لکم

(مشکوٰۃ المصابیح، ذکر اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ)

یمن سے تمہارے پاس ایک آدمی آئے گا جس کا نام اویس ہے والدہ کی خدمت کی وجہ سے وہ یمن سے نہ نکل سکا۔ تم میں سے جس کی اس سے ملاقات ہو وہ اس سے تمہارے لئے بخشش کی دُعا منگوائے۔

دیکھا آپ نے کہ انہوں نے شرف صحابیت سے محرومی قبول کر لی مگر والدہ کی خدمت ترک نہ کی تو آپ ﷺ نے ان کے اس عمل کی کتنی قدر دانی کی ہے،

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ والدین کے نافرمان کو اللہ تعالیٰ جلدی ہلاک کر دیتا ہے تا کہ اسے جلدی عذاب دے۔

ان اللّٰہ یزید فی عمر العبد اذا کان بار ابوالدیہ یزیدہ برا و خیراً (الزواجہ، ۷۱:۲)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بندے کی عمر میں اضافہ فرما دیتا ہے، جو والدین کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے تا کہ اس کی نیکی اور بھلائی میں ترقی ہو

والدین کو خوش رکھنے والوں کے لئے جنت کی بشارت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا!

ہر وہ شخص جو اس حال میں صبح کرے کہ اس کے والدین اس سے خوش ہوں۔

اهبع لهٗ بابان مفتوحان من الجنة

(مشکوٰۃ المصابیح)

تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

خدمت کرنے والے کی عمر میں برکت

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

من بر والدیه طولی له زادالله عزوجل فی عمره

(الادب المفرد، باب من بر والدیه)

جو والدین کی تابعداری کرتا ہے اسے مبارک ہو اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں اضافہ فرماتا ہے۔

حضرت وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے موسیٰ اپنے والدین کا احترام کیا کرو۔

فانه من وقر والدیه مددت فی عمره ووهبت له ولداً یبره ومن حق والدیه قصرت عمره ووهبت ولداً یعقه.

کیونکہ جو والدین کا احترام کرے گا میں اس کی عمر میں اضافہ کرتا ہوں تا کہ اس کی تابعداری کرے اور جو والدین کی نافرمانی کرتا ہے میں اس کی عمر کو کم کر دیتا ہوں اور اس کی اولاد بھی اس کی نافرمانی کرتی ہے۔

والدین کی نافرمانی سب سے بڑا گناہ ہے

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسالت مآب ﷺ نے ہمیں مخاطب ہو کر تین دفعہ فرمایا: کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں آگاہ نہ کروں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) ہمیں ضرور آگاہ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔

الاشداک بالله و عقوق الوالدین

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا اور والدین کی نافرمانی کرنا

آپ ٹیک لگائے ہوئے تشریف فرما تھے اس کے بعد ٹیک چھوڑ دی اور فرمایا۔

الاوقول الزور و شهادة الزور (بخاری، مسلم شریف)

سنو جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا

☆……☆……☆……☆……☆……☆

ایک عجیب حکایت

ایک نوعمر بچے نے دیوار پر کوّا بیٹھا ہوا دیکھا تو اپنے والد سے کہنے لگا اے ابا جان! وہ دیوار پر جو پرندہ بیٹھا ہے اس کا نام کیا ہے؟ باپ نے کہا بیٹا کوّا ہے۔ بیٹا کہنے لگا۔ ابا جان وہ دیوار پر کوّا بیٹھا ہے؟ یعنی بچوں کی عادت کے مطابق بار بار کہا حتیٰ کہ اس نے یہی سو مرتبہ کہا۔ باپ بھی ہر بار یہی کہتا رہا کہ بیٹا وہ کوّا ہے اور ساتھ ایک کاغذ پر بھی یہ لکھتا رہا۔

چنانچہ بچہ جب جوان ہو گیا اور باپ بوڑھا ہوا تو اس نے دیکھا کہ دیوار پر ایک کوّا بیٹھا ہے۔ بوڑھے باپ نے جوان بیٹے سے کہا بیٹا دیکھو وہ دیوار پر کوّا بیٹھا ہے۔ بیٹے نے جواب دیا۔ ہاں ابا جان وہ کوّا ہے۔ باپ نے پھر پوچھا بیٹا وہ دیوار پر کوّا بیٹھا ہے؟ بیٹا غصے میں آ گیا اور کہنے لگا بابا جی کیا کائیں کائیں لگا رکھی ہے۔ جب ایک مرتبہ کہہ دیا وہ کوّا ہے۔ تو بات کو ختم کرو۔ بوڑھے باپ نے وہ لکھا ہوا پرانا کاغذ نکالا اور کہا۔ بیٹا اسے پڑھو۔ تم نے بچپن میں سو مرتبہ کہا تھا کہ ابا جان وہ کوّا ہے۔ میں نے ہر بار بڑی محبت سے جواب دیا تھا کہ ہاں بیٹا وہ کوّا ہے اور جب میری باری آئی تو دوسری مرتبہ ہی برہم ہو گئے۔

جب بچپن میں والدین اپنی اولاد کے ساتھ اتنی شفقت و محبت کرتے ہیں ان کے کھانے پینے اور پہننے کا خیال رکھتے ہیں تو اولاد کو بھی چاہئے کہ وہ بوڑھے ماں باپ کو اپنے اوپر بوجھ نہ سمجھیں بلکہ ان کی خدمت کو اپنی سعادت مندی تصور کریں اور سوچیں کہ اگر آج یہ بوڑھے ہیں تو کل ہم بھی بوڑھے ہوں گے۔ آج اگر ہم ان کی خدمت کریں گے تو کل ہماری اولاد بھی ہماری خدمت کرے گی۔

ماں کے قدموں میں جنت

حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ میں نے جہاد پر جانے کا ارادہ کیا ہے، آپ کی خدمت میں مشورہ کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! تمہاری

والدہ ہے۔ عرض کیا۔ ہاں والدہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

اپنی والدہ کی خدمت کرو، جنت اس کے پاؤں کے پاس ہے۔ (النسائی)

ایک روایت میں ہے فرمایا! تیرے والدین ہیں عرض کیا۔ ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان دونوں کی خدمت کروان کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔

رضاعی ماں کے ساتھ سلوک

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

رأيت النبي ﷺ يقسم لحما بالجعرانة اذاقبلت امرأة حتى دنت الى النبي ﷺ فبسط لها رداءه فجلست عليه فقلت من هي؟ قالوا هي امه التي رضعته. (ابوداؤد)

میں نے جعرانہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ گوشت بانٹ رہے تھے اتنے میں ایک خاتون آئیں اور نبی کریم ﷺ کے بالکل قریب چلی گئیں۔ آپ نے ان کے لئے اپنی چادر بچھادی وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون صاحبہ ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ نبی ﷺ کی ماں ہیں انہوں نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔

اپنی حقیقی ماں کے علاوہ بچہ جس عورت کا دودھ پیتا ہے وہ اس کی رضاعی ماں کہلاتی ہے۔ محض دودھ پلانے سے کوئی عورت حقیقی ماں تو نہیں بن جاتی لیکن بعض معاملات میں اس کا درجہ وہی ہو جاتا ہے جو حقیقی ماں کا ہے۔ نکاح اور پردے کے معاملے میں اسلام نے رضاعی ماں کو وہی مقام دیا ہے جو حقیقی ماں کا ہے اور نبی کریم ﷺ کے اس واقعہ سے بھی یہی حقیقت سامنے آتی ہے کہ آپ رضاعی ماں کے ساتھ حقیقی ماں جیسا نیک سلوک کریں۔ اس کی خدمت بجالائیں اور ہر طرح اس کا ادب واحترام کریں۔

ایک ماں کی لوری

جب نادان ۔ بے بس بچہ گہوارہ میں سوتا ہے اس کی مصیبت زدہ ماں اپنے کام کاج میں لگی ہوتی ہے اور اس گہوارہ کی ڈوری بھی ہلاتی جاتی ہے۔ ہاتھ میں ڈوری اور دل بچے

میں ہوتا ہے اور زبان سے اس کو یوں لوری دیتی رہتی ہے۔

میرے لاڈلے پیارے سورہ میرے بچے سورہ
اے اپنے باپ کی مورت، ماں کے دل کی ٹھنڈک سورہ
او میرے لاڈلے پیارے سورہ
میرے بچے سورہ اے میرے دل کی کونپل سورہ میرے بچے سورہ
دنیا جہان کی خوشیاں مان، بڑھ اور پھل پھول سورہ
او میرے لاڈلے پیارے سورہ میرے بچے سورہ
تجھ پر کبھی خزاں نہ آنے پائے، نہ کوئی مصیبت آوئے
جو ماں باپ نہ دیکھیں۔ تیرا مکھڑا چاند سے بھی روشن ہوگا
تیری عادات وخصلات تیرے باپ سے بھی اچھی ہوں گی
سورہ او میرے لاڈلے بچے سورہ
تیری شہرت، تیری لیاقت، تیری محبت، تیری ہنسی
ہمارے اندھیرے گھر کا اُجالا ہوگی
اے میرے پیارے رونے والے۔ تم ہماری
قبر پر آکر ہماری روح کو خوش کروگے
سورہ او میرے لاڈلے پیارے بچے سورہ

ماں کی ممتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

’’دو (چھوٹی بڑی) عورتیں اپنے اپنے بچے کو لے کر جارہی تھیں کہ اچانک ایک بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک کے بچے کو اُچک کر لے گیا۔ دونوں میں جھگڑا ہوگیا۔ بڑی کہنے لگی کہ تیرے بچے کو لے گیا ہے چھوٹی کہنے لگی تیرے بچے کو لے گیا ہے، دونوں نے یہ طے کیا کہ حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیصلہ کرواتے ہیں، چنانچہ وہ ان کے پاس گئیں، آپ نے بڑی کے حق میں فیصلہ دے دیا، یہ دونوں یہاں سے چلیں تو راستے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے ان کا گزر ہوا انہوں نے ان سے

پوچھا کہ تمہارے درمیان کیا فیصلہ ہوا؟ ان میں سے ایک (چھوٹی) بولی کہ بڑی کے حق میں فیصلہ صادر ہو گیا ہے، (آپ معاملہ کو بھانپ گئے اور) فرمایا چھری لاؤ میں اس بچے کے دو ٹکڑے کر دیتا ہوں چھوٹی بولی خدا کے لیے ایسا نہ کیجئے یہ بچہ بڑی کو ہی دے دیجئے، (حضرت سلیمان علیہ السلام چھوٹی عورت کی یہ حالت دیکھ کر سمجھ گئے کہ یہ بچہ اسی کا ہے) چنانچہ آپ نے چھوٹی کے حق میں فیصلہ دے دیا اور بچہ اسے دلوا دیا۔‘‘

(نسائی عربی ج:۲ص ۲۶۱، جواہر پارے)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ماں کے لئے دعا

مناجات مقبول

کر دعا میری الٰہی مستجاب
بخش دینا مجھ کو تو روز حساب
مغفرت ماں باپ کی بھی میرے کر
کل مسلمانوں سے بھی تو درگذر
جیسے بچپن میں میرے ماں باپ نے
رحمت وشفقت سے پالا ہے مجھے
تو بھی ان پر یا الٰہی رحم کر
ان کو رحمت کا صلہ دے سر بسر
مجھ پہ یارب اور میرے ماں پاب پر
تو نے جو احسان کئے ہیں سر بسر
مجھ کو دے توفیق ان کے شکر کی
اور اچھے کاموں کی توفیق

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ماں کی خدمت پر انعامات ربانی اور
ماں کا تقدس اور اولیائے کرام
کے ایمان آفروز واقعات

ماؤں کا ادب واحترام اور خدمت

قرآن وحدیث میں والدین کی تعظیم وتکریم اور خدمت کی بڑی تاکید آئی ہے اور اس پر بڑے اجر وثواب کی بشارت دی گئی ہے۔ اس بارے میں والدہ کا حق اولاد پر بہت زیادہ ہے، خاص طور سے جو والدہ اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت میں اہم کردار ادا کرے، اس کا حق اور زیادہ ہو جاتا ہے، اس لیے علماء نے ایسی ماؤں کا بے حد ادب و احترام کیا ہے۔

امام غزوان رقاشی رحمۃ اللہ علیہ

امام غزوان رقاشی رحمۃ اللہ علیہ نہایت عابد و زاہد، مجاہد اور بزرگ عالم دین تھے، قرآن کی تلاوت بہت زیادہ کرتے تھے ان کی والدہ بے لکھی پڑھی تھیں، ایک دن غزوان تلاوت کررہے تھے والدہ نے کہا کہ غزوان زمانۂ جاہلیت میں ہمارا ایک اونٹ گم ہوگیا تھا، تم قرآن میں اس کو پا رہے ہو؟ غزوان نے ماں کی اس بات کو نہ برا مانا اور نہ ان کو جھڑکا بلکہ نہایت ادب اور محبت کے لہجہ میں کہا کہ.

یا امه! اجدو الله فيه وعداً حسناً

اے ماں! خدا کی قسم میں اس میں اچھے بدلے کا وعدہ پا رہا ہوں۔

حضرت غزوان رحمۃ اللہ علیہ جہاد میں شریک ہوا کرتے تھے جب ان کے ساتھی مجاہدین واپس آئے تو ان کی والدہ استقبال میں نکل کر ان سے معلوم کرتی تھیں کہ تم لوگ غزوان کو پہچانتے ہو؟ تو وہ حضرات کہتے تھے:

ويحك يا عجوز ذلك سيد القوم طبقات ابن سعد ص ۲۱۷ ج ۷

اے بوڑھیا! وہ تو ہمارے پیشوا ہیں۔

حضرت غزوان چالیس سال تک کھل کر نہیں ہنسے تھے، ایک شخص نے نہ ہنسنے کی وجہ معلوم کی تو بتایا کہ میں ہنس کر کیا کروں گا۔

امام مسعر بن کدام کوفی رحمۃ اللہ علیہ

امام مسعر بن کدام کوفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکان اور مسجد کے علاوہ کہیں نہیں رہتے

تھے، ان کی والدہ بڑی عابدہ وزاہدہ تھیں، جب مسجد جاتے تو اپنے ساتھ ایک گدّا لے جاتے، والدہ کو بھی ساتھ لے جاتے اور مسجد میں پہنچ کر گدّا بچھا دیتے جس پر والدہ نماز پڑھتی تھیں اور خود مسجد میں دوسری جگہ نماز پڑھ کر بیٹھ جاتے اور شاگردوں کو حدیث کا درس دیتے، فارغ ہو کر والدہ کے پاس جاتے، گدّا اٹھاتے اور والدہ کو لے کر واپس آتے تھے، یہ ان کا معمول تھا۔ طبقات ابن سعد ص ۳۶۵ ج ۶

امام احمد بن علی ابار بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

امام حافظ ابوالعباس احمد بن علی بن مسلم بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ابار کے لقب سے مشہور ہیں ان کی والدہ بڑی رحم دل، خدا ترس خاتون تھیں اپنے لڑکے سے بے انتہا محبت رکھتی تھیں لڑکا بھی اپنی والدہ کا بے حد لحاظ و پاس رکھتا تھا اور ان کی دل جوئی اور ناز برداری میں کمی نہیں کرتا تھا۔

امام ابار نے ایک مرتبہ اپنی والدہ سے اجازت چاہی کہ امام قتیبہ سے جا کر حدیث حاصل کریں مگر والدہ نے اس سفر کی اجازت نہیں دی۔ جب والدہ کا انتقال ہو گیا تو امام ابار نے بلخ کا سفر کیا۔ وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ امام قتیبہ کا انتقال ہو چکا ہے اور وہاں کے اہل علم نے ابار کو تسلی دی۔ تذکرۃ الحفاظ ص ۱۹۳ ج ۲

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے والدین بہت نیک تھے، امام صاحبؒ ان کے لیے ہمیشہ دعا کرتے تھے۔ خاص طور سے اپنی والدہ ماجدہ کا بے حد احترام اور تعظیم و تکریم کرتے تھے، ان کی دل داری و دل جوئی میں لگے رہتے تھے، فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اعمال کے تین حصے کیے ہیں، ایک تہائی اپنے لیے، ایک تہائی اپنے والدین کے لیے اور ایک تہائی اپنے استاد حمّاد کے لیے

آپ کے والد کا انتقال پہلے ہوا اور والدہ ۱۳۰ھ کے بعد فوت ہوئیں اس لیے ان کی خدمت کا زیادہ موقع ملا۔

امام صاحب اپنی والدہ کی کوئی بات نہیں ٹالتے تھے حتیٰ کہ عمر بن فرر کی مجلس درس

میں جاتے تو والدہ کو سواری پر لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کی والدہ نے کسی بات کی قسم کھائی اور اس کے بارے میں اپنے بیٹے سے فتویٰ پوچھا مگر ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہوئیں اور کہا کہ جب تک زرعہ واعظ سے دریافت نہیں کرو گے مجھے اطمینان نہیں ہوگا۔ امام صاحب والدہ کو لے کر زرعہ واعظ کے پاس گئے اور والدہ نے خود ان سے فتویٰ پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ فقیہ کوفہ آپکے ساتھ ہے، میں کیا فتویٰ دوں۔ امام صاحبؒ نے والدہ کے احترام میں زرعہ واعظ سے کہا کہ میں فتویٰ بتاتا ہوں اور آپ فتویٰ دے دیں۔ چنانچہ ایسا ہوا اور والدہ راضی اور مطمئن ہوگئیں۔

اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص ۵۳، تاریخ بغداد ص ۲۶۶ ج ۱۳

امام ابوالمظفر سمعانی رحمۃ اللہ علیہ

کتاب الانساب کے مصنف امام ابوسعد سمعانی مروزی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بعض اساتذہ سے سنا ہے کہ میرے دادا ابوالمظفر سمعانی نے شیخ الحرم امام سعد بن علی ابن محمد (متوفی ۴۷۱ھ) کی صحبت اختیار کرنے کے لیے مکہ مکرمہ میں مجاورت اور قیام کا پختہ ارادہ کر لیا تھا، مگر وہاں کے دورانِ قیام میں ایک رات والدہ کو خواب میں دیکھا کہ کہتی ہیں کہ بیٹے! تمہارے اوپر میرا جو حق ہے اس کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ مر لوٹ آؤ، میں تمہاری جدائی برداشت نہیں کر سکتی۔ دادا کا بیان ہے کہ میں گھبرا کر اٹھا اور سوچا کہ سعد بن علی سے یہ خواب بیان کر کے ان سے مشورہ کروں گا اور صبح کو ان کے پاس گیا مگر طلبہ اور مستفیدین کی بھیڑ کی وجہ سے بات نہیں کر سکا، جب وہ مجلس سے اٹھے تو میں ان کے پیچھے پیچھے چلا، انہوں نے میری طرف مڑ کر دیکھا اور فرمایا۔ ابوالمظفر! بڑھیا تمہارا انتظار کر رہی ہے یا ابا المظفر العجوز تنتظرک یہ کہہ کر گھر کے اندر چلے گئے۔ میں سمجھ گیا کہ وہ میرے مافی الضمیر کو سمجھ کر یہ بات کہہ رہے ہیں اور اسی سال وطن واپس آ گیا۔ (تذکرۃ الحفاظ ص ۳۴۶ ج ۳)

☆……☆……☆……☆……☆……☆……☆……☆

ایک رات کی عبادت اور خدمت

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ نے ایک رات سوتے میں فرمایا کہ ایک کیواڑ کھول دے پھر آپ سو گئیں میں کیواڑ کے پاس صبح تک اسی خیال میں کھڑا رہا کہ نامعلوم کون سا کیواڑ کھولنے کا حکم دیا تھا۔ ایسا نہ ہو کہ میں دایاں کھول دوں اور آپ نے بایاں کہا ہو صبح ہوئی تو میں نے وہ چیز جو کہ جنگل کے اندھیروں میں تلاش کرتا تھا دروازہ کی چوکھٹ میں ہی پالی۔

اف کا کفارہ

حضرت محمد بن منکدر فرماتے ہیں کہ ایک روز میں ساری رات اپنی والدہ کے پاؤں دباتا رہا اور میرے بھائی ابو بکر بن منکدر رات بھر نماز پڑھتے رہے لیکن مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میں اپنی وہ رات ان کی رات سے بدل لوں۔

عون بن عبداللہ ایک دفعہ ماں کی کسی بات کا جواب ''ہوں'' میں دے بیٹھے۔ پھر یاد آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اف تک سے منع کیا ہے فوراً ہی کفارہ میں دو غلام آزاد کر دیئے اور اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کی اور بار بار توبہ کرتے رہے۔

انسان ماں کی ایک آہ کا بدلہ بھی نہیں دے سکتا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار ایک یمنی کو دیکھا جو اپنی ماں کو پیٹھ پر لیے ہوئے طواف کعبہ کر رہا تھا اور یہ شعر پڑھتا جا رہا تھا ''میں اس کے لیے سواری کا ایک اونٹ ہوں، جب سواروں کو ڈرایا جائے تو میں ڈرتا نہیں'' پھر اس نے کہا اے ابن عمر! کیا میں نے ماں کا بدلا دے دیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں اس کی ایک آہ کا بدلہ بھی نہیں ہوا۔ بحوالہ الادب المفرد

ماں کی خدمت نماز تہجد سے افضل

کہمش بن حسن جو اپنی ماں کی بہت خدمت کرتے تھے پاخانہ وغیرہ اپنے ہاتھ سے اٹھاتے اور صاف کرتے تھے۔ کسی امیر آدمی نے روپوں کی تھیلی بطور تحفہ انہیں

ارسال کی اور کہلا بھیجا کہ اس رقم سے اپنی ماں کی خدمت کے لیے غلام یا لونڈی خرید لیں کہمش نے یہ رقم واپس کر دی اور کہا اے سلیمان میں بچہ تھا تو میری ماں نے میری خدمت کے لیے کوئی نوکر نہیں رکھا تھا بلکہ انہوں نے خود میری پرورش اور خدمت کی تھی۔ اس لیے اب میں بھی خود ہی اپنی ماں کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔

محمد بن منکدر جب رات کو تہجد کے لیے اٹھتے والدہ پاؤں دبانے کے لیے کہہ دیتی تو وہ نماز کی بجائے اپنی ماں کے پاؤں دباتے صبح کر دیتے نماز تہجد چھوڑ دیتے۔ کیونکہ وہ ماں کی خدمت کو نماز تہجد سے افضل شمار کرتے تھے۔

ماں باپ کو اپنے پر ترجیح دو

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے والدین کی فرمانبرداری کے سلسلے میں فرمایا ”والدین کی فرمانبرداری کے لیے نفلوں کو ترک کیا جا سکتا ہے اور یہ افضل ہے۔ والدین کے ساتھ بھلائی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ والدین نے جن لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا ہے ان سے خود بھی ترک تعلق کر لے اور جن لوگوں سے والدین کے تعلقات ہوں ان سے خود بھی تعلق رکھے۔ والدین کے معاملہ میں مخالفوں پر ایسا ہی غصہ کرے جیسا اپنی ذات کے لیے کرتا ہے۔ اگر کہیں سے کھانے پینے کی چیز لاؤ تو سب سے اچھا کھانا ماں باپ کو دو کیونکہ وہ تمہاری خاطر اکثر بھوکے رہے ہیں اور تم کو اپنے اوپر ترجیح دی ہے تمہارا پیٹ بھرا ہے خود بیدار رہے اور تم کو سلایا ہے۔ (بحوالہ غنیۃ الطالبین)

ماں کا ادب

حضرت محمد ابن سیرین مشہور تابعی بزرگ ہیں۔ فقہ وحدیث کے امام مانے جاتے ہیں۔ آپ کی والدہ محترمہ حجاز کی رہنے والی تھیں۔ حضرت والدہ کے ادب واحترام اور شوق کا انتہائی خیال رکھتے تھے جب کبھی والدہ کے لئے کپڑے خریدتے تو کپڑے کی نرمی اور خوب صورتی پر نگاہ رہتی۔ عید کے لئے تو اپنے ہاتھ سے ماں کے لئے کپڑے رنگتے۔ ماں کے ادب واحترام کا حال یہ تھا کہ کبھی ماں کے سامنے اونچی آواز سے نہ بولتے۔ اس طرح ماں سے گفتگو کرتے کہ جیسے کوئی راز کی بات کہہ رہے ہوں۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اور ماں کی دعا

بابا جی بچپن میں شکر کو بہت پسند فرماتے اور کھاتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نماز پڑھتے وقت شکر کی پڑیاں بنا کر مصلے کے نیچے رکھ دیتی تھیں اور سلام پھیرتے وقت آپ کو اشارہ کر کے مصلے کے نیچے سے شکر اٹھا لینے کا حکم فرماتیں۔ ایک روز آپ شکر رکھنا بھول گئیں۔ بابا جی نے حسب عادت جب مصلے کے نیچے ہاتھ ڈالا تو شکر کی پڑیاں موجود نہ تھیں۔

بابا جی نے والدہ محترمہ سے کہا۔ ماں جی آپ تو شکر کی پڑیاں رکھنا بھول گئی تھیں لیکن میرے پاک پروردگار نے مجھے عنایت فرما دی ہیں۔ ماں نے یہ سُن کر آپ کو دعا دی اور فرمایا ”فرید! خدا تمہیں ضائع نہ کرے گا اور انشاء اللہ بفضل خدا تو شکر کی طرح ہی شیریں رہے گا۔

یاد رہے اس وجہ سے بابا فرید کا لقب ”گنج شکر“ مشہور ہوا۔

الٰہی یہ بے کس یتیم اب تیرے حوالے ہے

بی بی زلیخا اپنے پیارے فرزند کا تحصیل علم میں انہماک دیکھتیں تو خوش ہو کر انہیں دعائیں دیتیں۔ خشیت الٰہی کے غلبے سے ہر وقت روتی رہتیں۔ ابھی سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء نے اپنی تعلیم مکمل نہیں کی تھی کہ بیمار ہو گئیں۔ بیماری نے اتنی شدت اختیار کی کہ کھانا پینا چھوٹ گیا اور انہیں یقین ہو گیا کہ اب خالقِ حقیقی کی طرف سے بلاوا آیا ہی چاہتا ہے۔ سلطان المشائخ جمادی الاخریٰ کا چاند دیکھ کر سلام کے لیے والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو بی بی صاحبہ کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

”میرے بچے! آئندہ ماہ کس کے سلام کو آؤ گے اور کس سے دعائیں لو گے؟“

سلطان المشائخ بے تاب ہو گئے اور رو کر کہا ”اماں جان! ہم آپ کے بغیر کیسے جئیں گے۔“

بی بی صاحبہ نے انہیں تسلی دی اور فرمایا ”اس وقت جا کر سو جاؤ، صبح آنا“

سلطان المشائخ نے رات نہایت بے چینی سے گزاری۔ علی الصبح اپنی والدہ ماجدہ کی

خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے اپنے محبوب فرزند کا دائیں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا ”الٰہی یہ بے کس یتیم اب تیرے حوالے ہے۔“ یہ کہا اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ (بحوالہ خزینۃ الاصفیاء)

ماں کی دعا کا اثر

سلیم ابن ایوب فرماتے ہیں کہ میں دس سال کا تھا اور مجھ سے سورۂ فاتحہ تک نہیں پڑھی جاتی تھی تو بعض مشائخ نے مجھ سے فرمایا؛

کہ تو اپنی ماں سے التجا کر کہ وہ تیرے لئے قرآن اور علم کے لئے دعا کرے میں نے اپنے علم کیلئے دعا کرائی، تو ماں کی دُعا کا ایسا اثر ہوا کہ حضرت سلیم ابن ایوب ایسے جید عالم ہوئے کہ کوئی عالم ان کا لگا نہ کھاتا تھا اور وہ گویا ایسے سوار تھے، ر،اں تھے کہ کوئی ان کی گرد کو نہ پاتا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

اگر بڑھاپے میں تو اپنے ماں باپ کے کپڑوں وغیرہ پر گندگی اور پیشاب پاخانہ وغیرہ صاف کرتا ہے تو اس موقع پر ”اُف“ نہ کر جیسا کہ وہ بھی ”اُف“ نہ کہتے تھے جبکہ تیرا پیشاب پاخانہ دھوتے تھے۔

والدہ کی خوشی ہر حال میں عزیز

مؤرخ اسلام حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ سے جب یہ سوال کیا گیا کہ علامہ صاحب کا اپنی ماں کے ساتھ کیا برتاؤ تھا۔

آپ کی اہلیہ محترمہ نے فرمایا کہ سید صاحب اپنی والدہ کا نہایت احترام کرتے تھے۔ وہ ماں کے ایک فرمان بردار بیٹے تھے۔ اس سلسلے میں ایک چھوٹا سا واقعہ یہ ہے کہ میری شادی کے بعد ایک جگہ گاؤں میں دعوت تھی لیکن ان کی والدہ کو پسند نہ تھی چنانچہ سید صاحب نے وہاں کھانا کھانے کی معذرت کر دی کیونکہ انہیں والدہ کی خوشی ہر حال میں عزیز تھی۔ (خواتین میگزین دسمبر ۹۹ء)

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆

ماں کی نافرمانی کا انجام

والدہ کا اپنے نافرمان بیٹے کو عذاب قبر میں دیکھنا

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے قبرستان جنت البقیع کی جانب تشریف لے گئے ایک قبر سے نالہ وفریاد ور چیخ وپکار حضرت اقدس کے سمع مبارک میں پہنچتی ہے کہ کوئی یہ کہہ رہا ہے:

(النار فوقی و النار من تحتی و النار عن یمینی و النار عنی شمالی)

"یعنی ہائے کیا کروں میرے اوپر آگ ہے، نیچے آک ہے، داہنی جانب آگ ہے، بائیں جانب آگ ہے، ہر چار طرف آگ ہی آگ ہے۔"

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ جن لوگوں کے مردے اس قبرستان میں دفن ہوں وہ گھروں سے نکل کر اپنے اپنے عزیزوں کی قبروں کے پاس جاکر کھڑے ہو جائیں، چنانچہ وہ لوگ اپنے اپنے مردہ عزیزوں کی قبروں کے پاس جاکر کھڑے ہوگئے، سب کے بعد ایک بوڑھی عورت لاٹھی ہاتھ میں لیے ہوئے آئی اور ایک قبر کے پاس جاکر کھڑی ہوگئی۔ افضل البشر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ اس قبر میں تیرا کون عزیز دفن ہے" اس نے کہا کہ میرا بیٹا ہے لیکن یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اس سے بیزار ہوں، آپ نے فرمایا تو اس سے خوش نہ ہوگی؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس سے ہرگز خوش نہیں ہونے والی اس نے مجھ کو بہت ستایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی الٰہی درمیان سے حجاب اٹھالے تاکہ یہ بڑھیا ابھی اپنے لڑکے کا عذاب دیکھ لے، اسی وقت حجاب دور ہوگیا اور اس کی ماں نے اپنے لڑکے کی قبر کو دہکتی ہوئی آگ میں بھرا ہوا دیکھا کہ اس کا لڑکا اس آگ میں جل رہا ہے۔ اپنے لڑکے کا یہ حال دیکھ کر وہ گھبرا گئی اور دعا کرنے لگی یا اللہ اب میں اس سے خوش ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے عذاب کو بھی اٹھالیا جو اس کی حق تلفی کی وجہ سے ہو رہا تھا۔ یہ معاملہ اس لیے ہوا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ماں کو ستانا بہت ہی برا ہے اور ماں باپ کی دعا (یا بددعا) اولاد کے حق میں قبول ہو جاتی ہے۔

(اسوۃ الصالحین)

ماں باپ کی بد دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثلاث دعوات مستجابات لھن لاشک فیھن دعوۃ المظلوم ودعوۃ المسافر و دعوۃ الوالدین علی ولدہ

تین دعائیں مقبول ہیں۔ جن کی مقبولیت میں ذرا بھی شبہ نہیں۔ مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور ماں باپ کی بد دعا اپنی اولاد کے لئے۔

ماں کی نافرنی پر عذاب قبر

صاحب نزہتہ المجالس حضرت علامہ عبدالرحمٰن صفوری شافعی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے ترغیب وترہیب میں بروایت بعض تابعین دیکھا ہے کہ ان کا کسی قبیلہ سے گزر ہوا۔ وہاں انہیں گورستان نظر پڑا۔ عصر کے بعد اس میں سے ایک قبر شق ہوگئی اور اس کے اندر سے ایک آدمی نکل آیا۔ اس کا سر گندھے کا سا تھا۔ اور بدن آدمی کا سا۔ تین مرتبہ گدھے کی بولی بولا پھر قبر اس کے اوپر چڑ گئی پھر اس کی عورت سے اس کا حال پوچھا تو اس نے بتلایا کہ یہ شراب پیا کرتا تھا اور اس کی ماں اس سے کہتی تھی کہ خدا سے ڈر تو کہتا تھا تو گدھے کی طرح نہ چلایا کر۔ پھر عصر کے بعد مر گیا۔ اس وجہ سے عصر کے بعد اس کی قبر پھٹ جاتی ہے اور وہ نکل کر تین بار گدھے کی بولی بولتا ہے۔

(الزواجر۲۰:۷۰)

علامہ زمخشری کا واقعہ

علامہ جار اللہ زمخشری بہت بڑے عالم گزرے ہیں انہوں نے تفسیر کشاف لکھی ہے۔ ان کے دونوں پاؤں کٹے ہوئے تھے۔ اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرماتے ہیں میری ماں کی بد دعا مجھے لگ گئی۔ تفصیل یوں بتائی کہ ایک مرتبہ بچپن میں ایک چڑیا پکڑی اور رسی سے اس کے پاؤں باندھ دیئے۔ ہوا یوں کہ وہ چڑیا میرے ہاتھ سے نکل کر ایک سوراخ میں گھس گئی رسّی باہر رہ گئی میں نے رسی کو پکڑ کر کھینچا تو پَر ٹوٹ گئے، میری ماں نے میری

حرکت دیکھی تو تڑپ گئی اور غصے میں بد دعا دی اللہ تیرے پیر بھی ایسے ہی کاٹے جیسے اس کے پَر توڑے ہیں۔ وقت گزرتا گیا میں تحصیل علم کے لیے ایک جگہ جارہا تھا کہ سواری سے گر پڑا چوٹ ایسی لگی کہ ٹانگیں کاٹنی پڑیں۔

مرحوم والدین کے لئے دعا و استغفار کرنا

مرحوم ماں باپ کیلئے دعائے مغفرت

جب والدین اس دنیا سے کوچ کر گئے ہوں تو ان کے لئے اللہ کے حضور دعائے مغفرت کی جائے جس سے ان کے سامان بخشش میں اضافہ ہوتا ہے اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

> **عن عبدالله بن عباس رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما الميت فى القبر الا كالغريق المتغوث ينتظر دعوة تلحقه من اب او ام او اخ او صديق فاذا لحقه كان احب اليه من الدنيا وما فيها وان الله تعالىٰ ليدخل على اهل القبور من دعاء اهل الارض امثال الجبال وان هدية الاحياء الى الاموات الاستغفار لهم.**
>
> ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر میں مردے کی حالت ڈوبتے ہوئے فریاد کرنے والے کی ہوتی ہے وہ دعاؤں کا انتظار کرتا ہے خواہ وہ ماں باپ کی طرف سے ہو یا بھائی اور دوست کی طرف سے اور جب یہ دعاء اس مردے کو پہنچتی ہے تو وہ اس کو دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز ہوتی ہے اور بیشک رب کریم دنیا والوں کی دعائیں مردوں کو پہاڑوں کی طرح کر کے پہنچاتا ہے اور زندوں کو اپنے مردوں کی طرف تحفہ ان کے لئے مغفرت کی طلب ہوتی ہے۔“ (بیہقی)

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مردوں کے لئے دعائے استغفار کرنی چاہیئے کیونکہ استغفار سے انہیں عالم قبر میں راحت ملتی ہے اگر کسی مردے کو عذاب ہورہا

ہو تو اس میں تخفیف ہو جاتی ہے اور جو نیک ہوتے ہیں ان کے مراتب میں اضافہ ہوتا ہے۔

ماں باپ کے لئے دعا کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے سب اعمال ختم ہو جاتے ہیں لیکن تین چیزوں کا نفع پہنچتا رہتا ہے (۱) صدقۂ جاریۂ (۲) ایسا علم جس سے لوگ نفع حاصل کرتے ہوں، (۳) نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہو۔

(مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۲ از مسلم)

جب تک آدمی زندہ رہتا ہے خود نیکیاں کماتا ہے اور اپنے لئے آخرت میں ذخیرہ جمع کرتا رہتا ہے لیکن جب موت آجاتی ہے تو اعمال ختم ہو جاتے ہیں اور ثواب جاری رہنے کا سلسلہ بھی ختم ہو جاتا ہے البتہ تین چیزیں ایسی ہیں جو اس کے عمل کا نتیجہ ہیں اور ان کا ثواب موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔

اول:

صدقۂ جاریہ کا ثواب برابر جاری رہتا ہے، صدقۂ جاریہ اس کو کہتے ہیں جس کا نفع وقتی طور پر ختم نہ ہو جائے، بلکہ اس سے لوگ منتفع ہوتے رہیں اور صدقہ کرنے والے کو ثواب ملتا رہے، مثلاً کوئی مسجد بنوادی، دینی مدرسے کی تعمیر میں حصہ لے لیا، کسی دار العلوم میں تفسیر و حدیث اور فقہ و فتاویٰ کی کتابیں وقف کردیں، کہیں کنواں کھدوادیا یا مسافر خانہ بنوادیا یا کوئی ایسا کام کردیا جس سے عوام و خواص کو نفع ہوتا رہے، ایک آدمی اس طرح کے کسی کام میں پیسہ خرچ کر کے جن کا ذکر اوپر ہوا قبر میں چلا گیا اور لوگ اس کے صدقہ و خیرات سے منتفع ہو رہے ہیں تو اس کے نامۂ اعمال میں برابر ثواب لکھا جارہا ہے اور درجات بلند ہو رہے ہیں جہاں تک ہو زندگی میں کوئی ایسا کام ضرور کردینا چاہیئے۔

دوم:

وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا ہو، یہ بھی وہ چیز ہے جس کا ثواب موت کے بعد

جاری رہتا ہے، کسی کو قرآن مجید حفظ یا ناظرہ پڑھا دیا یا کسی کو نماز سکھا دی، کسی کو عالم دین بنا دیا، کوئی دینی کتاب لکھ دی، یا اپنے پیسے سے شائع کر دی، یہ علم صدقۂ جاریہ ہے قرآن پڑھنے والا جب تک قرآن مجید پڑھے گا یا پڑھائے گا پھر اس کے شاگرد اور شاگردوں کے شاگرد پڑھائیں گے علماء صاحب تفسیر و حدیث پڑھائیں گے مسئلہ بتائیں گے لوگ ان سے مستفید ہوں گے اور آگے ان کے شاگرد اور شاگردوں کے شاگرد علم پھیلائیں گے جس کو نماز سکھا دی وہ نماز پڑھتا رہے گا اور دوسروں کو سکھائے گا تو اس کا ثواب صدیوں تک اس شخص کو ملتا رہے گا جس نے دینی علم کو آگے بڑھایا یا آگے بڑھانے کا ذریعہ بن گیا تو جتنے لوگ اس کا ذریعہ اور واسطہ بنتے جائیں گے ان سب کو ثواب ملتا رہے گا اور کسی کے ثواب میں کمی نہ ہوگی نیز اس شخص کو بھی برابر ثواب پہنچے گا۔

سوم:

نیک اولاد جو دعاء کرتی ہو اس کی دعا کا فائدہ بھی والدین کو پہنچتا رہتا ہے دعا میں تو کچھ جان مال خرچ نہیں ہوتا، وقتاً فوقتاً اگر والدین کے لئے دعائے مغفرت اور دعائے رفع درجات کر دی جائے تو والدین کو بہت بڑا نفع پہنچتا رہے گا اور اولاد کا کچھ بھی خرچ نہ ہوگا۔ اولاد کی پیدائش کا ذریعہ بننا اور اس کو پالنا پوسنا چونکہ والدین کا عمل ہے اور والدین کی پرورش کے بعد اولاد دعا کے قابل ہوئی اس لئے اولاد کی دعا کو بھی مرنے والے کے اعمال میں شمار کر لیا گیا ہے اور صدقۂ جاریہ قرار دیدیا گیا ہے اور اگر اولاد کو محنت اور کوشش کر کے نیکی پر ڈال دے تو وہ جو نیک اعمال کرے گی تو ان کا ثواب بھی ماں باپ کو ملے گا اور اولاد کے ثواب میں کچھ بھی کمی نہ ہوگی۔ اولاد کے علاوہ جو بھی کوئی شخص کسی کے لئے دعا کرے گا اس کا نفع پہنچے گا لیکن اولاد کا خصوصی ذکر اس لئے فرمایا کہ اولاد کو اس قابل بنانے میں ماں باپ کی محنت اور کوشش کو دخل ہے اس لئے اولاد کی دعا انہی کے اعمال میں شمار کی گئی۔

ماں باپ کے لئے دعا اور استغفار کرنے کی وجہ سے نافرمان اولاد کو فرمانبردار لکھ دیا جاتا ہے:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ (ایسا بھی ہوتا ہے کہ) بندے کے ماں باپ وفات پا جاتے ہیں، یا دونوں میں سے ایک فوت ہو جاتا ہے اس حال میں کہ یہ شخص ان کی زندگی میں ان کی نافرمانی کرتا رہا، اب موت کے بعد ان کے لئے استغفار کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ جل شانہ، اس کو ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والوں میں لکھدیتے ہیں (حقوق الوالدین) (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۱، از بیہقی)

ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت کرنے سے ان کے درجات بلند ہوتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ اللہ جل شانہ، جنت میں نیک بندے کا درجہ بلند فرمادیتے ہیں وہ عرض کرتا ہے کہ اے رب: یہ درجہ مجھے کہاں سے ملا ہے؟ اللہ جل شانہ، کا ارشاد ہوتا ہے کہ تیری اولاد نے جو تیرے لئے مغفرت کی دعا کی ہے یہ اس کی وجہ سے ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۰۵ از احمد)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کے لئے دعا کرنا بہت بڑا احسن سلوک ہے، اور یہ حسن سلوک ایسا ہے کہ جو موت کے بعد بھی جاری رکھا جا سکتا ہے، کم سے کم ہر فرض نماز کے بعد ماں باپ کے لئے دعا کر دیا کرے، اس میں خرچ بھی نہیں ہوتا، اور ان کو بہت فائدہ پہنچ جاتا ہے۔

مرحوم والدین کے لئے صدقہ کرنا:

صدقے سے مراد اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خرچ کرنا ہے، صدقہ، صدق سے بنا ہے جس کا مطلب سچائی ہے۔ چونکہ اللہ کی راہ میں دینا سچے مؤمن کی علامت ہے اس لئے اسے صدقہ کہا جاتا ہے۔ مطلقاً صدقے سے مراد خیرات ہے مرحوم والدین کو ثواب پہنچانے کا ایک ذریعہ صدقہ ہے۔ یعنی اللہ کی راہ میں اس نیت سے مال خرچ کیا جائے

کہ اس کا ثواب مرحوم والدین کو ملے۔ ایسا صدقہ جس کے خرچ کرنے سے لوگ مسلسل فائدہ اٹھاتے رہیں صدقہ جاریہ کہلاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرنے والوں کی طرف سے صدقہ جاریہ کرنے کی بہت زیادہ ترغیب دی ہے۔ اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری والدہ کا ناگہانی طور پر انتقال ہوا اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ بات کرتیں تو صدقے کی بات کہتیں۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو اجر ملے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نفلی صدقہ کرے تو وہ اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے اس کا ثواب انہیں ملے گا اور اس شخص کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ (طبرانی)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، ام سعد یعنی میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے ان کے لئے کون سا عمل بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا پانی، چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھودا اور کہا یہ ام سعد رضی اللہ عنہما کے لئے صدقہ ہے۔ (ابوداؤد، نسائی)

اس حدیث میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہیں۔ میں کون سا کام کروں جو ان کے لئے نفع بخش ہو؟ تو اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے لئے پانی کا صدقہ بہتر ہے۔ چونکہ پانی اللہ تعالیٰ کی ان بڑی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے جن کے بغیر انسانی زندگی کی بقا ممکن نہیں۔ پھر مخلوق خدا کے لئے اس کی ضرورت اتنی وسیع اور ہمہ گیر ہے کہ قدم قدم پر انسانی زندگی اس کے وجود اور اس کی فراہمی کی محتاج ہوتی ہے۔

فوت شدہ والدین کی طرف سے حج

حج اسلام کا پانچواں اہم رکن ہے یہ اسلام کی ایک ایسی عبادت ہے جو جان اور مال کے ذریعے سرانجام دی جاتی ہے جس شخص کو زندگی میں حج کا موقع ملے وہ سمجھے کہ وہ

بڑا خوش قسمت ہے۔ اگر کسی کے ماں باپ کسی وجہ سے اپنی زندگی میں حج نہ کر سکیں تو ان کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے اور یہ نیت کی جائے کہ اس حج کا ثواب ماں باپ کو ملے۔ تو اس کا ثواب والدین کو قبر میں ملے گا اور انہیں قبر میں راحت حاصل ہوگی مگر اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ جس شخص پر حج فرض ہوا سے پہلے اپنا فریضہ ادا کرنا چاہیئے اس کے بعد ماں باپ کے ایصال ثواب کے لئے حج کرنا چاہیے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) رب تعالیٰ کے فرائض میں سے ایک فریضۂ حج میرے والد پر لازم ہوگیا ہے لیکن وہ اتنے بوڑھے ہیں کہ وہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں: راوی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔ (بخاری)

والدین اور دیگر مُردوں کو ایصال ثواب پہنچنے کے حیران کن واقعات

والدین بیٹے کی دعاؤں اور نیک اعمال کے بھیجنے کا انتظار کرتے ہیں:

والدین اپنی اولاد کی پیدائش سے لے کر جوان ہونے تک ان کی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں اور اپنے تربیت اولاد کے فریضے کو پورا کرتے ہیں اب والدین کے بوڑھے ہونے کے بعد اولاد کو چاہیئے کہ وہ والدین سے ان کی زندگی میں حسن سلوک سے پیش آئے اور ماں باپ کا ادب و احترام کرے اور والدین کی فرمانبرداری کرے اور والدین کے اخراجات کو پورا کرے اور والدین سے محبت سے پیش آئے اور بوڑھے ہونے پر ان کی خدمت گزاری کرے اور آخر میں ان کی وفات کے بعد والدین کے لئے مغفرت کی دعائیں کرے اور ان کی قبروں پر وقتاً فوقتاً حاضری دیتا رہے اور قرآن کی تلاوت اور صدقات وخیرات اور نیک اعمال کر کے والدین کے لئے بخشتا رہے اور یہی والدین کی موت کے بعد اصل خدمت ہے اور یہی ان کے لئے قبر میں دولت ہے اور یہی اعمال اللہ کے غضب کو کم کرنے والے ہیں اگر نوجوان مثالی اولاد بن کر والدین کے ان

حقوق کا خیال رکھیں گے تو ان کی اولاد بھی ان کی موت کے بعد اپنے نیک اعمال کے ہدایا بھیجے گی۔

قبر میں مردے حسرت عمل کریں گے

حضرت ابن بیناؒ فرماتے ہیں کہ میں قبرستان گیا اور ہلکی دو رکعتیں پڑھ کر ایک قبر کے پاس لیٹ گیا۔ حالت بیداری میں قبر سے آئی ہوئی یہ آواز میں نے سنی تم عمل کرتے ہو، لیکن جانتے نہیں اور ہم جانتے ہیں لیکن عمل نہیں کر سکتے۔ خدا کی قسم: اگر تیری طرح مجھ کو دو رکعتیں نصیب ہو جائیں تو یہ میرے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔

(ابن ابی الدنیا بیہقی)

آگ کے شعلے کو دعا کی طاقت نے بجھا دیا

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میرے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ میں نے ان کو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ قبر میں رکھنے کے بعد تم پر کیا گزری؟ وہ کہنے لگے کہ اس وقت میرے پاس آگ کا شعلہ آیا۔ مگر ساتھ ہی ایک شخص کی دعا مجھ تک پہنچی۔ اگر وہ نہ ہوتی تو وہ شعلہ مجھ کو لگ جاتا۔ (احیاء)

قبر والوں کے لئے بہترین ہدیہ

بشر بن منصور فرماتے ہیں کہ طاعون کے زمانے میں ایک آدمی تھا جو کثرت سے جنازوں کی نمازوں میں شریک ہوتا اور شام کے وقت قبرستان کے دروازے پر کھڑے ہو کر یہ دعا کرتا **انس اللّٰہ وحشتکم ورحم غربتکم وتجاوز عن سیاتکم وقبل اللہ حسناتکم** (اللہ جل شانہ تمہاری وحشت کو دل بستگی سے بدل دے اور تمہاری غربت پر رحم فرمائے اور تمہاری لغزشوں سے درگزر فرمائے اور تمہاری نیکیوں کو قبول فرمائے) اس دعا کے بعد اپنے گھر واپس چلے جاتا۔ ایک دن اتفاق سے اس دعا کو پڑھنے کی نوبت نہیں آئی۔ ویسے ہی گھر آ گئے تو رات کو خواب میں ایک بڑا مجمع دیکھا جو ان کے پاس آیا۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم قبرستان کے رہنے والے ہیں۔ تم نے ہمیں اس کا عادی بنا دیا تھا کہ روزانہ شام کو تمہاری طرف سے ہمارے پاس ہدیہ آیا کرتا تھا۔ انہوں نے پوچھا کیسا ہدیہ؟ وہ لوگ کہنے لگے کہ تم جو دعا

شام کو کیا کرتے تھے وہ ہمارے پاس ہدیہ بن کر پہنچتی تھی وہ شخص کہتا ہے پھر میں نے کبھی اس دعا کو ترک نہیں کیا۔ (احیاء)

☆……☆……☆……☆……☆……☆……☆

کچھ باتیں ماؤں کیلئے

- ☆ بچوں کو بُری عادتوں کے نتائج سے واقف کرائیے۔
- ☆ بچوں کی غلط خوشامد کر کے ان کو مغرور نہ بنائیے۔
- ☆ بچوں کے سامنے آپس میں ناراض ہو کر بات نہ کیجئے۔
- ☆ جس بچے کا ہر وقت مذاق اڑایا جاتا ہے وہ بُزدل بن جاتا ہے۔
- ☆ جس بچے پر ہر وقت تنقید کی جائے وہ ہر چیز رد کرنا سیکھتا ہے۔
- ☆ جس بچے پر اعتماد نہیں کیا جاتا وہ احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہے۔
- ☆ جس بچے پر اعتبار نہیں کیا جاتا وہ دھوکہ دینا سیکھتا ہے۔
- ☆ جس بچے پر ہر وقت غصّہ اتارا جاتا ہے وہ لڑائی جھگڑے کا عادی ہو جاتا ہے۔
- ☆ جس بچے کو سچ بولنا سکھایا جاتا ہے وہ سچ بات کرنا سیکھتا ہے۔
- ☆ جس بچے کی تربیت علمی ماحول میں ہوتی ہے اس کا علم بڑھتا ہے۔
- ☆ جس بچے کی تعریف کی جاتی ہے وہ اچھی چیزوں کو پسند کرتا ہے۔
- ☆ جس بچے سے ہر وقت شفقت برتی جائے وہ محبت کرنا سیکھتا ہے۔
- ☆ جس بچے کو ہر وقت ڈرایا دھمکایا جاتا ہے وہ خوف کا شکار ہو کر بزدل ہو جاتا ہے۔

سُخن ہائے زریں

- ☆ دنیا میں کوئی رشتہ ماں سے زیادہ پیارا نہیں ہے۔
- ☆ ماں کا غصہ وقتی ہوتا ہے جو فوراً زائل ہو جاتا ہے۔
- ☆ ماں کا پیار کسی کو بتانے یا دکھانے کا نہیں ہے۔
- ☆ بچے کے لئے سب سے اچھی جگہ ماں کی گود ہے۔
- ☆ ''ماں'' گلشن کا وہ پھول ہے جو چمن کی خوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے۔

☆ ’’ماں‘‘ ایک لازوال رشتہ ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔
☆ ’’ماں‘‘ ٹھنڈک ہے ابر بہاراں کی۔
☆ ’’ماں‘‘ کی محبت چٹان سے زیادہ مضبوط اور پھول سے زیادہ خوبصورت ہے۔
☆ ’’ماں‘‘ کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔
☆ ماں دنیا کی عزیز ترین ہستی ہے۔
☆ ماں کے بغیر گھر ایک قبرستان ہے۔
☆ ماں زندگی کی تاریک راہوں میں روشنی کا مینار ہے۔
☆ ماں کی دعا کامیابی کا راز ہے۔
☆ ماں کا دوسرا نام جنت ہے ماں کے بغیر کائنات نامکمل ہے۔
☆ ماں تو ایک دعائے مستجاب ہے۔
☆ ماں لوری ہے فردوس کے نغموں کی۔
☆ ماں ڈھال ہے مصائب دہر میں۔
☆ ماں گلشن کا وہ پھول ہے جس سے چمن کی خوبصورتی میں اضافہ ہوتا ہے۔
☆ ماں ممتا کی انمول داستان ہے۔ جو ہر دل پر قربان ہے۔
☆ ماں ایک مشعل ہے جو راستہ دکھاتی ہے۔
☆ ماں ایک خوشبو ہے جس سے سارا جہاں مہکتا ہے۔
☆ ماں ایک سایہ ہے جس کے پاس ستانے سے زندگی بھر کی تھکن اتر جاتی ہے۔
☆ ماں ایک آہ ہے جو سیدھی عرش پہ جاتی ہے۔
☆ ماں کی خدمت جنت کی ضامن ہے۔
☆ ماں ایک سایہ ہے جو اندھیرے میں اور بھی قریب آجاتا ہے۔
☆ دنیا میں ایک دروازہ ایسا ہے جو کبھی بند نہیں ہوتا اور وہ دروازہ ماں کا ہے۔
☆ ماں ایک ایسی لازوال ہستی ہے کہ جس کے دم سے یہ کائنات آباد ہے۔
☆ جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے ان میں سے ماں کا نافرمان بھی ہے۔
☆ جس گھر میں ماں کی عزت نہ ہو وہ گھر ضرور برباد ہو جاتا ہے۔

☆ ماں اپنے آنچل سے ہمارے تمام اشک پونچھ کر ہمیں مسکرانا سکھاتی ہے۔

☆ جب بچہ مسکراتا ہے تو ماں کو پوری کائنات جھومتی محسوس ہوتی ہے۔

☆ ماں کی نافرمانی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

☆ ماں کی بددعا سے بچو کیونکہ خدا اور ماں کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔

☆ ماں کا دوسرا نام جنت ہے۔

☆ ماں نہ ہو تو گھر میں خوشی کے پھول نہیں کھلتے۔

☆ ماں اس دنیا کی سب سے بڑی دولت ہے۔

☆ ماں کے بغیر گھر سونا سونا لگتا ہے۔

☆ ماں ایک پھول ہے جو دنیا کے کانٹے چبھنے کے باوجود مسکراتا ہے۔

☆ ماں زندگی کی تاریک راہوں میں روشنی کا مینار ہے۔

☆ ماں ایک ایسا درخت ہے جس کا سایہ زندگی کی تھکن دور کرتا ہے۔

☆ ماں کی دعا کامیابی کا راز ہے۔

☆ ماں دنیا کی عزیز ترین ہستی ہے۔

☆ ماں کی خوشنودی دنیا میں باعث دولت اور آخرت میں باعث نجات ہے۔

☆ ماں خدا کا عظیم تحفہ ہے۔

☆ ماں ایک ایسی خوشبو ہے جس سے جہاں مہک اٹھتا ہے۔

☆ ماں ایسی چھاؤں ہے جس پر کبھی خزاں نہیں آتی۔

☆ دینا میں کوئی بھی چیز ماں جیسی شفیق پیدا نہیں ہوئی۔

☆ ماں کا دل سدا بہار پھولوں کی مانند ہے۔

☆ صبر و برداشت کی عظیم کہانی ماں ہے۔

☆ ماں کی حکمت و تدبیر گھر کو آباد رکھتی ہے۔

☆ کوئی ماں اپنے بچوں کو بدتمیز دیکھنا پسند نہیں کرتی۔

☆ ماں گھر کی روشنی ہے۔

☆ ماں جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے۔

- ☆ ماں زندگی کے اندھیرے میں اجالا ہے۔
- ☆ اللہ تیرے سارے گناہ بخش دے گا تو صرف اپنی ماں کو راضی کرلے۔
- ☆ ماں حسن سلوک اور فرمانبرداری کی سب سے زیادہ مستحق ہے۔
- ☆ ماں کی خوشی سے خدا خوش ہوتا ہے۔
- ☆ خوش قسمت ہے وہ اولاد جس کے والدین اس سے خوش ہوں۔
- ☆ ماں کا دل بڑا نرم اور رحم دل ہوتا ہے۔
- ☆ ماں گلشن کا وہ دلکش پھول ہے جس میں خوبصورتی نمایاں ہوتی ہے۔
- ☆ ماں وہ ہستی ہے جس کی تعریف کیلئے دنیا میں الفاظ نہیں ملتے۔
- ☆ ماں وہ شخصیت ہے جو ہر وقت اپنی اولاد کی خوشی کیلئے دعا مانگتی ہے۔
- ☆ لمبی عمر پانے کیلئے ماں کی دعا بے حد ضروری ہے۔
- ☆ ماں ایک مشعل ہے جو اپنی روشنی سے ہمیں ہمیشہ راستہ دکھاتی ہے۔
- ☆ ماں اولاد کیلئے ڈھال ہے۔
- ☆ ماں ہمارے دکھ کا مداوا کرتی ہے۔
- ☆ ماں ہمیشہ اپنی اولاد کا ناز اٹھاتی ہے۔
- ☆ دیکھو تمہیں مسکراتا دیکھ کر ماں کتنی خوش ہوتی ہے۔
- ☆ بڑا بدنصیب ہے وہ شخص جو بوڑھے والدین کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کرسکا۔
- ☆ بچے کیلئے سب سے اچھی جگہ ماں کا دل ہے۔ خواہ بچے کی عمر کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔
- ☆ سب سے خوبصورت اور میٹھا پیار ماں کا ہوتا ہے۔
- ☆ ماں کی دعا مایوسیوں میں روشنی کا مینار ہوتی ہے۔
- ☆ ماں کی ایک مسکراہٹ سارے غموں کا علاج ہے۔
- ☆ ماں کی خدمت عبادت ہے۔
- ☆ ماں کی محبت میں کتنی مٹھاس اور تسکین ہے۔
- ☆ جس کو ماں کی دعا مل جائے وہ جنتی ہے۔
- ☆ ہر کامیاب مرد کے پیچھے اس کی ماں کا ہاتھ ہے۔

- ☆ انسانیت کی زبانوں پر سب سے خوبصورت لفظ ماں ہے۔
- ☆ اللہ تعالیٰ نے ماں کے نافرمان پر جنت حرام کردی ہے۔
- ☆ ماں کی دعا اولاد کے حق میں بہت تیزی سے قبول ہوتی ہے۔
- ☆ ماں کے جذبہ محبت کی بدولت ہماری تعمیر پختہ ہے۔
- ☆ ماں کڑی دھوپ میں رحمت کا سایہ ہے۔
- ☆ ماں تو وہ ہستی ہے جس کے دامن میں کانٹے گریں تو پھول بن جائیں۔
- ☆ ماں کی گود انسانیت کا پہلا مکتب ہے۔
- ☆ ماں سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہے۔
- ☆ ماں ٹھنڈک ہے آنکھوں کی۔
- ☆ ماں کا پیار سمندر کی مانند ہے جو ہر وقت جوش میں رہتا ہے۔
- ☆ ماں ایک دعا ہے جو سدا سر پر چادر کی طرح تنی رہتی ہے۔
- ☆ ماں کا دوسرا نام جنت ہے ماں کے بغیر کائنات نامکمل ہے۔
- ☆ مضبوط ارادے ماں عطا کرتی ہے۔
- ☆ ماں کی اطاعت اور فرمانبرداری سعادت مندی ہے۔
- ☆ جس نے ماں کا ادب کیا وہ قیامت کے روز فلاح پائے گا۔
- ☆ ماں کی محبت سب سے بہترین اور اعلیٰ ہے۔
- ☆ عورت کا حسین ترین روپ ماں ہے۔
- ☆ جب تک تمہاری ماں زندہ ہے تمہیں کسی سے دعا کروانے کی ضرورت نہیں ہے۔
- ☆ ماں حسن سلوک اور فرماں برداری کی سب سے زیادہ مستحق ہے۔
- ☆ ہر ماں ایثار کا مجسمہ ہوتی ہے۔
- ☆ دھرتی کی سب سے قیمتی چیز ماں ہے۔
- ☆ ماں کی دعا انسان کو جنت میں اور بددعا جہنم میں پہنچا دیتی ہے۔
- ☆ ماں گھر کی روح ہے۔
- ☆ ماں کی محبت عیبوں سے پاک ہوتی ہے۔

☆ ماں آنکھوں کا نور اور دل کا سکون ہے۔

☆ ماں گلشن کا سب سے خوبصورت پھول ہے۔

☆ ماں محسن ہے اس کے احسان کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔

☆ فقط ایک ماں ہے جو کبھی انتقام نہیں لیتی۔

☆ دنیا میں سب سے بڑا گناہ ماں کا دل دکھانا ہے۔

☆ ماں پیار کا ایک ایسا سمندر ہے جس کی گہرائی کو ناپنے کے لئے سائنس دان کوئی آلہ ایجاد نہ کر سکے۔

☆ ماں ایک پہاڑ ہے جس کے پیار کی بلندی کوئی کم نہیں کر سکتا۔

☆ ماں ایک ایسا درخت ہے جس کی گھنی چھاؤں کبھی کم نہیں ہوتی اور نہ اس پہ خزاں آتی ہے۔

☆ ماں ایک ایسا مہکدار پھول ہے جس سے گھر کا گلشن مہکتا رہتا ہے۔

☆ ماں کی دعا اس کے دل کی آواز ہوتی ہے۔

☆ کبھی اولاد مشکل میں آ جائے تو ماں جان کی بازی لگا دیتی ہے۔

☆ اگر تیری ماں تجھ سے ناراض ہے تو یقیناً تو جنت کی چابی گم کر چکا ہے۔

☆ ماں کا لفظ کتنا تقدس ہے جسے ادا کیا جائے تو دونوں ہونٹ آپس میں احتراماً مل جاتے ہیں۔ (منتخب اقوال زریں)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تعمیل قرآن ضروری

میری ماں ہے کتنی اچھی   میری ماں ہے کتنی اچھی
پالا تھا مجھے گود میں لے کر   پھرتی رہتی دن بھر شب بھر
روتا دیکھ کر چھاتی سے لگاتی   چومتی تھی اور دودھ پلاتی
بچپن کی جب یاد ہے آتی   میرے دل کی کلی کھل جاتی
انگلی پکڑ کر پاؤں چلانا   کبھی اُٹھانا کبھی بٹھانا
گہوارے میں کبھی جھلانا   لوری دینا اور سلانا
میری اماں میری اماں   تیری خدمت میرا ایماں
اماں تو ہے اللہ کی رحمت   تیری خفگی اللہ کی لعنت
ماں کا ہر فرمان ضروری   تعمیل قرآن ضروری

ماں کی شفقت پر عربی اشعار

ماں جو مشقت اور رنج وغم اٹھاتی ہے ان کا ذکر دلکش اور خوبصورت اشعار میں پیش کیا جاتا ہے۔

لامک حق لو علمت کثیر   کثیرک یا ھذا لدیہ یسیر
فکم لیلۃٍ باتت بثقلک تشتکی   لھا من جراھا انۃ وزفیر
وفی الوضع لو تدری علیھا مشقۃ   فمن غصصٍ لھا الفؤاد یطیر
وکم غسلت عنک الاذی بیمینھا   وما حجرھا الا لدیک سریر
تفدیک ممّا تشتکیہ بنفسھا   ومالدیّھا شرب لدیک نمیر
وکم مرۃٍ جاعت واعطتک قوتھا   حنوًاو اشفاقاً وانت صغیر
عقل ویتبع الھوی   وآھالاعمی لقلب وھو بصیر
عقل ویتبع الھوی   وآھالاعمی القلب وھو بصیر فدونک
فاھالذی فارغب فی عمیم دعائھا   فانت لما تذعوبہ لفقیر

(روح المعانی:٢١/٨٦)

”تیری ماں کے تجھ پر بہت زیادہ حقوق ہیں، اگر تجھے معلوم ہو، تو ان کو جتنا بھی ادا کرے گا کم ہے اس نے کئی راتیں تیرا بوجھ اٹھائے گزار دیں، اور بہت سی تکلیفیں اٹھائیں۔ اگر تجھے معلوم ہو جائے کہ اس نے وضع حمل کے وقت کیا کیا تکالیف برداشت

کیں۔ تو تیرے ہوش اڑ جائیں، کتنی بار اس نے اپنے ہاتھوں سے تیری گندگی کو دھویا۔ اس کی گود ہی تمہارے لئے تخت تھا، اپنی ذات کو تیری تکلیفوں پر قربان کر دیتیں۔ اور اس کا سینہ تیرے لئے غذا کا ذریعہ تھا، کئی بار ایسا ہوا کہ وہ خود تو بھوکی رہیں لیکن اپنا لقمہ محبت و شفقت کی خاطر تجھ چھوٹے بچہ کو عطا کیا۔ پس عقلمند پر افسوس ہے جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور اس بیٹے پر افسوس ہے جو دل کا اندھا ہے اور اس کی دعائیں خوب حاصل کر، کیونکہ تو اس کی دعاؤں کا محتاج ہے''۔

ماں سے زیادہ تو ہے مشفق، ماں سے زیادہ غمگسار

(حمد باری تعالیٰ کے ساتھ ساتھ ''ماں جیسے عظیم نعمت اور عطیۂ خداوندی پر اظہار تشکر)

لائق حمد و ستائش، ہے تو ہی پروردگار تیرے احسانات ہم پر بے حساب و بے شمار
کیا زمین و آسماں کیا مہر و ماہ وانس و جاں ہر جگہ تیری حکومت، سب پہ تیرا اقتدار
ایسی ایسی نعمتیں بخشی ہیں تو نے اے خدا جن کو پاکر حق تو یہ ہے جان و دل سے ہوں نثار
نعمتوں میں تیری یارب، ایک نعمت ''ماں'' بھی ہے ہے متاعِ بے بہا سرمایۂ صد افتخار
صرف تیرا ہے کرم خالص ترا احسان ہے ورنہ اس قابل کہاں ہم، کمترین و خاکسار
تیری رحمت کے تَصدق، تیری شفقت کے نثار
ایسی ماں جس نے مصیبت جھیل کر پالا ہمیں ایسی ماں جس نے دیا ہر ہر قدم پر اپنا پیار
ایسی ماں جس نے ہمیں اخلاق کی تعلیم دی ایسی ماں جس نے بتایا حق شناس وحق شعار
علم کی راہیں ہمارے واسطے ہموار کیں کی دعائیں، لی بلائیں، لمحہ لمحہ، بار بار
مختصر سے لفظ ''ماں'' میں کتنی عظمت ہے نہاں ہے عیاں کیسی وفا کتنی محبت آشکار
صرف تیرا ہے کرم، خالص ترا احسان ہے ورنہ اس قابل کہاں ہم، کمترین و خاکسار
تیری رحمت کے تصدق، تیری شفقت کے نثار
ماں کی چشم مہرباں ہے دلنواز و جانفروز ماں کا ہر موج تبسم ہے نسیم مشکبار
ماں کا دل سرچشمۂ رحم و کرم، مہر و وفا ماں کے میٹھے بول میں پوشیدہ تسکین و قرار
ماں کے قدموں کے تلے جنت کی نہریں ہیں رواں ماں کی آغوش محبت میں ہے جنت کی بہار
جو ملی عزت ہمیں ماں کی دعاؤں سے ملی ماں کے صدقے سے ہوئے ہم ہر خوشی سے ہمکنار
صرف تیرا ہے کرم خالص ترا احسان ہے ورنہ اس قابل کہاں ہم، کمترین و خاکسار
تیری رحمت کے تصدق، تیری شفقت کے نثار
تو نے بخشی اے خدا اپنے کرم سے ہم کو ماں نیک خو پاکیزہ رُو، ہمدرد و مشفق، غمگسار

ایسی مشفق ماں کو یارب تو جزائے خیر دے   ہر دم و لحظہ ہو اُن پر تیری رحمت نور بار
اے خدا اپنے کرم سے تو ہمیں توفیق دے   زندگی بھر ہم رہیں ماں باپ کے خدمت گزار
ہم تری شانِ کریمی کے تصدق اے کریم!   ہم ترے لطف و عنایت پر فدا پروردگار
صرف تیرا ہے کرم خالص ترا احسان ہے   ورنہ اس قابل کہاں ہم، کمترین و خاکسار
تیری رحمت کے تصدق، تیری شفقت کے نثار
اے خدا بندوں پہ تو ہے ماں سے زیادہ مہرباں   ماں سے زیادہ تو ہے مشفق، ماں سے زیادہ غمگسار
تو ہے اللہ، تو ہے رحمٰن، تو ہے والی تو رحیم   تو ہے رب العالمین تو مالک یوم القرار
حمد تیری ہم کریں، کرتے رہیں شام و سحر   ہو نہیں سکتا ادا حق، ہم کریں کوشش ہزار
ہم صفت تیری بیاں کرتے رہیں گے رات دن   ہم زبانِ شکر سے کہتے رہیں گے بار بار
صرف تیرا ہے کرم خالص ترا احسان ہے   ورنہ اس قابل کہاں ہم، کمترین و خاکسار
تیری رحمت کے تصدق، تیری شفقت کے نثار

چھاؤں

ماں جہاں بستی ہے ہر چیز وہیں اچھی ہے
آسماں تیرے ستاروں سے زمیں اچھی ہے
ماں کے ہونے سے مری عمر رواں ساکن ہے
ہر پہ اک ابر خنک، سایہ کناں، ساکن ہے
ماں کا ہونا عمل خیر کے ہونے کی دلیل ہے
رگ ہستی میں دکھتے ہوئے ہونے کی دلیل ہے
ماں کا دل مرکز پرکار نظام ہستی
ماں کے ہاتھوں کے سبب گردش جام ہستی
ماں جو تڑپے تو رگِ سنگ سے شبنم پھوٹے
راستہ بند جو ہو، ماں کی دعاؤں سے کھلے
ماں کے اشکوں سے مرا نامہ اعمال ڈھلے
ماں ہے وہ چھاؤں جہاں لو بھی خنک ہوجائے
بار ہستی مرے کاندھوں پہ سبک ہوجائے

مجھ پر یہ چھاؤں سدا، بار خدایا، رکھنا
سر برہنہ ہوں، مرے سر پہ یہ سایہ رکھنا

والدہ کا مقام

والدہ خواب محبت کی صحیح تعبیر ہے
والدہ صدق و صفا کے لفظ کی تفسیر ہے
والدہ مہر و وفا کی اک حسیں تصویر ہے
والدہ کیا ہے؟ سراپا جذبۂ تعمیر ہے
بستی الفت کی آبادی اسی کے دم سے ہے
رحمت دوران مجسم بن کے کوئی آگئی
جس کی شفقت دیکھ کر ہوش و خرد شرما گئی
رونے والے کو ادھر آئی ادھر بہلا گئی
کیوں نہ ہو اس کی ادا سے اس کا مقصد پا گئی
ایک دم میں اس کی غوں غاں کو سمجھ لیتی ہے یہ
کوئی دیوانی ہے ہر دم لوریاں دیتی ہے یہ
رات دن ننھے کی خاطر جاگتی رہتی ہے کون؟
ہر مصیبت خندہ پیشانی سے پھر سہتی ہے کون؟
چاند میرا، لال میرا، روز و شب کہتی ہے کون؟
گھر سے رخصت کر کے تجھ کو منتظر رہتی ہے کون؟
وقف ہے کس کی زبان تیری دعاؤں کے لئے؟
کون ہے سینہ سپر تیری بلاؤں کے لئے؟
کیا کبھی تو نے تدبر بھی کیا اے نوجوان؟
کس کے سینے سے چمٹتی تھی تیری ننھی سی جان؟
مادر مشفق اگر ہوتی نہ تیری پاسبان

کھا گئے ہوتے کبھی کے تجھ کو کتے بلیاں؟
یاد کر عہد طفولیت کے احسانات کو
آ جگہ دیں اپنے سر آنکھوں پہ امہات کو
انبیاء بھی اس کی آغوش محبت میں پلے
اولیاء بھی اس کے آخر دست شفقت میں پلے
اتقیاء بھی اس کے دامان عطوفت میں پلے
اصفیا بھی اس کے احسان و مروت میں پلے
اس کی خدمت سب پہ لازم ہے بشر کوئی بھی ہو
اس کی خوشنودی مقدم ہے حشر کوئی بھی ہو

☆☆☆☆☆

ایک لڑکی کا ماں کی وفات پر اظہار غم

ماں تیرے جانے سے دل کو اور کچھ بھاتا نہیں
لاکھ بہلاتی ہوں لیکن بہل پاتا نہیں
تیری خوشبو اب بھی آ کر گھیر لیتی ہے
چار سو ڈھونڈتی ہوں کچھ نظر آتا نہیں
جس طرح سے تو مجھ سے بچھڑ کر چلی گئی ماں
اس طرح سے تو کوئی پیاروں کو چھوڑ کر جاتا نہیں
کیسے بھولوں گی تیرا وقت رخصت میری ماں
بن تیرے کیسے جیوں گی کچھ مری سمجھ میں آتا نہیں
روح کا ناسور رستا ہی رہے گا عمر بھر اے ماں
تجھ سے ملنے کا بلاوا جب تک آتا نہیں

☆☆☆☆☆

والدہ مرحومہ کی یاد میں

وطن سے بہت دور تو جا کے سوئی
زمین میں نئی روشنی تو نے بوئی
تیرے پاؤں آنکھوں سے اپنی لگاتا
یہ قسمت کہاں تھی کہ میں تجھ کو پاتا
کہاں تیرے اشکوں کا آب زمزم
تری ہر دعا تھی کہ زخموں کا مرہم
دعا اب ہمیں کون راتوں کو دے گا
ہمارے لئے سارے دکھ کون سہے گا
نگاہوں میں تیری جو تابندگی تھی
محبت کی، شفقت کی وہ زندگی تھی
زمانے میں بس ایک سچائی تو تھی
یقین ہے مجھے تو ہے خلد آشیانی
کرے باغ جنت میں تو باغ بانی
مقدس تو شمع حرم کی طرح ہے
فروزاں خدا کرم کی طرح ہے

☆☆☆☆☆

ماں کی طرف سے نصیحت نامہ

بیٹی تمہارے گلے میں نمازوں کے ہار ہوں
چمپا کلی کے دانے صیام النہار ہوں
جھومر ہو حسن خلق، گلوبند حب حق
سہرا کے پھول منزل قرآن کے ورق

کانوں کی بالی حلقہ بگوشی خدا کی ہو
ہاتھوں کی چوڑی دست نگری مصطفےٰ ﷺ کی ہو
بندے ہوں بندگی کے تو پتے خشوع کے
کنگن کڑے دوامِ قیام و رکوع کے
چھلے ہوں عبدیت کے انگوٹھی یقین کی
پازیب پاؤں کا بنے پابندی دین کی
توحید کا ہو سینہ پر جگنو پڑا ہوا
اعمالِ صالحہ کے نگوں سے جڑا ہوا
صبر و رضاء و زہد و حیا کا سنگھار ہو
ماتھے پہ ٹیکا سجدۂ پروردگار ہو
گرجان جائے جانے دو، ایمان نہ جائے
دامن نبی ﷺ کا ہاتھ سے ہرگز نہ چھٹنے پائے
ہاں حرص ہو تو علم کی اور کارِ نیک کی
اصلاحِ دین مدنظر ہو ہر ایک کی
سن لو حقیقت آخری کہتی ہوں ایک بات
اسلام ہو لباس، عبادات زیورات
دنیا دنی ہے ہیچ ہے سب یاں کا مال و زر

☆☆☆☆☆

مثالی لڑکی کا سوال اپنی مثالی ماں سے اور ماں کا مثالی جواب

ایک لڑکی نے یہ پوچھا اپنی اماں جان سے
آپ زیور کی کریں تعریف مجھ انجان سے
کون سے زیور ہیں اچھے یہ جتا دیجیے مجھے
اور جو بد زیب ہیں وہ بھی بتا دیجیے مجھے

تا کہ اچھے اور برے میں مجھ کو بھی ہو امتیاز
اور مجھ پر آپ کی برکت سے کھل جائے یہ راز
یوں کہا ماں نے محبت سے کہ اے بیٹی مری
گوشِ دل سے بات سن لو زیوروں کی تم ذری
سیم و زر کے زیوروں کو لوگ کہتے ہیں بھلا
پر نہ میری جان ہونا تم کبھی اُن پر فدا
سونے چاندی کی چمک بس دیکھنے کی بات ہے
چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے
تم کو لازم ہے کرو مرغوب ایسے زیورات
دین و دنیا کی بھلائی جس سے اے جاں آئے ہاتھ
سر پہ جھومر عقل کا رکھنا تم اے بیٹی مدام
چلتے ہیں جس کے ذریعے سے ہی سب انسان کے کام
بالیاں ہوں کان میں اے جان گوش ہوش کی
اور نصیحت لاکھ تیرے جھومکوں میں ہو بھری
اور آویزے نصائح ہوں کہ دل آویز ہوں
گر کرے اُن پر عمل تیرے نصیبے تیز ہوں
کان کے پتے دیا کرتے ہیں کانوں کو عذاب
کان میں رکھو نصیحت دیں جو اوراقِ کتاب
اور زیور گر گلے کے کچھ تجھے درکار ہوں
نیکیاں پیاری مری تیرے گلے کا ہار ہوں
قوتِ بازو کا حاصل تجھ کو بازو بند ہو
کامیابی سے سدا تُو خرم و خرسند ہو
ہیں جو سب بازو کے زیور سب کے سب بیکار ہیں
ہمتیں بازو کی اے بیٹی تیری درکار ہیں

ہاتھ کے زیور سے پیاری دستکاری خوب ہے
دستکاری وہ ہنر ہے سب کو جو مرغوب ہے
کیا کرو گی اے مری جان زیورِ خلخال کو
پھینک دینا چاہیے بیٹی بس اس جنجال کو
سب سے اچھا پاؤں کا زیور یہ ہے نورِ بصر
تم رہو ثابت قدم ہر وقت راہِ نیک پر
سیم و زر کا پاؤں میں زیور نہ ہو تو ڈر نہیں
راستی سے پاؤں پھسلے گر نہ میری جاں کہیں

☆☆☆☆☆

والدہ

والدہ شفقت کی دیوی، والدہ اُلفت کی جاں
بہر طفلاں جنت فردوس زیر آسماں
بستی انسان کی شام و سحر وہ پاسباں
جذبہ ایثار و قربانی کی رنگین داستاں
بے زباں بچے کے حق میں آیۂ رحمت ہے یہ
پوچھئے معصوم سے اِک بے بدل نعمت ہے یہ
والدہ از آفرینش تا قیامت با وفا
کشتی معصوم کی سمجھو اِسے تم ناخدا
اس کی شفقت کے پیاسے اولیاء و اتقیا
محسنہ انبیاء، مخدومۂ اہل صفا
سورۂ یوسف اگر اک نالہ یعقوب ہے
چاہِ زمزم، والدہ کے عشق سے منسوب ہے
کون چھاتی سے لگاتا تھا مجھے شام و سحر؟

کس کی آٹھوں پہر رہتی تھی فقط مجھ پر نظر؟
زندگی مری ہے یہ کس کی دعاؤں کا اثر؟
کون کہتی تھی مجھے لختِ جگر نورِ بصر؟
والدہ! تیری عنایت کا یہ دِل ممنون ہے
بلکہ میرے جسم کا ہر رونگٹا مرہون ہے
عشق کی دنیا تیرے اخلاص سے آباد ہے
تیرا دل حرص و ہوا سے کلیۃ آزاد ہے
کیا تیرا ننھا ہی تیری گود میں دل شاد ہے؟
تیری شفقت تو بڑھاپے میں بھی مجھ کو یاد ہے
جنت فردوس تھا، پہلو ترا میرے لیے
میں بھی تھا، خواہ کچھ بھی ہوں رشک قمر تیرے لیے
پوچھئے آ کر یتیموں سے کہ کیا دولت تھی تو
اپنے بچوں کے لیے تو سرتا پا رحمت تھی تو
گرچہ کٹیا میں تھی، پر اُن کے لیے جنت تھی تو
فاقہ مستی میں بھی اُن کے واسطے نعمت تھی تو
بن ترے اُن کا جہاں برباد ہے برباد ہے
ترا یکسالہ بھی فرقت میں تیری ناشاد ہے
والدہ ننھے کے حق میں رحمت پروردگار
دیکھ کر بیمار اُس کو، ہو رہی ہے سوگوار
کوئی بلبل ہے، کہ لیتی ہے بلائیں بار بار
کوئی دیوانی ہے، رہتی ہے جو ہر دم اشکبار
اُس کے سر کے درد کی خاطر اپنے سر کو جدا کر دے ابھی
اس کے بس میں ہو تو جاں تک بھی فدا کر دے ابھی

☆☆☆☆☆

پیاری اماں

میری پیاری اماں مری جان اماں
خدا کا تو تھی ایک احسان اماں
تیری شفقتیں یاد آتی ہیں مجھ کو
گئی راحتیں یاد آتی ہیں مجھ کو
لڑکپن کا تھا دور کتنا سہانا
مچلنا مرا اور تیرا منانا
کبھی پیار سے گود میں تھپتھپانا
کبھی لوریاں دے کر مجھ کو سلانا
محبت سے پروان مجھ کو چڑھایا
مجھے تربیت دے کے انسان بنایا
تو ایک ایک قدم پر مری پاسبان تھی
مرے سر پہ شفقت کا اک سائبان تھی
مجھے سال ہجرت کی جب یاد آئی
مری آنکھ میں کہکشاں جھلملائی
مجھے یاد ہے اپنے گھر سے نکلنا
تھا دشوار جب دو قدم بچ کے چلنا
ہر اک سمت جب خوں کے دریا رواں تھے
نگاہوں سے گم راحتوں کے نشاں تھے
ستم تو نے دنیا کے تنہا اٹھائے
مگر اپنے دکھ درد مجھ سے چھپائے
ہر اک زخم اپنے سینے پہ کھایا
مصائب کی یورش سے مجھ کو بچایا
مری پرورش تیری پیش نظر تھی

زمانے کی ہر ایک کڑی ہنس کے جھیلی
مجھے راہ ہستی پہ چلنا سکھایا
بہر گام گر کر سنبھالنا سکھایا
میں جو کچھ بھی ہوں سب عنایت ہے تیری
یہ محنت ہے تیری محبت ہے تیری
مشیت نے لیکن یہ دن بھی دکھایا
کہ سر سے اٹھا تیری شفقت کا سایا
تو مرقد کی آغوش میں جا چھپی ہے
عجب چیز انسان کی بے بسی ہے
تیری یاد سے دل میں محشر بپا ہے
لرزتے لبوں پر مگر یہ دعا ہے
لحد پر تیری نور افشانیاں ہوں
سدا رحمت حق کی ارزانیاں ہوں
ملے خلد، فردوس میں آشیانہ
سر حوض کوثر ہوا تیرا ٹھکانہ

رفیع الدین ذکی قریشی
صدارتی ایوارڈ یافتہ نعت نگار

☆☆☆☆☆

ماں کا خواب

علامہ محمد اقبال

میں سوئی جو اک شب تو دیکھا خواب   بڑھا اور جس سے مرا اضطراب
یہ دیکھا کہ میں جارہی ہوں کہیں   اندھیرا ہے اور راہ ملتی نہیں
لرزتا ہے ڈر سے مرا بال بال   قدم کا تھا وحشت سے اٹھنا محال
جو کچھ حوصلہ پا کے آگے بڑھی   تو دیکھا قطار ایک لڑکوں کی تھی
زمرد سی پوشاک پہنے ہوئے   دیئے سب کے ہاتھوں میں جلتے ہوئے
وہ چپ چاپ تھے آگے پیچھے رواں   خدا جانے جانا تھا ان کو کہاں

اسی سوچ میں تھی کہ مرا پسر   مجھے اس جماعت میں آیا نظر
وہ پیچھے تھا اور تیز چلتا نہ تھا   دیا اس کے ہاتھوں میں جلتا نہ تھا
کہا میں نے پہچان کر میری جاں   مجھے چھوڑ کر آگئے تم کہاں
جدائی میں رہتی ہوں میں بے قرار   پروتی ہوں ہر روز اشکوں کے ہار
نہ پروا ہماری ذرا تم نے کی   گئے چھوڑ۔ اچھی وفا تم نے کی
جو بچے نے دیکھا مرا پیچ و تاب   دیا اس نے منہ پھیر کر یوں جواب
رلاتی ہے تجھ کو جدائی مری   نہیں اس میں کچھ بھی بھلائی مری
سمجھتی ہے تو ہوگیا کیا اسے
ترے آنسوؤں نے بجھایا اسے

☆☆☆☆☆

”ماں“

حمید جالندھری

کیا بھلے دن تھے کہ تری گود میں پلتا تھا میں
مامتا کی ٹھنڈی چھاؤں میں چلتا تھا میں
میری خوشیوں سے خوشی ہوتی تھی غم سے غم تجھے
فکر رہتی تھی مرے آرام کی ہر دم تجھے
چلنے لگتی تھی نسیم جانفزا میرے لئے
جب بھی اٹھتے تھے ترے دست دعا میرے لئے
کھیلتا رہتا تھا میں سائے میں ٹھنڈی نیم کے
مجھ کو ملتے تھے اسی میں لطف ہفت اقلیم کے
فاختاؤں کی صدا کتنا لبھا تھی مجھے
داستان یوسف کنعاں سناتی تھی مجھے
میں بہل جاتا تھا ان کے نغمہ مغموم سے
اب بھی مجھ کو انس ہے اس طائر معصوم سے
اب وہ کیفیت نہیں ملتی گل و گلزار میں
لطف آتا جو مجھ کو سایہ اشجار میں
یہ زمانہ مختصر تھا ابر باراں کی طرح
کوئی دن میں چل دیا بادبہاراں کی طرح

اے میری ’’ماں‘‘

آج تیری یاد میں روتا ہوں میں زار و قطار
ذہن پر چھایا ہوا ہے عمر رفتہ کا غبار
جب خیال آتا ہے چبھ جاتے ہیں دل میں خار سے
وقت آخر میں رہا محروم تیرے پیار سے
کردیا غم نے ترے سرگشتہ و حیران مجھے
شہر کی نسبت بھلا لگتا ہے گورستان مجھے
تیری خاک گور آنکھوں سے لگاتا ہوں کبھی
آہ بھرتا ہوں کبھی۔ آنسو بہاتا ہوں کبھی
چاہتا ہے دل کہ تیرے ساتھ کچھ باتیں کروں
یوں مخاطب تجھ سے ہوتا ہوں بصد شوق دروں
اے مری ماں! میری پیاری ماں مری خوددار ماں
صابرہ ماں!، ہاجراہ ماں، پیکر ایثار ماں
کس لئے خاموش ہے کیوں لب کشا ہوتی نہیں
کیا نہیں سنتی مری آواز تو زیر زمیں
بول میری ماں! تیرا بیٹا بلاتا ہے تجھے
آپ بیتی تیرے پیاروں کی سناتا ہے تجھے
’’ماں‘‘ کہوں تو ایک ٹھنڈی سانس بھر لیتا ہوں میں
آہ کرلیتا ہوں میں فریاد کرلیتا ہوں میں

☆☆☆☆☆

’’ماں‘‘ کے بغیر عجیب حال

مجھ پہ تنہائی میں ایسا وقت آتا ہے کبھی
دھیان تیرا اس طرح نقشہ جماتا ہے کبھی
میں سمجھتا ہوں کہ تو بیٹھی ہے میرے سامنے
پھر عنایت کی ہے مجھ کو گردش ایام نے
آکے اس دنیا میں واپس عالم اسرار سے
میرے سر پر ہاتھ رکھتی ہے تو اپنا پیار سے

نام لے لے کر سبھی کا پوچھتی ہے مجھ سے حال
کس طرح گذرے ہیں میرے بعد سب کے ماہ وسال
تیرے جانے سے ہم اپنے گھر میں بے گھر ہوئے
اب یگانے اور بیگانے برابر ہوگئے
ملنے جائیں تو کوئی اپنی بلا لیتا نہیں
واپس آئیں تو کوئی ہم کو دعا دیتا نہیں

☆☆☆☆☆☆

جوں ہی رکھا پاؤں ہم نے جاکے گورستان میں
فاختہ کی دکھ بھری آواز آئی کان میں
آج اس آواز میں کیا درد، کتنا سوز تھا
یہ سرود شام ہستی کس قدر دلدوز تھا
بھولی بسری کتنی باتیں آج پھر یاد آگئیں
کتنی تصویریں نظر کے سامنے لہرا گئیں
ماں کی شفقت، باپ کی تادیب، بہنوں کا سلوک
یاد آتے ہی اٹھی، بیساختہ سینے سے ہوک
فاختہ! اب صبر کر، کیا فائدہ اس شور سے
چیختی ہے آج تو کس درد، کتنے زور سے
جو تری بولی سمجھتی تھی وہ رخصت ہوگئی
اب نہ بولے گی کہ وہ خواب گراں میں سوگئی
رو نہ اے بھولے پکھیرو اب زیادہ غم نہ کر
میں دعا کرتا ہوں، تو آمین کہہ ماتم نہ کر
اس جہاں کو جانے والے لوٹ کر آتے نہیں
کچھ نہیں کھلتا کہ ہے کتنی حسیں وہ سرزمیں
تیرے نالے ہیں عبث، سر پھوڑنا بیسود ہے
دل نہ میلا کر کہ یہ دنیائے ہست و بود ہے
جا کے مل لینا اسے فردوس کے گلزار میں
منتظر ہوگی تری وہ سایۂ اشجار میں

☆☆☆☆☆

ماں کی یاد میں چند آنسو

مس این۔ جے۔ بیگم۔

مجھے بھولا سا کچھ گذرا زمانہ یاد آتا ہے   جو بن کر رہ گیا اب اک فسانہ یاد آتا ہے
پلانا دودھ کی دھاریں مجھے وہ گود میں لے کر   تھپک کر اپنے سینے پر سلانا یاد آتا ہے
مجھے وہ راحت آغوش مادر یاد آتی ہے   محبت سے بھری لوری سنانا یاد آتا ہے
مرے رونے پہ دلداری مچلنے پر وہ دلجوئی   بڑی خندہ جبیں سے ناز اٹھانا یاد آتا ہے
کھلانا پیار سے کپڑونکا پہنانا محبت سے   مجھے رہ رہ کے یارب وہ زمانہ یاد آتا ہے
وہ ان کا عالم مرگ اور ان کی یاس کی باتیں   مری بیٹی مجھے کہہ کر رُلانا یاد آتا ہے
نہ تھا معلوم مجھ کو میری دنیا لٹ رہی ہے اب   بوقت نزع ان کا مسکرانا یاد آتا ہے
خدا ان کو جگہ دے گوشۂ گلزار جنت میں
نسیم ان کی محبت کا زمانہ یاد آتا ہے

والدہ مرحومہ

محمد واصل عثمانی

غم لا انتہا لکھوں کہ درد بیکراں لکھوں
دل حسرت زدہ کی آہ کیسے داستاں لکھوں
وہ ماں جس کے لئے برسے گا آنکھوں سے لہو برسوں
رہیں گے جس کے غم میں جیب و داماں بے رفو برسوں
وہ ماں جس نے پڑھایا ہے سبق ہم کو صداقت کا
دیا ہے درس جس نے ہم کو لافانی محبت کا
وہ ماں جس نے زباں کو لفظ و معنی کے گہر بخشے
وہ ماں جس نے شعور زیست اور علم و ہنر بخشے
وہی ماں جس کا سایہ ہم سبھوں پر ابر رحمت ہے
وہ ماں جس کا قدم میرے لئے صد رشک جنت تھا
وہ ماں جس نے مجھے اس زندگی کے راز بتلائے
وہ ماں جس نے مجھے آداب اور اخلاق سکھلائے
وہ ماں جو آخری دم تک میری آواز پر بولی

مری جانب مخاطب ہو کر اپنی آنکھ بھی کھولی
کلیجہ منہ کو آتا ہے مجھے یاد پڑتا ہے
کوئی رہ رہ کے جیسے چوٹ سینے پر لگاتا ہے
وہ ان کا ہوش میں آنا وہ پھر بیہوش ہوجانا
یکایک پھر ہمیشہ کے لئے خاموش ہوجانا
عذاب قبر کا ان پر ہمیشہ خوف طاری تھا
اسی باعث تو ان پر فضل ایسا رب باری تھا
جمعہ کا دن تھا اور تاریخ تھی ۲۳ ستمبر کی
شعاعیں چھا گئیں جب چار سو خورشید انور کی
یکایک پھر حضور حق سے یوں ان کا پیام آیا
کہ ہر ہچکی میں ان کی مالک بر حق کا نام آیا
مرے حفظ و اماں کی اب دعائیں کون مانگے گا
مری بیماریوں میں رات بھر اب کون جاگے گا
دعائے آخر شب میں کسے میں یاد آؤں گا
کسے اب ماں کہوں گا حال دل کس کو سناؤں گا
توقع کس سے ہوگی اب مجھے بے لوث الفت کی
ملے گی کس سے دولت اب مجھے خلق و محبت کی
میں روٹھوں گا تو پہروں کون رو رو کر منائے گا
مرے سب ناز نخرے کون ہنس ہنس کر اٹھائے گا

☆☆☆☆☆

مری تنہائیوں میں چپکے چپکے آبھی جاتی ہیں
میں روتا ہوں تو یہ کہہ کر مجھے سمجھا بھی جاتی ہیں
اب اس رونے سے کیا حاصل ہے اس رونے سے کیا ہوگا
مری فرقت میں اپنا جسم و جاں کھونے سے کیا ہوگا
کبھی کہتی ہیں مت رو لخت دل نور نظر مت رو
لگا لوں تجھ کو سینے سے میں اپنے آ ادھر مت رو
مری فرقت کا اتنا غم مرے لخت جگر مت کر
مرے مرنے پہ یہ آہ و بکا نور نظر مت کر

☆☆☆☆☆

پریشاں روح ہے میری بہت اس آہ وزاری سے
نہایت مضطرب ہوں میں بھی تیری بیقراری سے
نہاں ہو کر بھی نظروں سے ترے دل کے قریں میں ہوں
ذرا گردن جھکا نظریں جما دل میں مکیں میں ہوں
مرے مرنے پہ یارب مجھ کو یہ حاصل سعادت ہو
کہ ماں کے پائنتے مجھ بے نوا کی کاش تربت ہو

☆☆☆☆☆

ماں

خدا کی عنایت کا تحفہ ہے ماں   حقیقت میں جنت کا خطہ ہے ماں
ہے شبنم کی ٹھنڈک گلوں کی مہک   گلستاں کا رنگیں نظارا ہے ماں
فرشتوں کی دنیا میں جلوہ گری   یا حوروں کا دلکش ترانہ ہے ماں
بھلائی ہے درکار اس کو سدا   خلوص و عمل کا سندیسہ ہے ماں
دعا اس کی ہے مستجاب ہر گھڑی
کہ بخشش کا روشن وسیلہ ہے ماں
ہے گھر بار کی ساری رونق یہی   خوشی کا مبارک ذریعہ ہے ماں
سدا جان دیتی ہے اولاد پر   کہ مہر و محبت کا کشتہ ہے ماں
رفاقت ہے اس کی، سکوں کا سبب   کہ شفقت کا بے مثل دعویٰ ہے ماں
ہے بلبل کا نغمہ کوئی دل نشیں   تو مہر درخشاں کا جلوہ ہے ماں
جب عرش علا پر بڑا شاد تھا
تو بھیجا خدا نے یہ تحفہ ہے ماں

☆☆☆☆☆

تیسرا باب:

اولاد ایک عظیم نعمت

یہ بچے جو دیکھیں وہی سیکھتے ہیں

یہ بچے یہ پھولوں سے بڑھ کر پیارے   بزرگوں کی مشتاق نظروں کے تارے
چمکتے دمکتے ہوئے ماہ پارے   یہ سرمایۂ قوم و ملت ہیں سارے
یہ باتیں بھلا کونسی سیکھتے ہیں
یہ بچے جو دیکھیں وہی سیکھتے ہیں
اگر ان کو دانش کدوں میں بٹھائیں   پیار اور لگن سے لکھائیں پڑھائیں
ذہانت کے یہ اپنی جوہر دکھائیں   خطاب ایک دن فخر ملت کا پائیں
یہ واں دانش و آگہی سیکھتے ہیں
یہ بچے جو دیکھیں وہی سیکھتے ہیں
اگر ہم کریں ان پہ تنقید اکثر   جو ٹھہرائیں ان کو بہائم سے بدتر
اثر اس کا ہوتا ہے الٹا سراسر   نہیں کھلتے ان کی طبیعت کے جوہر
یہ سختی سے بے راہ روی سیکھتے ہیں
یہ بچے جو دیکھیں وہی سیکھتے ہیں
بزرگوں کے اطوار اچھے نہ ہوں گر   نہ ہوں وہ نماز اور روزے کے خوگر
تو بچے بھی بے دین ہوتے ہیں اکثر   نہ خوف اللہ اور نہ شرم پیغمبر ﷺ
حقائق سے بے رخی سیکھتے ہیں
یہ بچے جو دیکھیں وہی سیکھتے ہیں

(محمد فضل حق)

مقدمہ

اولاد کی خواہش کس کو نہیں ہوتی! کون سا گھر ایسا ہوگا جہاں اولاد کی چاہت خواہش، تمنا اور آرزو موجود نہ ہو! یہ ایک مسلم اور نا قابل تردید حقیقت ہے کہ اولاد کے دم سے گھر میں ہر دم بہت سی خیر و برکت اور بڑی ہی رونق رہتی ہے۔ وہ گھر کیسا بے رونق خاموش، اُجاڑ اور سونا معلوم ہوتا ہے جس میں معصوم بچے کھیلتے کودتے، روتے ہنستے، کلکاریاں مارتے اور چھیڑ چھاڑ کرتے نظر نہ آتے ہوں۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کی پرورش نہایت ہی صبر آزما کام ہے۔ اس کے لئے بے پناہ صبر و تحمل، ایثار و قربانی، دل سوزی، نرمی، رحمت و محبت اور ہمہ وقت شفقت بھری نگرانی درکار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے والدین کے دل میں بچے کی زبردست محبت پیدا فرما کر اور اس کی پرورش کا نہایت ہی زوردار داعیہ دے کر اس نہایت کٹھن فریضے کو انتہائی خوشگوار، آسان اور دل پسند مشغلہ بنا دیا ہے۔ پرورش اور تعلیم و تربیت کے دوران طرح طرح کی تکلیف سہہ کر ماں باپ نہ صرف یہ کہ اکتاتے نہیں، بلکہ ان مشقتوں میں دل کو ٹھنڈک اور سکون محسوس کرتے ہیں۔ ہزار تکلیفیں جھیل کر اور طرح طرح کے دکھ اٹھا کر جب اپنے معصوم نونہال پر محبت کی ایک نظر ڈالتے ہیں تو فخر و مسرت سے جھوم اٹھتے ہیں اور انہیں ایسا روحانی سرور و اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ پرورش کی صعوبتوں کا احساس بھی باقی نہیں رہتا اور کئی زندگی سے اکتائے اور بیزار افراد بھی جب ان معصوم پھولوں اور کلیوں کو کھلتے ہوئے اور اپنی حیات بخش معصوم مسکراہٹیں بکھیرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو یہ دیکھ کر ان میں بھی جینے کی امنگ پیدا ہوتی ہے اور وہ زندگی سے فرار کی بجائے ان کی خاطر جینے کی آرزو اور تمنا کرتے ہیں کیونکہ یہی اولاد تو ان کے اپنے ہی جسم اور جان کا ایک حصہ ہوتی ہے۔

والدین کے دل میں بچے کی بے پناہ محبت اور اس سے غیر معمولی وابستگی کا جذبہ پیدا فرما کر رب العالمین نے بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ دنیا میں نسل انسانی کی بقا اور اس دنیا کو آباد رکھنے کے لیے یہ ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ جذبہ اور داعیہ ہر انسان کو

عطا فرمائے، تاکہ وہ اپنے فطری جذبے اور داعیہ سے مجبور ہو کر اپنی نسل کی پرورش کرے اور یہ دنیا آباد رہے۔

اسی بات کی ایک عربی شاعر نے خوب ترجمانی کی ہے:

أَرَانِي أَنسَ مَا تَعَلَّمت فِي الْكِبَرِ
وَلَسْتُ بِنَاسٍ مَا تَعَلَّمتُ فِي الْصِغرِ
وَمَا العِلْمُ إِلَّا بِالتَّعَلُّمِ فِي الصِبَا
وَمَا الحِلْمُ إِلَّا بِالتَّحَلُّمِ فِي الْكِبَرِ
وَلَوفُلِقَ الْقَلْبُ الْمُعَلَّمِ فِي الصِبَا
لَاَصْبَحَ الْعِلْمُ كَالنَقْشِ عَلَى الحَجْرِ

”میں نے جو تعلیم بڑی عمر میں حاصل کی وہ بھول جاتا ہوں اور جو چھوٹی عمر میں سیکھا وہ ابھی تک نہیں بھولا۔ (حقیقت میں) علم تو وہی ہے جو بچپن میں سکھایا جاتا ہے تو (اے مخاطب تو دیکھے گا کہ) اس میں علم اس طرح منقش ہو گا جیسے پتھر پر نشانات۔“

اولادِ خواہ لڑکا ہو یا لڑکی اللہ کی عظیم نعمت ہے...... تمناؤں اور آرزؤں کا مرکز ہے...... آنکھوں کا نور، دلوں کا سرور اور مستقبل کی کرن ہے...... زندگی کا ماحصل، خوش بختی کا نشان اور سرفرازی کی علامت ہے...... کھلتا ہوا پھول، چمکتا ہوا تارہ اور نکھرتا ہوا چودھویں کا چاند ہے...... بے قراری میں قرار، بے چینی میں چین، پریشانی میں سکون اور رنج والم میں شادمانی ہے...... ماں باپ کی زندگی، بھائی بہنوں کا پیار، گھر کی رونق، محلے کی زینت اور بستی کا شان ہے...... معصومیت کا پیکر، بے گناہی کا نمونہ اور سادگی کا مجسمہ ہے...... جس کے آرام کے لئے ہم تھکتے ہیں، جس کی نیند کے لئے ہم جاگتے ہیں، اور جس کی تندرستی کے لئے ہم بیمار پڑتے ہیں...... جس کے لیے نبیوں اور بزرگوں نے تمنائیں کیں اور دعائیں مانگیں...... جو جنت کا پھول اور روئے زمین کا قیمتی سرمایہ ہے...... جو گھر کی رونق، خیر و برکت اور دین و دنیا کی بھلائی کا سامان ہے...... جو دل کی بہار، نفس کی مسرت اور روح کی خواہش ہے...... جی ہاں یہ اولاد اگر نیک ہے تو دین و دنیا کے

کاموں میں والدین کی معین اور مرنے کے بعد ان کی جانشین ہے۔

یہ بچے والدین کے گلشن حیات کے لہلہاتے مسکراتے گنگناتے اور چہچہاتے شاداب غنچے ہیں ان کی آبیاری در ہمہ وقت آباد کاری ان کی نگہبانی اور باغبانی کرنا ہمارا فرض ہے بالکل ایسے کہ جیسے ایک باغبان باغ کے پیڑوں اور پودوں کی باغبانی اور رکھوالی کرتا ہے وقت پر ان کی پنیری لگاتا ہے...... زمین کو نمو کے قابل بناتا ہے...... ان کی تراش خراش کرتا ہے...... ان کی نزاکت، خوبصورتی، رعنائی و زیبائی اور دلربائی کو بچانے کے لئے ہر جتن کرتا ہے بالکل ایسے ہی...... بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہمیں اپنے چمن کے پھولوں اور کلیوں یعنی اپنے بچوں کی بہترین پرورش کرنی ہے...... تا کہ وہ عالم شباب میں پہنچ کر ہمارے لیے اور خود اپنے نیک نامی لوگوں کے لئے راحت رسانی اور دنیا و آخرت میں کامیابی کا باعث بن سکیں۔

اس مقصد کے حصول کے لیے والدین ہمیشہ اپنی زندگی ایک باغبان بن کر گزار دیتے ہیں...... اور پھر بہترین تربیت کی بناء پر تیار ہونے والی اولاد...... والدین کے لیے زندگی کی تیز دھوپ میں سایہ ثابت ہوتی ہے...... اور ان کو راحت و آرام پہنچا کر خود راحت محسوس کرتی ہے۔

انسان پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں۔ ان نعمتوں میں سے ایک نعمت اولاد کی نعمت ہے، یہ وہ نعمت خداوندی ہے جسے انسان لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کر کے بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ اولاد والدین کے لیے اللہ جل شانہٗ کی طرف سے ایک عطیہ ہے اس پر جتنا بھی اللہ جل شانہٗ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اس کی قدر ان سے معلوم کریں جن کے آنگن میں یہ پھول کھلے ہوئے نہیں ہیں وہ ترس ترس کر رہ گئے ہیں لیکن اس نعمت سے محروم ہیں، اللہ تعالیٰ اس نعمت کی قدر نصیب فرمائے۔

اس عظیم نعمت کی قدر و قیمت کو جاننے کیلئے بندہ ناچیز نے ایک ناقص تحریر کتابی شکل میں بنام ''اولاد ایک عظیم نعمت'' ٹوٹے، پھوٹے، الفاظوں میں لکھ دیئے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی تمام نعمتوں کی قدر دانی کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور دنیا و آخرت میں سرخروئی عطا فرمائیں۔ آمین

محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اولاد ایک نعمت ہے

ہر انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر یہ خواہش رکھی ہے کہ وہ شادی کے بعد صاحب اولاد ہو جائے حتیٰ کہ انبیاء و اولیاء نے بھی یہ تمنائیں کیں اور دعائیں مانگیں۔ اولاد دینا نہ دینا دونوں اللہ کے ہاتھ میں ہیں اور دونوں میں اللہ کی حکمتیں پوشیدہ ہیں کسی کو اولاد دے کر آزماتا ہے اور کسی کو نہ دے کر بالکل اسی طرح جیسے کسی کو مال دے کر آزماتا ہے (کہ آیا وہ اسے میری اطاعت و فرمانبرداری میں لگاتا ہے یا نافرمانی میں) اور کسی کو مال نہ دے کر (کہ آیا وہ صبر و رضا کا مظاہرہ کرتا ہے یا ناصبری و ناراضگی کا)

اولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اس کی قدر ان لوگوں سے پوچھی جائے جن کے گھر کے آنگن میں یہ پھول نہیں کھلا، کشادہ اور وسیع گھر، نوکروں و خدام کی ایک فوج ظفر موج، دنیا کی ہر آسائش میسر ہے مگر پھر بھی گھر سونا اور ویران ویران سا لگتا ہے کیوں کیا وجہ ہے؟ اس لئے کہ گھر کے گلشن میں بچے کی صورت میں کھیلنے والا پھول جو سارے گھر اور گھر والوں کو معطر کر دے وہ نہیں ہے اور اس کے حصول کے لیے ہزار یا جتن کیے جا رہے ہیں نذریں مانی جا رہی ہیں روزے بھی رکھے جا رہے ہیں حرمین شریفین میں حاضری کے موقع پر غلاف کعبہ پکڑ کر، مقام ابراہیم پر نوافل کی ادائیگی کے بعد، میدان عرفات میں، جبل رحمت پر، روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے موقع پر حصول اولاد کے لئے دعاؤں پہ دعائیں مانگی جا رہی ہیں کسی بزرگ کے پاس جانا ہوتا ہے تب بھی اسی دعا کی درخواست کی جاتی ہے کہ اولاد کے بغیر ایسی زندگی خالی خالی اور بے مزہ سی لگتی ہے اور اتنے جتن کرنے کے بعد جب اللہ تعالیٰ کسی کی سن لیتا ہے تو وہ خوشیاں مناتا ہے دوست احباب کو مٹھائیاں کھلاتا اور مبارکبادیں وصول کرتا ہے یہ سب اس بات کی دلیل ہے کہ اولاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ایک عظیم نعمت ہے۔

اولاد کا نیک ہونا رحمت اور برا ہونا زحمت ہے

اولاد کا ہونا ایک نعمت اور ایک خوشی ہے اور اس کا نیک و فرمانبردار ہونا، شب زندہ

دار و ذمہ دار ہونا دوگنی نعمت اور دوگنی خوشی ہے کیونکہ وہ دنیا میں نیک نامی، مرنے کے بعد صدقہ جاریہ اور قیامت کے دن باعث نجات و شفاعت ہوگی جب کہ بری اولاد تو انسان کے لئے دنیا میں بھی تکلیف کا سبب بنتی ہے اور آخرت میں بھی شرمساری کا باعث بنے گی، بری اولاد کا کیا بتایا جائے وہ انسان کے لیے چھٹی انگلی کی طرح ہوتی ہے انسان نہ اس کو کاٹ سکتا ہے نہ برداشت کرسکتا ہے۔

جو اولاد دینی تقاضوں سے بے خبر ہوتی ہے وہ ماں باپ کے حقوق سے بھی ناواقف ہوتی ہے فیشن کی پرستار اس اولاد کے نزدیک ماں باپ کی حیثیت گھر کے بوڑھے ملازم سے بھی کم ہوتی ہے اب ماں باپ کو ان کے پاس رہنا تو ہوتا ہے مگر دل ہی دل میں گھٹ گھٹ کر جی رہے ہوتے ہیں اور ان کی زندگی

مر مر کر جینا لہو آنے کا پینا

کا مصداق بن جاتی ہے۔ اور نافرمان اولاد زندگی میں ماں باپ کا اکرام واحترام کرتی ہے نہ موت کے بعد ان کے لئے استغفار کرتی ہے نہ ان کے نام کا صدقہ دیتی ہے نہ ان کے لئے دعا کرتی ہے جن والدین نے اولاد کے دین اور آخرت کا ناس کر دیا ان کو اولاد سے زندگی میں کچھ امید رکھنی چاہئے نہ موت کے بعد دعا اور صدقہ کا منتظر رہنا چاہیے، جس کو دعا، صدقہ اور استغفار کی اہمیت و ضرورت ہی نہیں بتائی گئی وہ کیوں صدقہ دے؟ اور کیسے دعا کرے؟

بگڑی ہوئی اولاد

وہ اولاد جو کہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتی ہے جس پر انسان فخر کرتا ہے جس کی خواہشات اور ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اپنا خون پسینہ بہاتا ہے اس کی اگر تربیت نہ کی جائے تو بعض اوقات رحمت کی بجائے زحمت بن جاتی ہے، دل کے سکون کی بجائے پریشانی کا ذریعہ بن جاتی ہے اور والدین کی شاہراہ حیات پر پھولوں کی بجائے کانٹے بکھیر دیتی ہے ان کی زندگی کو اجیرن بنا دیتی ہے ان کا دن کا سکون اور رات کی نیند حرام کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض والدین تنگ آ کر یہ کہہ دیتے ہیں اے کاش

تو نے جنم ہی نہ لیا ہوتا اور کبھی بد دعائیں کرتے ہیں لیکن بد دعا کرنے سے پہلے کبھی والدین نے یہ سوچنے کی بھی زحمت گوارا نہ کی اولاد کا بگاڑ کہیں ہماری غلط تربیت کا نتیجہ تو نہیں یاد رکھیں جو والدین بگڑی اولاد کا گلہ کرتے ہیں انہوں نے کبھی سوچا ہے کہ وہ اپنی ہی بوئی ہوئی فصل کو کاٹ رہے ہیں۔

ڈوبی ہیں جو انگلیاں میرے خود اپنے لہو میں
یہ کانچ کے ٹکڑوں کو اٹھانے کی سزا ہے

جی ہاں ببول کے درخت بیج کر گل و لالہ کے اگنے کی توقع رکھنا سراسر نادانی اور حماقت ہے۔ والدین کے مقام و مرتبہ سے ناآشنا اولاد سے ادب و احترام اور خدمت و اکرام کی امید باندھنا پانی میں آگ تلاش کرنا ہے غلط ماحول میں پروان چڑھنے والی نسل نو سے وفاداری و خدمت گذاری اور اطاعت شعاری کی آس باندھنا ایسے ہے جیسے صحراؤں میں گلستان دیکھنے کی تمنا رکھنا۔

اولاد کے گناہوں کا وبال والدین کے سر بھی ہوگا

چونکہ نیک تربیت کا آغاز بچپن ہی سے ہوتا ہے لہٰذا والدین کے لئے ضروری ہے کہ وہ بچپن ہی سے اپنی اولاد کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی طرف متوجہ کریں اگر خدانخواستہ والدین نے ان کی اچھی تربیت نہیں کی اور وہ بڑے ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک مکلف ہونے کے بعد ان سے گناہوں کا صدور شروع ہو گیا تو چونکہ ان گناہوں کے وقوع پذیر ہونے میں والدین کی سستی، غفلت اور کوتاہی کو بھی دخل ہے اس لیے بچے تو گناہ گار ہونگے ہی ان کے ساتھ ساتھ ان کے گناہوں کا وبال والدین کے سر بھی ہوگا۔

ہم تو ڈوبے تھے صنم تمہیں بھی لے ڈوبیں گے

قیامت کے دن تربیت اولاد کے بارے میں سوال ہوگا

والدین سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ انہوں نے بچوں کو اخلاق حسنہ اور نیک تعلیم دی یا نہیں؟ ان کا اللہ تعالیٰ سے رابطہ قوی کیا یا نہیں؟ انہیں مغرب کے اخلاق

باختہ ایمان سوز تہذیب سے نفرت اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک معاشرت تہذیب وتمدن اور محبوب زندگی سے محبت کرنا سکھایا کہ نہیں؟ ان میں عبادات کا شوق پیدا کیا کہ نہیں؟ ان کو اللہ کے لیے محبت ونفرت کرنے اور اللہ کے لئے جینے ومرنے کا درس دیا کہ نہیں؟ ان کے دلوں میں صحیح یقین کے بیج بوئے کہ نہیں؟ دربدر کی ٹوکروں سے ہٹا کر وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ میں جبیں نیاز جھکانے کا عادی بنایا کہ نہیں؟ ان کو صبر وتحمل، اکرام وایثار، اخوت ومحبت، سلوک واحسان ایمان واحتساب، اخلاص وللہیت کے روشن کردار اپنانے کا راستہ دکھایا کہ نہیں؟ ان کو دنیا کی رعنائیوں سے منہ موڑ کر جنت کی دلربائیوں سے آشنا کیا کہ نہیں؟ لہٰذا قیامت کے دن کسی بھی عذر معذرت کو قبول نہ کرتے ہوئے اولاد کے مستقبل کے کھیلنے والے والدین اور ان کی دینی تربیت نہ کرنے والے والدین سے یہ پوچھا جائے گا۔

تو اِدھر اُدھر کی نہ بات کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا
مجھے راہزن سے گلہ نہیں تیری رہبری کا سوال ہے

اولاد کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے مانگنا

اولاد کی تربیت چونکہ کوئی آسان کام نہیں قدم قدم سنبھال سنبھال کے اٹھانا پڑتا اور بول بول تول کر نکالنا پڑتا ہے اور خدا کی عطا کردہ تمام صلاحیتوں کو بڑی حکمتوں سے بروئے کار لانا پڑتا ہے پھر بھی انسانی فہم وبصیرت اور علم وادراک کے ٹھوکر کھا جانے کے بڑے امکانات ہیں کبھی مایوسیوں کی دیواریں سدرہ بنتی ہیں تو کبھی اپنی محنت کے مسلسل رائیگاں جانے کا غم کھانے لگتا ہے ایسے میں اللہ کی مدد مانگنی چاہیے جس کے فضل سے تربیت کا یہ بار گراں ہلکا بھی محسوس ہوگا اور آسان بھی اور منزل مقصود کا حصول جلدی بھی ہوگا اور سہولت سے بھی انبیاء واولیاء نے جہاں حصول اولاد کے لئے بارگاہ خداوندی سے التجائیں کیں اور اس نعمت عظمیٰ کے مل جانے کے بھی علم نبوی اور بصیرت پیغمبری اور وحی کی رہبری میں تربیت اولاد میں بھی کوئی کسر نہ اٹھا رکھی مگر اس سب کے باوجود رب ذوالجلال سے ہر آن تربیت اولاد کے لیے دعائیں مانگتے رہے پھر کیا ہوتا تھا

آہ جاتی تھی آسماں پہ رحم لانے کے لئے
بادل ہٹ جاتے تھے راہ دے دیتے تھے جانے کے لئے

دنیا کے معمولی معاملات میں جب لوگ اپنے ارمانوں کا خون ہوتا اور امیدوں کے محلات کو زمین بوس ہوتا دیکھتے ہیں اور آرزوؤں کے گھروندوں کو ٹوٹتا دیکھتے ہیں تو ان محروم تمنا لوگوں کو بھی نگاہیں بے اختیار آسمان کی طرف اور ہاتھ بارگاہ خداوندی میں اٹھ جاتے ہیں۔

وہ محروم تمنا کیوں نہ سوئے آسماں دیکھے
جو قدم بقدم اپنی محنت رائیگاں دیکھے

جب اس طرح کے دنیاوی اور غیر معمولی معاملات میں لوگ اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں اور وہ ان کی پکار سنتا بھی ہے اور ان کے خوابوں کو شرمندہ تعبیر بھی کرتا ہے تو کیا ان لوگوں کے ہاتھوں کو اللہ خالی لوٹا دیں گے۔

نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں یہ اس کریم ذات کی غیرت کے خلاف ہے کوئی اپنی اولاد کے لئے مانگے تو سہی وہ تو کہہ رہے ہیں

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے کوئی راہ روِ منزل ہی نہیں

امانت میں خیانت نہ کریں

والدین کے پیش نظر یہ بات رہنی چاہیے کہ اولاد ان کی اپنی ملکیت نہیں، نہ ہی وہ اسے اپنی مرضی سے حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہی اسے اپنی مرضی سے زندہ رکھ سکتے ہیں، دینا نہ دینا بھی اللہ کی مرضی پر منحصر ہے اور مختصر یا لمبی زندگی دینے کا دارومدار بھی اس کی مشیت پر ہے، کوئی بچپن میں فوت ہو جاتا ہے تو کوئی جوانی میں اور کوئی بڑھاپے میں کسی نے خوب کہا ہے

باغ دنیا میں مرجھاتے ہیں یہ پھول
کچھ کھلے کچھ آدھ کچھ بن کھلے

یہ اولاد والدین کے پاس اللہ کی ایک خوبصورت اور قیمتی انعامات ہے اس میں خیانت نہ کیجئے بلکہ اس کا حق ادا کیجئے، جو والدین اولاد کی صحیح نہج پر تربیت کرتے ہیں اور ان کی دینی تعلیم اور حسن اخلاق کے زیور سے آراستہ کرتے ہیں، وہ امانت کا حق ادا کرتے ہیں اور جو والدین اس بارے میں تساہل اور تغافل سے کام لیتے ہیں اور افلاس کے ڈر سے یا چند ٹکوں کی خاطر انہیں بگاڑ کر راستے پر لگا دیتے ہیں تو وہ ایک بہت بڑی امانت میں بہت بڑی خیانت کے مرتکب ہوتے ہیں، بہر حال اولاد کی یہ نعمت اور امانت اللہ تعالیٰ نے والدین کو عطا کی ہے اس کی اچھے انداز سے تربیت کر کے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر اور امانت کا حق ادا کیجئے۔

پھولوں اور کلیوں کی باغبانی کیجئے

ہمارے بچے ہمارے خوشیوں و شادمانیوں اور مسرتوں کے گلشن کے پھول اور کلیاں ہیں۔ اس گلشن کے لہلاتے، مسکراتے گنگناتے اور چہچہاتے شاداب غنچے ہیں۔ ان کی آبیاری ان کی ہمہ وقت آباد کاری ان کی نگہبانی اور باغبانی کرنا ہمارا فرض ہے۔ بالکل ایسے کہ جیسے ایک باغبان باغ کے پیڑوں پودوں اور پھولوں کی باغبانی کرتا ہے .... وقت پر ان کی پنیری لگاتا ہے، زمین کو نمو کے قابل بناتا ہے، برے موسمی اثرات سے بچاتا ہے..... نقصان دہ حشرات اور کیڑوں، مکوڑوں اور سنڈیوں کے حملوں سے ان کو بچاتا ہے..... ان کی تراش خراش کرتا ہے..... ان کی نزاکت، خوبصورتی اور رعنائی و زیبائی اور دلربائی کو بچانے کے لئے ہر جتن کرتا ہے..... بالکل ایسے ہی ...... بلکہ اس سے بھی بڑھ کر..... ہمیں اپنی زندگانی کے گلشن اور چمن کے پھولوں اور کلیوں یعنی اپنے بچوں کی بہترین پرورش کرنی ہے..... تا کہ وہ عالم شباب میں پہنچ کر ہمارے لیے اور خود اپنے لیے نیک نامی اور دنیا و آخرت میں کامیابی کا باعث بن سکیں۔

اس مقصد کے حصول کے لئے والدین ہمیشہ اپنی زندگی ایک باغبان بن کر گذار دیتے ہیں اور پھر بہترین تربیت کی بنا پر تیار ہونے والی اولاد ان کے لئے تیز دھوپ میں سایہ ثابت ہوتی ہے اور ان کو راحت و آرام پہنچا کر خود راحت محسوس کرتی

ہے......اور پھر زبان سے اپنے پروردگار سے ان کے لئے یوں گویا ہوتی ہے کہ:

﴿ رَبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيَانِىۡ صَغِيۡرًا ﴾

''اے ہمارے رب! ہمارے والدین پر اپنے رحم وکرم کی چادر تان دے کہ جس طرح انہوں نے ہمیں بچپن میں پالا اور پرورش کیا۔''

اسلام میں اولاد کا مرتبہ ومقام

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں قدرے وضاحت اس وجاہت و مقام کی ہو جائے جو ہمارے دین اسلام نے اولاد کو عطا فرمایا ہے۔

اولاد ہبہ خداوندی

اولاد وہ نعمت ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی طرف سے بنی آدم کو دیا جانے والا ''ہبہ'' قرار دیا ہے۔

لـلّٰـه ملك السمٰوٰت والارض يخلق مايشاء يهب لمن يشآء اناثا و يهب لمن يشاء الذكور (الشوریٰ۴۹)

اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے، پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے جسے چاہتا ہے نری بچیاں ہبہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے بچے عطا کرتا ہے۔

ووهبنا له اسحق ويعقوب (الانعام۸۵، مریم۴۹، العنکبوت۲۷)

ہم نے ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب ہبہ کئے۔

(حضرت اسحٰق حضرت ابراہیم کے صاحبزادے حضرت یعقوب پوتے تھے علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔

ووهبناله اسحق و يعقوب نافلة (الانبیاء۷۲)

اور ہم نے ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب عطیہ کے طور پر ہبہ کئے

یہاں ہبہ کے ساتھ (نفل) عطیہ بھی کہا اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی ہبہ وعطیہ خداوندی پر یوں شکر گذاری کی۔

الحمد لله الذى وهب لى على الكبر اسمٰعيل واسحق (ابراہیم۔۳۹)

تمام تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے بڑھاپے میں مجھے اسمٰعیل اور اسحٰق ہبہ کئے۔

فاستجبناله ووهبناله يحيىٰ (الانبیاء۔۹)

ہم نے زکریا کی دعا کو قبول کیا اور آپ کو یحییٰ ہبہ کئے

ووهبنا لداؤد سليمان (ص۔۳۰)

ہم نے داؤد علیہ السلام کو سلیمان ہبہ کئے

ان تمام آیات سے معلوم ہوا کہ اولاد اللہ تعالیٰ کا ہبہ اور عطیہ ہے۔

اولاد اللہ کا مقسم بہ

قسم کھانے والا ہمیشہ مہتم بالشان، وقیع اور پر عظمت چیز کی قسم اٹھاتا ہے تاکہ سامعین ومخاطبین کو نہایت پختہ یقین ہو جائے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جن اشیاء کی قسمیں کھائی ہیں۔ اور اس طرح ان کے شرف وفضل کو ظاہر فرمایا ہے ان میں اولاد اور والد دونوں شامل ہیں۔ فرمایا:

لا اقسم بهذا البلد وانت حل بهذا البلد ووالد وما ولد لقد خلقنا الانسان في كبد (البلد۱،۲،۳،۴)

میں اس شہر (مکہ کی قسم کھاتا ہوں اس حال میں آپ اس میں مقیم ہیں اور باپ اور اولاد (کی قسم کھاتا ہوں) بیشک ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں (زندگی بسر کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔

اس آیت طیبہ سے جہاں والد اور مولود دونوں کی وقعت واہمیت معلوم ہو رہی ہے وہاں یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ مؤمن کی زندگی پھولوں کی سیج اور دنیاوی مسرتوں کا بنڈولہ نہیں ہوا کرتی۔ اس میں ہر ہر سانس مجاہدانہ گذارنا پڑتا ہے، نفس اور اس کی کبھی نہ ختم ہونے والی خواہشات سے جہاں، شیطان، اس کے انصار واعوان اور ان کی چالبازیوں سے جہاد دشمنان دین وملت اور ان کی ہرزہ سرائیوں کے ساتھ جہاد، نت نئے ابھرنے والے فتنوں اور مخالف مذہب یورشوں کے ساتھ جہاد، امت وسط کو اس کے دین

و مذہب پر قائم رکھنے کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی صورت میں جہاد، والدین اور دیگر اعزہ و اقارت کے ساتھ صلہ رحمی کی صورت میں جہاد اولاد کی تربیت جیسے کٹھن پروگرام کی صورت میں جہاد۔

چوں می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الہٰ را

اولاد نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وجہ مباہات

اولاد ایک ایسا بیش بہا تحفہ خداوندی ہے جس کے حصول کا اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ اور اس کے حبیب لبیب رسول مکرم حضرت محمد مصطفیٰ علیہ افضل التحیۃ وازکی الثناء نے حکم فرمایا ہے

فالان باشروھن وابتغوا ما کتب اللہ لکم (البقرہ:۸۷)

اب اپنی بیویوں سے ملاقات کیا کرو اور طلب کرو اس کو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہے۔

حکم، حسن بصری، سدی، ضحاک، عکرمہ، قتادہ اور ابن عباس ان حضرات مفسرین کرام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ یہاں جس نوشتہ تقدیر کے طلب وحصول کا حکم دے رہا ہے وہ اولاد ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد بار رغبت نکاح دلاتے ہوئے اولاد حاصل کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ تمہاری کثرت بروز قیامت میرے لئے تمام امتوں پر اظہار فخر ومباہات کا باعث ہوگی۔

حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرا ایک نہایت حسین و جمیل عورت کے ساتھ شادی کا ارادہ ہے لیکن وہ اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں، محروم ہے کیا میں اس کے ساتھ شادی کرلوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ وہ صاحب پھر حاضر ہوئے یہی عرض کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بار بھی منع فرمایا صاحب تیسری دفعہ حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم (ابوداؤد ج ا ص ۲۸۰ باب فی تزویج الابکار النسائی ج۲ ص ۷ باب کراہیۃ تزویج العقیم)

بہت محبت کرنے والی، اولاد پیدا کرنے والی، عورت کے ساتھ شادی کرو، بے شک میں تمہاری وجہ سے امتوں کے مقابلے میں تمہاری کثرت پر نازاں ہوں گا۔

نبی مکرم ﷺ نے حضرت ام سلیم کی درخواست پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کی:

اللھم اکثر مالہ و ولدہ وبارک لہ فی ما اعطیتہ

(بخاری ج ۲ ص ۹۴۴ باب الدعاء بکثرۃ والولد مع البرکۃ)

اے اللہ انس کے مال اولاد کو کثیر کر، اور جو کچھ بھی اسے عطاء کرے اس میں برکت نصیب فرما۔

اولاد، انبیاء و اولیاء کا نخل تمنا

قرآن کریم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جن انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام یا اولیا کرام علیہم رحمۃ الرحمٰن کے ہاں اولاد نہ تھی انہوں نے اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کی بارگاہ صمدیت میں دامن طلب پھیلا پھیلا کر اس نعمت عظمیٰ کے حصول کی تمنا کی ان کی اس تمنا کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشا اور اولاد کے ہونے کی بشارتیں اور مبارکیں دیں۔

حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام مصر سے ہوتے ہوئے شام پہنچے تو وہاں پہنچ کر بارگاہِ ربوبیت میں یوں ملتجی ہوئے۔

رب ھب لی من الصلحین (الصافات۔۱۰۰)

اے میرے پروردِگار مجھے صالح اولاد ہبہ فرما۔

آپ کی یہ دعا قبول ہوئی ارشاد الٰہی ہے۔

فبشرناہ بغلام حلیم (الصافات۔۱۰۱)

ہم نے ابراہیم کو ایک بردبار فرزند کا مژدہ سنایا۔

حضرت اسمٰعیل کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی حضرت ہاجرہ تھا۔ اور حضرت اسمٰعیل کی پیدائش کے وقت حضرت ابراہیم کی عمر ۸۶ برس تھی اور بروایت ۹۹ برس حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر شریف جب ۱۰۰ برس کو پہنچی تو آپ کو حضرت اسحاق اور پھر آگے

سلسلہ اولاد جاری رہنے کی بشارت دی گئی۔

اسی طرح حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق قرآن مجید میں متعدد مقامات پر آیا ہے کہ آپ کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ جب چراغ زندگی ٹمٹمانے لگا تو آپ نے صالح، طیب اور اپنے آباء انبیاء کرام علیہم السلام کی میراث نبوت وحکمت کا اہل بچہ عطا ہونے کی خواہش کی جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قبول فرمائی اور اس وقت جب کہ آپ کی عمر شریف بروایت ۷۰ برس اور بروایات دیگر ۱۲۰ برس اور زوجہ محترمہ کی ۹۸ برس تھی، حضرت یحییٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے تولد پذیر ہونے کی بشارت دی۔

اولاد اللہ کی نعمت عظمیٰ

سورۃ النحل میں اپنی نعمتوں کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

واللہ جعل لکم من انفسکم ازواجاً و جعل لکم من ازواجکم بنین و حفدۃ ورزقکم من الطیبٰت افبالباطل یومنون وبنعمت اللہ ھم یکفرون (النحل۔۷۲)

اور اللہ تعالیٰ ہی نے تمہاری (تسکین اور مسرت کی) خاطر تمہاری جنس سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں اور تمہارے لئے تمہاری بیویوں (کے بطن) سے بیٹے اور پوتے مقرر فرمائے تمہیں پاکیزہ اشیاء سے رزق دیا۔ کیا پھر بھی یہ (مشرکین) باطل پر ایمان رکھتے اور اللہ کی نعمت کی ناقدری کرتے ہیں۔

اولاد، دنیاوی زندگی کی زینت

اللہ تعالیٰ نے اولاد کو اس دنیا کی زینت، دنیاوی شوکت کا باعث اور اپنی جناب سے بنی نوع انسان کو مدد ونصرت بیان فرمایا ہے۔

المال وا لبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا و البٰقیت الصٰلحات خیر عند ربک ثوابا و خیر املا (الکہف ۴۶)

مال اور بیٹے صرف دنیاوی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں ثواب کے اعتبار سے تیرے رب کے ہاں بہتر اور امیدیں وابستہ کرنے کے

لئے خوش تر ہیں۔

اگر انسان اپنی اولاد کی اسلامی خطوط پر تربیت کر کے انہیں بھی باقیات صالحات بنا دے تو سونے پر سہاگہ ہوگا دنیا بھی بنی سنوری رہے گی اور آخرت بھی بھلی چنگی ہوگی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

المال والبنون حرث الدنیا وانا عمال الصالحۃ حرث الآخرۃ وقد یجمعھما اللہ لاقوام

یعنی مال اور اولاد دنیا کی کھیتی ہیں اور نیک اعمال آخرت کی کھیتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے کبھی بعض لوگوں کو یہ دونوں چیزیں عطا فرما دیتا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن ج۳ ص۳۲)

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کئی ارشادات طیبہ میں صالح اور سعید اولاد کو باقیات صالحات بیان فرمایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان العبد لترفع لہ الدرجۃ . فیقول ای رب انی لی ھذا فیقول باستغفار ولدک لک من بعدک (ابن ماجہ ص ۲۶۸ ابواب الادب)

میدان حشر میں بندے کا درجہ بلند ہوگا تو وہ پوچھے گا یاالٰہی یہ بلند درجہ مجھے کیسے مل گیا؟ اللہ تعالیٰ جواب دے گا تیرے بعد تیرے بیٹے کے استغفار کی وجہ سے۔

اولاد کا مقام ورفیع ودقیع حضرت ابن عباس کی اس روایت سے بھی مترشح ہوتا ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص (مرد وعورت) کے دو فرط (فوت ہو جانے والے بچے) ہوئے وہ جنت میں داخل ہوگا ام المؤمنین رضی اللہ عنہما نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی امت میں سے جس کا ایک بھی فرط نہ ہوا، رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فانی فرط امتی لم یصابو ا بمثلی (ترمذی ج۱ ص۱۲۶ باب من قدم ولدا)

میں اپنی امت کا فرط (ان کا حشر میں استقبال کرنے والا ہوں)

میرے ان کو چھوڑ کر رفیق اعلیٰ کے پاس چلے جانے جیسی مصیبت ان کو نہ پہنچی سو مجھے اپنی نگاہوں سے اوجھل پانے کی وجہ سے ان کے دل میں جو کسک اور تڑپ پیدا ہوئی ہے اس کی وجہ سے ان کا فرط ہوں گا۔ حوض کوثر پر ان سے پہلے کھڑا ان کی آمد کا منتظر ہوں گا۔

اس حدیث سے جس طرح یہ پتہ چلتا ہے کہ اولاد اپنے والدین کے حق میں فرط ہے اور اگر کسی کی اولاد نہیں تو حبیب کبریا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے فرط ہوں گے۔ (اولاد کی کیا شان کہ اس کی موجودگی میں وہ فرط اور عدم موجودگی میں اس کی جگہ اللہ کا حبیب ختم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرط ہے) اسی طرح یہ بھی پتہ چلا کہ والدین کو اپنی اولاد کی تربیت اس نہج پر کرنی چاہیے کہ وہ ان کے حق میں فرط ثابت ہو سکیں مسلم کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

صغار هم دعاميص الجنة (مسلم ج۱ ص۳۳۱ ابواب البر)

مسلمانوں کے چھوٹے بچے جنت کے ''دعامیص'' ہیں۔

دعامیص، دعموص کی جمع ہے۔ دعموص اس چھوٹے آبی جانور کو کہتے ہیں جو پانی سے الگ نہیں ہوتا تو حدیث شریف کا مطلب یہ ہوا کہ ایسے نابالغ بچے لازماً اور دائماً جنت میں رہیں گے اور جنت سے کسی طور جدا نہ ہوں گے اور ایک ارشاد نبوی کے مطابق جنت کے دروازوں میں کھڑے اپنے والدین کے منتظر ہوں گے اور وہاں پر ان کا استقبال کریں گے۔

اولاد: آنکھوں کی ٹھنڈک

حضرت شعبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت اشعث بن قیسؓ نے اپنا یہ واقعہ بتایا میں کندہ کے وفد کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا، تمہاری کوئی اولاد ہے؟ میں نے عرض کیا میری آپؐ حضور کی طرف روانگی کے روز میرے ہاں بچہ ہوا تو ہے لیکن میری تو یہ خواہش ہے کہ کاش اس کے بدلے مجھے قوم کے پیٹ بھرنے کی کوئی چیز مل جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتقولن ذلک فان فیهم قرة عین واجرا اذا قبضوا ثم ولئن قلت ذالک انهم لمجبنة محزنة انهم لمجبنة محزنة

(مسند الامام احمد ج ۵ ص ۲۱۱)

اے اشعث ایسا ہرگز ہرگز نہ کہو، پختہ صداقت ہے کہ اولاد میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور اگر وہ فوت ہو جائیں تو ان کی وجہ سے اجر و ثواب ملتا ہے اور یہ اولاد تو انسان کو بزدل بھی بنا دیتی ہے اور حزین بھی، دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا۔ اولاد ہو جائے تو انسان اپنی زندگی کو پہلے سے زیادہ اہم قیمتی سمجھتا ہے اسے یہ خیال ہر وقت دامن گیر رہتا ہے کہ میرے پسماندگان بھی ہیں مجھے ان کے لئے زندہ اور بصحت وسلامتی رہنا ہے۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صحابیات کے ایک گروہ کو مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو انہیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے سے اجتناب کی پرزور تاکید فرماتے ہوئے بطور نعمت آنکھوں کی ٹھنڈک اولاد کا ذکر فرمایا:

ثم یزوجها الله البعل ویفیدها الولد وقرة العین

(مسند احمد ج ۶ ص ۴۵۸)

> پھر اللہ تعالیٰ نے کنواری کا شریک حیات اس کے شوہر کو بنایا ہے اسے اولاد اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا فائدہ پہنچاتا ہے۔

اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک اسی وقت بنتی ہے جب کہ اس کی تربیت اسلامی خطوط پر ہو اور وہ والدین کے مرتبہ بلند اور مقام پر رفیع سے خوب آشنا ہو وگرنہ وہی نقشہ جو آج کل نظر آ رہا ہے اسی طرح والدین بھی اپنی شرعی ذمہ داریوں سے اولاد کے حقوق و فرائض سے اسلامی انداز میں اولاد کی تربیت کرنے سے آگاہ ہوں وہ ہر وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ بے کس پناہ میں دست سوال دراز کیے اپنی اولاد کی شرافت، سیادت، نجابت، کرامت اور صراطِ مستقیم پر استقامت کی دعائیں کرتے رہتے ہوں وہ اپنے رب متعال جل وعلا سے یہ التجائیں کرتے ہوں۔

ربنا هب لنا من ازواجنا و ذریاتنا قرة اعین وجعلنا للمتقین اماما

اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقین کا امام بنا

رب هب لی من لدنک ذرية طيبة

اے میرے رب مجھے اپنی جناب سے طیب اولاد عطا فرما

رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی ربنا و تقبل دعاء ربنااغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب

اے میرے رب مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم رکھنے والا بنا، اے ہمارے رب ہماری دعاؤں کو قبول فرما، اے ہمارے رب مجھے میرے والدین اور تمام مؤمنوں کو روز حساب بخش دے۔

رب لاتذرنی فردا وانت خیر الوارثین

اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ تو بہترین وارث عطا کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد طلب کرنا

سیرت ابراہیم علیہ السلام میں موجود باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے اپنے وطن اور قوم سے ہجرت کرتے وقت اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد عطا فرمانے کی درخواست کی۔

اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں فرمایا

وَقَالَ اِنِّی ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّی سَیَهْدِیْنِ ☆ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ (سورۃ الصافات آیت ۹۹۔۱۰۰)

ترجمہ: اور اس (ابراہیم علیہ السلام) نے کہا: میں اپنے رب کی طرف (ہجرت کرکے) جا رہا ہوں وہ ضرور میری راہنمائی کرے گا۔ اے رب! مجھے نیک اولاد عطا فرما۔

تفسیر آیت کریمہ:

علامہ زمخشری نے ﴿رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصَّالِحِیْنَ﴾ کی تفسیر میں قلم بند کیا ہے کہ ان کی دعا کا مقصود یہ ہے کہ مجھے نیک اولاد عطا فرما کیونکہ لفظ (الھبة) غالبًا اولاد کے عطا فرمانے کے متعلق استعمال ہوتا ہے۔ (تفسیر کبیر ۱۵۱/۲۶)

نیک اولاد طلب کرنے کی حکمت

قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نیک اولاد طلب کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

> ''وہ دعوت و اطاعت کے کاموں میں میری اعانت کریں اور پردیس میں میری مؤنس اور غم خوار بنیں۔'' (تفسیر بیضاوی ج۲ ص ۲۹۸)

بعض لوگوں کا طرزِ عمل

اس مقام پر شاید یہ تنبیہ کرنا مناسب ہو کہ بعض لوگ اللہ تعالیٰ سے اولاد طلب کرتے وقت ان کے نیک ہونے کا ذکر نہیں کرتے، ان کی دعا صرف یہ ہوتی ہے کہ:

''اے اللہ ہمیں اولاد عطا فرما''۔

اور کچھ حضرات ایسے بھی ہیں کہ اولاد کے بگڑنے کی مصیبت میں مبتلا ہونے کے بعد بھی اولاد کی نیکی کی دعا کے موثر، مفید اور مضبوط ہتھیار سے فیض یاب نہیں ہوتے۔ خلیل الرحمٰن، حضرت ابراہیم علیہ السلام ایسے لوگوں کے برعکس اولاد کے ملنے سے پہلے ہی سے یہ فریاد شروع کر دیتے ہیں کہ وہ صالحین میں سے ہوں، کیونکہ نیکی سے دور اولاد اپنے والدین کے لئے افسوس، رنج، پریشانی اور بے چینی کا سبب بنتی ہے، بلکہ وہ تو ان کے لئے دنیا و آخرت میں وبال جان ہوتے ہیں۔ اے اللہ کریم! ہماری اولادوں کو نیک بنا اور ان میں سے کوئی بد بخت اور محروم نہ ہو۔ آمین یا حی یا قیوم۔

نیک اولاد کی خواہش

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہزاروں نعمتوں سے نوازا ہے، اس پر لاکھوں انعامات کیے

ہیں، اگر چہ اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت بھی بے مقصد اور فضول نہیں، ہر ایک اپنی اپنی جگہ خاص اہمیت کی حامل ہے۔ لیکن نیک اولاد کی نعمت دنیا کی ہر نعمت پر مقدم ہے، اس کے آگے ہر نعمت ہیچ ہے، کوئی نعمت اس کے مقابل کی نہیں۔ اگر انسان کو نیک اولاد جیسی نعمت میسر ہو تو گویا اس کے پاس دنیا کی ہر نعمت ہے لیکن اگر اس سے محروم ہے تو دنیا کی ہر نعمت ہونے کے باوجود تہی دامن ہے، جس بیوی سے اللہ تعالیٰ نیک اولاد دے، وہ سب بیویوں پر سبقت لے جاتی ہے، وہ اگر چہ زیادہ حسین نہ بھی ہو، وہ بہترین نین ونقش سے محرومی کے باوجود بھی دل میں گھر کر جاتی ہے، خاوند کی آنکھوں کا تارا بن جاتی ہے، خاوند کو اپنا اتنا گرویدہ بنا لیتی ہے کہ دنیا سے چلی جانے کے بعد بھی اس کے دل میں بسی رہتی ہے، یہ نیک اولاد کی ہی تو برکتیں ہیں کہ خاوند ہر خوشی وغمی کے موقع پر اس کو یاد کرتا ہے، اس کے درجات کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے۔

نیک اولاد یقیناً اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، یہ نعمت ایک ثمر آور درخت کی مانند ہے، جس کے لئے ابتداء میں محنت کی جاتی ہے، تکلیفیں برداشت کی جاتی ہیں۔ لیکن جب یہ درخت بڑا ہو جاتا ہے، اس کا تنا مضبوط ہو جاتا ہے۔ اور شاخیں پھل سے جھک جاتی ہیں تو یہ صرف باغبان کے لیے ہی خوشیاں نہیں لاتا بلکہ اور لوگوں کے لیے بھی خوشی ومسرت کا باعث بنتا ہے۔ باغبان بھی اس سے پھل حاصل کرتا ہے، اپنی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے اور دیگر لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

لیکن یہ سب چیزیں اسی وقت میسر آتی ہیں، جب باغبان نے اس درخت کی تیاری کے لیے خوب محنت کی ہو۔ زمین کو اچھی طرح نرم کیا، بیج کی اعلیٰ قسم کو تلاش کیا۔ لیکن اگر بنجر سی زمین میں سوکھا، سا بیج ڈال دیا اور ایک مضبوط تنے والے، ثمر آور درخت کی امید لگا کر بیٹھ گیا تو پھر یہ باغبان یا تو عقل سے عاری ہے یا باغبانی سے نا آشنا ہے۔

والدین اور نیک اولاد کا معاملہ بھی ثمر آور درخت اور باغبان سے ملتا جلتا ہے۔ والدین کو بھی اپنے گلشن سجانے کے لئے باغبان کی طرح محنت کرنا پڑتی ہے۔ بلکہ باغبان کی محنت تو والدین کی محنت کے آگے ہیچ ہے۔ کیونکہ یہ تو دنیا کا قاعدہ چلا آ رہا ہے کہ جس کی اہمیت جتنی زیادہ ہوگی اتنی ہی اس کی قیمت بھی زیادہ ہوگی۔ تو جب نیک

اولاد دنیا کی ہر نعمت سے بڑھ کر ہے تو اس کے لئے محنت بھی اسی حساب سے زیادہ ہے۔ ذرا سکول کے بچوں پر غور کرو کہ وہ بچے جن کا مقصد صرف پاس ہونا ہوتا ہے وہ امتحان کے قریب ہلکی پھلکی سی محنت کر کے پاس ہو جاتے ہیں۔ لیکن جن کی منزل بھی اعلیٰ پوزیشن حاصل کرنا ہے، تو ابتداء ہی سے سخت محنت کرتے ہیں، گرمی ہو یا سردی کلاس میں حاضر ہوتے ہیں۔ ان کو نہ دھوپ کی پرواہ ہوتی ہے نہ بارش سے ڈرتے ہیں، بس ہر وقت اپنے مقصد کے حصول کے لئے سخت محنت جاری رکھتے ہیں۔

بالکل اسی طرح جن کو نیک اولاد کی خواہش ہوتی ہے، جن کی تمنا یہ ہوتی ہے کہ ایسی اولاد ہو جو حقوق اللہ کو بھی پورا کرے اور ہمارے حقوق بھی ادا کرے، ہمارے لیے بھی ذریعہ نجات ہو اور دوسروں کے لئے بھی روشنی کا مینار ہو، وہ اولاد جیسی نعمت کے ملنے سے قبل ہی اس کے لئے تیاری کرتے ہیں، وہ باغبان اور طالب علم کی طرح سخت محنت کرتی ہیں، باغبان کی طرح ذرخیز زمین اور عمدہ بیج کی تلاش میں ہوتے ہیں اور طالب علم کی طرح مسلسل محنت جاری رکھتے ہیں۔

بھائیو! اگر نیک اولاد واقعی دنیا کی سب سے قیمتی نعمت ہے تو پھر اس کے حصول کے لئے ہمیں ان والدین سے راہنمائی لینا ہوگی جن کو اللہ تعالیٰ نے اس بے مثل نعمت سے مالا مال کیا۔

نیک اولاد کی دعا کرنا

جہاں تک اولاد کے حصول کے لیے خود کا نیک ہونا ضروری ہے، وہاں پر دعا کرنا بھی انبیاء وسلف صالحین کی سنت ہے۔ قرآن وحدیث میں ایسی کئی ایک دعائیں مذکور ہیں۔ مثلاً

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد کی دعا کی اور فرمایا:

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصَّالِحِيْنَ (الصافات:۱۰۰)

''اے میرے پروردگار! مجھے (اولاد) عطا فرما (جو) سعادت مندوں میں سے ہو۔''

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا

جناب زکریا علیہ السلام نے جب حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسمی پھل دیکھے تو وہاں پر ہی پکار اٹھے:

﴿رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ﴾

(آل عمران: ۳۸)

''اے میرے پروردِگار! مجھے اپنی جناب سے صالح اولاد عطا فرما۔ تو بے شک دعا سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

عباد الرحمٰن کی دعا

اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ پر اپنے نیک بندوں کی دعا نقل کی ہے کہ وہ کہتے ہیں:

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ﴾ (الفرقان: ۷۴)

اے ہمارے پروردِگار! ہم کو بیویوں کی طرف سے (دل کا چین) اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما (یعنی نیک اولاد عطا فرما)۔''

یہ تو عام ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے تو نیک اولاد مانگے جو آنکھوں کی ٹھنڈک ہے لیکن جب بیوی کے پاس آئے تو اس وقت خاص طور پر دعا مانگنے کا حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد کی دعا مانگی جائے۔

ہم بستری سے قبل دعا

ہم بستری سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص تاکید کے ساتھ نیک اولاد کی دعا کرنے کا حکم دیا ہے کہ آدمی جب آئے تو کہے:

(بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا)

''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! ہم دونوں کو بھی شیطان سے بچا اور جو (اولاد) تو ہمیں عطا کرے اسے بھی شیطان سے بچا۔''

بچہ کی پیدائش پر مبارک باد دینا

بچے کی پیدائش پر مبارک باد دینا شریعت میں پسندیدہ فعل ہے۔ قرآن پاک میں کئی ایک جگہ پر آیا ہے کہ ہم نے اس کو بچہ کی خوشخبری دی۔ جیسے:

﴿ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ﴾

''ہم نے اسے بردبار بچے کی بشارت دی۔''

اور

﴿ وَبَشَّرُنَاهُ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ﴾

''ہم نے اسے ایک دانا عالم بچے کی خوشخبری دی۔''

ان سے اور ان جیسی اور آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے کی پیدائش پر مبارک باد دینی چاہئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع کی خاص دعا بھی سکھائی ہے:

((بَارَکَ اللّٰهُ لَکَ فِی الْمُوهُوْبِ لَکَ وَشَکَرْتَ الْوَاهِبَ وَبَلَغَ أَشُدَّهُ وَرُزِقْتَ بِرَّهُ))

''اللہ تعالیٰ تمہارے لیے برکت کرے اس بچے میں جو تمہیں عطا کیا گیا ہے اور تم عطا کرنے والے کا شکر کرتے رہو اور وہ اپنی پوری قوت کو پہنچے۔ (مرد جوانی) اور تمہیں اس کا حسن سلوک عطا کیا جائے۔''

پھر جس کو اللہ تعالیٰ نے اولاد سے نوازا ہے وہ جواب کے طور پر کہے گا:

((بَارَکَ اللّٰهُ لَکَ وَبَارَکَ عَلَیْکَ وَجَزَاکَ اللّٰهُ خَیْرًا وَرَزَقَکَ اللّٰهُ مِثْلَهُ وَأَجْزَلَ ثَوَابَکَ))

''اللہ تعالیٰ تمہارے لیے برکت کرے اور اللہ تمہیں اچھی جزاء دے اور تمہیں بھی اس کی مثل عطا فرمائے۔ اور تمہارا ثواب بہت زیادہ کرے۔''

☆……☆……☆……☆……☆……☆

بچے اور چند بنیادی باتیں

بچہ

بچہ خواہ لڑکا ہو یا لڑکی:

☆ اللہ کی عظیم نعمت ہے۔

☆ تمناؤں اور آرزوؤں کا محور و مرکز ہے۔

☆ کھلتا ہوا پھول، چمکتا ہوا اور نکھرتا ہوا چودھویں کا چاند ہے۔

☆ آنکھوں کی ٹھنڈک، دلوں کا سرور اور مستقبل کی کرن ہے۔

☆ زندگی کا ماحصل، خوش بختی کا نشان اور سرفرازی کی علامت ہے۔

☆ بے قراری میں قرار، بے چینی میں چین، پریشانی میں سکون اور رنج والم میں شادمانی ہے۔

☆ ماں باپ کی زندگی، بھائی بہنوں کا پیار، گھر کی رونق، محلے کی زینت اور بستی کی شان ہے۔

☆ پھولوں کی خوشبو، باغوں کی ہریالی، چشموں کی روانی، آسمانوں کی بلندی، سمندروں کی گہرائی ہے۔

☆ معصومیت کا پیکر، بے گناہی کا نمونہ، سادگی کا مجسمہ ہے۔

☆ جس کے آرام کے لیے ہم تھکتے ہیں، جس کی نیند کے لیے ہم جاگتے ہیں اور جس کی تندرستی کے لیے ہم بیمار پڑتے ہیں۔

☆ جس کے لیے نبیوں اور بزرگوں نے تمنائیں اور دعائیں مانگیں۔

☆ جس کے بارے میں اللہ کریم نے فرمایا:

﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا﴾ (الکھف ۱۸/ ۴۶)

مال اور اولاد دنیوی زندگی کی زینت ہیں۔

☆ جس کے بارے میں ایک بزرگ نے فرمایا:

”بچے جنت کے پھول ہیں۔“

اولاد کی آرزو

شادی کے بعد زوجین کی سب سے بڑی تمنا اور آرزو یہی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اولاد کی نعمت سے سرفراز کرے۔ اولاد کی آرزو ایک فطری امر ہے۔ انسان یہ چاہتا ہے کہ اس کا ایک ایسا وارث ہو، جو اس کے بعد اس کی املاک میں صحیح تصرف کر سکے اور اس کے مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں اس کا صحیح جانشین ثابت ہو۔

اولاد نسل انسانی کی بقا کا ذریعہ ہوتی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس پہلو کو نظر انداز نہیں کیا ہے اور نوع انسانی کو ہدایت کی کہ:

﴿فَالْئٰنَ بٰشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ (البقرہ۲/۱۸۷)

’’اب تم اپنی بیویوں سے شب باشی کیا کرو اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے جو کچھ لکھ دیا ہے اسے حاصل کرنے کی کوشش کرو۔‘‘

مفسرین نے وضاحت کی ہے کہ ’’اللہ نے تمہارے لیے جو کچھ لکھ دیا ہے‘‘ سے مراد ’’اولاد‘‘ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر(۱/۳۶۱)

اولاد کی موت کا صدمہ

اگر والدین کو اولاد کی موت کا صدمہ برداشت کرنا پڑ جائے، تب بھی انہیں اجر ملتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغِ الْحِنْثَ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ اِيَّاهُمْ﴾

’’جب کسی مسلمان کے تین بچے بالغ ہونے سے پہلے مر جائیں تو اللہ تعالیٰ ان بچوں پر رحم کی وجہ سے اس مسلمان کو ضرور جنت میں داخل فرمائے گا۔‘‘

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز: باب ما قیل فی اولاد المسلمین، (ح۱۳۸۱)

ایک عورت اپنا بچہ لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا:

’’اے اللہ کے رسول! اس بچے کے لیے دعا فرما دیجئے کیونکہ میں اس سے

پہلے تین بچوں کو دفن کر چکی ہوں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:

"کیا تم تین بچوں کو دفن کر چکی ہو؟" اس عورت نے جواب دیا: "جی ہاں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا: "تب تو تم نے جہنم سے ایک بہت محفوظ باڑ بنالی ہے۔" (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة: باب فضل من یموت لہ ولد فیحتسبہ، (ح ۲۶۳۶)۔

اگر کسی مسلمان کے دو بچے بھی فوت ہو جائیں تو وہ بھی نجات کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

"تم میں سے جس کے تین بچے فوت ہو جائیں، وہ (قیامت کے دن) جہنم سے رکاوٹ کا ذریعہ بن جائیں گے۔"

ایک عورت نے پوچھا:

"اگر کسی کے دو بچے فوت ہو جائیں تو کیا حکم ہے؟

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں دو بچے بھی جہنم سے رکاوٹ بن جائیں گے۔" (صحیح بخاری، کتاب الجنائز: باب فضل من مات لہ ولد فاحتسب، (ح ۱۲۴۹) صحیح مسلم، حوالہ سابق (ح ۲۶۳۳)

مگر یہ اجر و ثواب انہیں ماں باپ کے لیے ہے، جو بچوں کو فوت ہو جانے پر صبر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کے خلاف احتجاج نہیں کرتے، تقدیر کو نہیں کوستے اور شور و نوحہ اور سینہ کوبی وغیرہ نہیں کرتے، بلکہ قضا و قدر کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔

اس موقع پر یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ بچے کے انتقال پر اگر محبت آنسو بن کر بہنے لگیں، تو یہ بے صبری نہیں ہے۔ غم ناک موقع پر آنسوؤں کا بہہ نکلنا بے صبری نہیں، بلکہ محبت کی علامت اور رحمدلی کی پہچان ہے۔ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی کا بچہ عالم جاں کنی میں ہے اور صاحب زادی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چند اصحاب کے ساتھ تشریف لے گئے۔ بچے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں دے دیا گیا (یعنی گود میں لٹا

دیا گیا ہے) بچے کا سانس چل رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ ایک صحابی نے عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول! یہ کیا؟''

یعنی کیا آپ بھی صبر نہیں کر پا رہے ہیں'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یہ اللہ کی رحمت ہے جسے اللہ اپنے بندوں کے دل میں پیدا کرتا ہے اور اللہ رحم دل بندوں پر رحم فرماتا ہے۔'' (صحیح بخاری کتاب الجنائز: باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم "یعذب المیت ببعض بکاء اھلہ علیہ''، ح۱۲۸۴۔ مسلم، کتاب الجنائز: باب البکاء علی المیت، (ح۹۲۳)

اس طرح کی بہت سی احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی موت پر آنکھوں سے آنسو بہہ پڑنا بے صبری نہیں، بلکہ یہ رحمت و رافت کا فطری تقاضا اور اس کا اظہار ہے۔

بچوں سے محبت کرنا، ان کی آرزو تمنا کرنا نہ صرف جائز بلکہ محبوب و پسندیدہ ہے۔ ایسی اولاد کی تمنا کیجئے جو آپ کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک، گھرانے کے لیے عزت کا سبب اور ملک وملت کی تعمیر میں موثر رول ادا کر سکے جو آپ کے پاکیزہ مشن اور نیک مقاصد کے حصول میں مدد و معاون ثابت ہو سکے۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆

ولادت سے پہلے جہالت

لڑکی ہو یا لڑکا اللہ کی نعمت جانئے:

اللہ کریم جس کو چاہے لڑکا دے جس کو چاہے لڑکی، جس کو چاہے بچے اور بچیاں ملی جلی اولاد دے اور جس کو چاہے صرف لڑکے ہی دے لڑکی نہ دے کہ وہ ہمیشہ اس کے لئے ترستا رہے اور جس کو چاہے صرف لڑکیاں ہی دے، لڑکا نہ دے اور جس کو چاہے کچھ بھی نہ دے، یہ اس مالک الملک اور علی کل شیءٍ قدیر ذات کی مرضی ہے۔ اس کو کوئی نہیں پوچھ سکا کہ تو ایسا کیوں کرتا ہے؟ اس فعال لما یرید ذات کی رضا کے ساتھ ہی آدمی کا راضی رہنا دنیا و آخرت میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ لڑکے دے تو تب بھی اس کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اگر وہ لڑکی دے تو تب بھی اس کا شکر ادا کرے کہ دونوں ہی نعمت ہیں اور اللہ کی طرف سے ہیں۔ وہ چاہتا تو آدمی کو کچھ بھی نہ دیتا ساری زندگی گذار کر بے نام ونشان مر جاتا .... یہ اس کی قضاء وقدر کے فیصلے ہیں۔ یہ تو اسلام کی سنہری تعلیمات ہیں لیکن دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ ہمارے ہاں کلمہ گو اہل توحید بھی عموماً بچے کی آمد پر تو خوشی مناتے ہیں۔ مٹھائیاں بانٹتے ہیں، دعوتیں کرتے ہیں، خوشی سے پھولے نہیں سماتے، بڑے فخر سے لوگوں کو بتاتے ہیں۔ بچے کا نام پوچھنے اور تجویز کرنے کے بہانے لوگوں کو باتوں ہی باتوں میں باور کرواتے ہیں کہ اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ لیکن اگر بچی پیدا ہو جائے تو .... ان کو سانپ سونگھ جاتا ہے، زبانوں پر تالے، چہرے پژمردہ، افسردگی پریشانی اور ندامت ان کے چہروں سے نمایاں ہوتی ہے، غم وغصہ کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ اصل میں اسلام کی آمد سے قبل کافروں کی عادت تھی جس کا تذکرہ قرآن حکیم نے یوں کیا ہے:

﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ☆ يَتَوٰرٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾ (النحل ۱۶/۵۸۔۵۹)

”اور جب ان (مشرکین میں سے) کسی کو بیٹی کی پیدائش کی خبر دی جاتی ہے

> (تو اس کے) چہرے پر سیاہی چھا جاتی ہے اور وہ غصے کے گھونٹ پیتا ہے اور خاندان سے چھپتا پھرتا ہے، اس خبر کی بنا پر۔ اور سوچتا ہے کہ اس بچی کو گھر رکھ کر ذلّت برداشت کروں یا کہ زندہ ہی درگور کر دوں۔ خبردار! ان کے یہ کیسے بُرے فیصلے ہیں۔"

یہاں اللہ تعالیٰ نے کفارِ مکہ کی اس خصلت کو کھول کر بیان کر دیا ہے اور ان کی اس قبیح رسم کی نشاندھی کی ہے کہ بیٹی کی پیدائش پر تو ان کے چہرے اور ان کے تیور بدل جاتے اور بیٹے کی پیدائش پر وہ خوشی کا اظہار کرتے۔ ہمارے ہاں بڑے بڑے دیندار اور سلجھے ہوئے گھرانوں میں بھی بچی کی پیدائش پر گھر میں سناٹا چھا جاتا ہے گویا صف ماتم بچھ گئی ہو۔ وہ بچی کی والدہ کو طعنے اور دھمکیاں دیتے ہیں کہ اگر آئندہ تم نے بچی کو جنم دیا تو ہم تجھے طلاق دے دیں گے بلکہ بعض اوقات تو اس جرم کی پاداش میں کئی عورتوں کو طلاق بھی دے دی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ معاملہ ان کے اختیار میں نہیں ہوتا بلکہ یہ قضا وقدر کے فیصلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ یہ دورِ جاہلیت کی باقیات وعلامات ہیں کہ جن کو مسلمان کلمہ پڑھنے کے بعد اپنائے ہوئے ہیں۔

ایک واقعہ "التربیۃ" میں صاحبِ کتاب لکھتے ہیں:

ہمارے علاقے میں حمزہ نام کا ایک شخص رہتا تھا۔ شادی کے بعد اللہ کریم نے اسے ایک بچی کی نعمت سے نوازا۔ بچی کی پیدائش پر (کہ بچہ لڑکا کیوں نہ پیدا ہوا) وہ اپنی بیوی سے ناراض ہو کر اور اپنا مکان چھوڑ گیا اور کسی دوسرے مکان میں جا کر الگ تھلگ اکیلا رہنے لگا۔ وہ ایک سال تک اپنے گھر واپس نہ آیا۔ ایک سال بعد حسن اتفاق سے وہ اپنے سابقہ مکان کے پاس سے گزر رہا تھا۔ اس کی بیوی اپنی ننھی منی بچی سے پیار کر رہی تھی۔ اور گلوگیر و پر، سوز رندھی ہوئی آواز میں یہ اشعار پڑھ رہی تھی:

مَا لِاَبِیْ حَمْزَةَ لَا يَاتِيْنَ ......
يَظَلُّ فِی الْبَيْتِ الَّذِی يَلِيْنَا
غَضْبَانَ اَلَّا نَلِدُ الْبَنِيْنَا
تَا اللّٰهِ مَا ذَالِکَ فِی أَيْدِيْنَا

اِنَّمَا نَاخُذُ مَا أُعْطِيْنَا

''ابوحمزہ کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ ہمارے پاس آتے ہی نہیں، وہ ہمارے قریب ہی کے مکان میں رہ رہے ہیں، اس وجہ سے ہم سے ناراض ہیں کہ...... ہمارے ہاں بیٹا کیوں نہیں پیدا ہوا؟...... اللہ کی قسم!...... یہ ہمارے اختیار کی بات نہیں ...... ہم تو وہی لیں گی جو کچھ ہمیں (اللہ کریم کی طرف سے) عطا ہوگا۔''

اس اللہ کی بندی کے درد بھرے اور ایمان افروز کلمات جب ابوحمزہ کے کان میں پڑے تو اس کے دل کی ظلمت دور ہوگئی...... لہٰذا وہ دل ہی دل میں بہت نادم ہوا۔ اور فوراً اپنے گھر آ گیا۔ اور خوشی و محبت کے ملے جلے، جذبات سے اپنی رفیقہ حیات کے سر کو بوسہ دیا پھر اپنی بچی کو گود میں لیا، لاڈ پیار کیا اور اللہ تعالیٰ کی اس تقسیم پر رضا کا اظہار کیا۔

یہ بھی سوچ لینا چاہیے کہ اگر انسان اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہو کر اس کو تسلیم نہیں کرتا تو وہ اس تقدیر کا انکار کرتا ہے کہ جو اس کے متعلق اللہ کے ہاں لکھی ہوتی ہے۔ اور ایسے موقعوں پر ہی انسان کی مسلمانی کے معیار کا پتہ چلتا ہے۔ اس لئے کہ جب تک انسان کا قدرت کے فیصلے پر ایمان پختہ نہیں وہ ایماندار نہیں بن سکتا، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کوئی مؤمن اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک وہ...... تقدیر پر ایمان نہ رکھے۔''

اور ابن ماجہ کی ایک طویل حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر انسان کا اللہ کی تقدیر پر ایمان نہیں تو اس کی کوئی نیکی بھی قبول نہیں ہوتی۔ (ابوداؤد، کتاب السنۃ: باب فی القدر، (ح ۴۶۹۹)۔ ابن ماجہ، المقدمۃ: باب فی القدر، (ح ۷۷)۔

بچی سے نفرت اور بیزاری کا ایک مظاہرہ اس وقت بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ جب کسی گھر میں بچہ کی ولادت کا وقت قریب آتا ہے اور دائیہ زچگی کے مراحل میں مصروف ہو تو تمام گھر والوں کے کان اسی خبر سننے کے لیے منتظر ہوتے ہیں کہ ابھی کیا خبر آتی ہے۔ اگر اللہ کریم بچہ دے دے تو دائیہ پہلی نظر پڑتے ہی گھر والوں کو مبارک باد دینے کے لئے دوڑ پڑتی ہے اور اس دوران وہ زچہ بچہ کی بھی پرواہ نہیں کرتی اور فوری مطالبے شروع

کرتی ہے کہ اس خوشی کے موقع پر میں تو اتنی رقم اور فلاں فلاں اشیاء لوں گی، بس۔ اور اگر اللہ تعالیٰ بچی عطا کر دے تو...... زچگی سے فارغ ہو جانے کے بعد بھی گھر والوں کو کچھ نہیں بتاتی، اداس اور لٹکا ہوا افسردہ چہرہ لئے پھرتی ہے۔...... اور یوں اپنی حرکات وسکنات اور خستہ حالی سے گھر والوں کو معلوم کرا دیتی ہے اور ان سے ہمدردی کے اظہار کے انداز میں ایسے کلمات کہہ دیتی ہے جو کفریہ بھی ہوتے ہیں اور ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتے مثلاً: یہ سیاہ بھیڑ کہاں سے آ گئی، اس کو کسی اور گھر میں جگہ نہیں ملی، یہ چڑیل ہمارے لئے ہی رکھی ہوئی تھی، میں تو بڑی انعام واکرام کی امیدیں لے کر آئی تھی لیکن ...... وغیرہ وغیرہ۔ لوگ ایسی باتوں کو معمولی خیال کرتے ہیں لیکن ایسا رویہ اللہ کے ہاں بہت بڑا جرم ہے لہٰذا اس سے اپنے دامن کو بچا کر رکھا جائے۔ (التربیۃ، ج ۱/ ۵۳)

لڑکیاں اللہ کی رحمت

”بچیاں اللہ کی رحمت ہوتی ہیں“

یہ مقولہ صرف معاشرتی مقولہ ہی نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہے۔ یہ زندگی میں خدمت کی صورت میں اور آخرت میں اجر عظیم کی صورت میں اللہ کی رحمت ثابت ہوتی ہے۔ ایک بچی کی تربیت لڑکے کی تربیت سے زیادہ باعث اجر وثواب ہے۔ جو خوش قسمت اپنی بچیوں کی تربیت اسلامی اصولوں کے مطابق کرتا ہے وہ لڑکوں کی تربیت کرنے والے سے اللہ کا زیادہ مقرب ومحبوب بن جاتا ہے بلکہ ایسا انسان قیامت کے دن رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسایہ بنے گا۔ کسی قدر بلند وارفع اعزاز ہوگا یہ رسول رحمت کی زبان حقیقت ترجمان سے اس کی پیشین گوئی یوں ہوتی ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿مَنْ عَالَ جَار یَتَیْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ أَنَا وَھُوَ کَھَاتَیْنِ وَضَمَّ اَصَابِعَهٗ﴾

”جو باپ اپنی دو بچیوں کی تربیت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائیں، تو وہ قیامت کے دن اس طرح ہمارا ہمسایہ ہوگا جیسے میری یہ انگلیاں ہیں (پھر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیاں باہم ملا کر دکھائیں۔“ (مسلم، کتاب البر

والصلہ : باب فضل الاحسان الی البنات، (ح ۲۶۳۱)

کتنی خوش قسمتی اور خوش نصیبی ہے اس شخص کی کہ جو بچیوں کی پیدائش سے نفرت نہیں کرتا ان کو برا نہیں جانتا، ان کو بوجھ تصور نہیں کرتا، بلکہ ان سے پیار کرتا ہے، اللہ کی رحمت سمجھتا ہے اور بہترین تربیت کر کے ان کو جوان کرتا ہے...... ایسے ہی خوش نصیب کو قیامت کے دن جب پیغمبر بھی رب نفسی رب نفسی پکار رہے ہوں گے، اس وقت خاتم النبیین کی ہمسائیگی اور رفاقت نصیب ہوگی۔ یا یوں کہہ لیں کہ وہ تربیت تو اپنی اولاد کی کر رہا ہے جب کہ اجر و ثواب اور درجہ اللہ کے ہاں اس طرح حاصل کر رہا ہے کہ رسول مکرم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ اور رفاقت جنت میں حاصل کر رہا ہے۔

ایک حدیث مبارکہ میں بچیوں کی بہترین تربیت کرنے والے کو جہنم سے آزادی کا پروانہ دیا جا رہا ہے۔ چنانچہ اسی ضمن میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

﴿جَاءَ تْنِیْ اِمرَأَةٌ وَ مَعْهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْئَلُنِیْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِیْ غَیْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَاَعْطَیْتُهَا اِیَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَیْنَ ابْنَتَیْهَا وَلَمْ تَأْکُلْهَا مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِیُّ صلی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ مَنِ ابْتُلِیَ مِنْ هٰذِالْبَنَاتِ بِشَیْیٍٔ فَاَحْسَنَ اِلَیْهِنَّ کُنَّ لَهٗ سِتْرًا مَنَ النَّارِ﴾

”میرے پاس ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لے کر حاضر ہوئی اور اس نے مجھ سے (کسی چیز کا) سوال کیا۔ اس وقت میرے پاس صرف ایک کھجور ہی موجود تھی۔ میں نے وہی کھجور اس عورت کو دے دی۔ اس نے اس کھجور کے دو حصے کئے اور دونوں بچیوں میں تقسیم کر دیئے جب کہ اس کھجور سے خود کچھ نہی کھایا۔ پھر وہ چلی گئی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا ماجرہ سنایا۔ یہ واقعہ سننے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص ان بچیوں کے بارہ میں امتحان میں ڈالا گیا وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کر کے کامیاب ہو گیا۔ تو وہ بچیاں (قیامت کے دن) اس کے لئے جہنم کی آگے سے پردہ بن جائیں گی۔“ (بخاری، کتاب

الزکاۃ: باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ والقلیل من الصدقۃ (ح ۱۴۱۸)۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ: باب فضل الاحسان الی البنات، ح ۲۶۲۹۔)

بچیوں سے نفرت کرنے کی صورت اتنی ہولناک اور تکلیف دہ ہے کہ اس کے تصور ہی سے دل لرزنے لگتا ہے۔ مشرکین مکہ کے نزدیک بچی کا وجود ذلت وحقارت کا نشان تھا۔ اس کا نقشہ قرآن حکیم یوں کھینچتا ہے۔

''جب ان میں سے کسی کو لڑکی پیدا ہونے کی خبر سنائی جاتی ہے تو اس کا منہ (غم کے سبب) کالا پڑ جاتا ہے اور وہ بس خون کا سا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے، لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ اس بری خبر کے بعد لوگوں کو کیا منہ دکھائے، سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ بیٹی کو لیے رہے یا اس کو مٹی میں دبا دے؟ دیکھو کیسے برے حکم ہیں جو یہ اللہ کے بارے میں لگاتے ہیں۔'' (النحل: ۱۶/۵۸۔۵۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ جاہلیت کی آپ بیتی یوں سنائی......

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم لوگ ناواقف تھے...... ہمیں کچھ خبر نہ تھی، پتھر کے بتوں کو پوجتے تھے اور اپنی پیاری اولاد کو خود اپنے ہی ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار دیتے تھے...... یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میری ایک بہت پیاری بچی تھی...... میں جب بھی اس کو بلاتا وہ دوڑ کر میرے پاس آتی، ایک دن...... میں نے اس کو اپنے پاس بلایا تو وہ خوش خوش دوڑی میرے پاس آئی میں اس کو اپنے ساتھ لے کر چلا، میں آگے آگے تھا اور وہ میرے پیچھے پیچھے دوڑی چلی آ رہی تھی...... میرے گھر سے کچھ ہی فاصلے پر ایک گہرا کنواں تھا، جب میں اس کنویں کے پاس پہنچا تو رُکا، لڑکی بھی میرے قریب آ گئی...... پھر یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)!...... میں نے اس بچی کا ہاتھ پکڑا اور اٹھا کر اس کنویں میں پھینک دیا...... معصوم بچی کنویں میں چیختی رہی اور بڑی درد بھری آہوں میں مجھے ابا...... ابا...... کہہ کر پکارتی رہی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم......! یہی اس کی زندگی کی آخری آواز تھی۔''

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درد بھری داستان سنی تو دل بھر آیا اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ان کو برا بھلا کہا کہ تم نے خواہ مخواہ یہ دردناک آپ بیتی سنا کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ پہنچایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا: ”نہیں، ان سے کچھ نہ کہو، ان سے کچھ نہ کہو......ان پر جو مصیبت پڑی ہے یہ اس کا علاج پوچھنے آئے ہیں اور پھر انہی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا:

ہاں! ایک بار پھر تم اپنی آپ بیتی سناؤ۔“

صحابی نے دوبارہ اپنی دردناک آپ بیتی سنائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عجیب حال تھا، روتے روتے آپ کی داڑھی تر بتر ہو گئی اور پھر ان سے کہا:

”تم اسلام لے آئے تو اس کی برکت سے زمانۂ جاہلیت کے سارے گناہ معاف ہو گئے، جاؤ اور اب اچھے کام کرو۔ (تفسیر کبیر ۷/۳۲۵)

اولاد اللہ کا انعام ہے۔ لڑکی بھی اس کا انعام ہے اور لڑکا بھی، انعام پانے والے کا کام یہ ہے کہ وہ انعام کی قدر کرے اور اپنے محسن کا شکر بجا لائے۔ مؤمن کو ہرگز زیب نہیں دیتا کہ وہ مالک کے انعام کی ناقدری کرے اور ناشکری کی روش اختیار کرے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کس کو کس نعمت سے نوازے اور وہی اپنے علم اور اپنی قدرت کے تحت حکیمانہ فیصلے فرماتا رہتا ہے۔ اس کے فیصلوں پر راضی رہنا اور اس کو اپنے حق میں بہتر سمجھنا مؤمن کی شان ہے۔

﴿يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ، اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ﴾ (الشوری ۴۲/۴۹-۵۰)

”وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں ملا جلا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ (بنا کر اولاد سے محروم) کر دیتا ہے۔ بلاشبہ وہ ہر چیز سے واقف اور ہر بات پر قادر ہے۔“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو ہدایت فرمائی:

''لڑکیوں سے نفرت نہ کرو، میں خود لڑکیوں کا باپ ہوں۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس کے یہاں بچی ہوئی اور اس نے اسے (دورِ جہالت کی طرح) زندہ دفن نہیں کیا، نہ اس کو حقیر سمجھا اور نہ لڑکوں کو اس پر ترجیح دی تو ایسے شخص کو اللہ جنت میں داخل فرمائے گا۔''

(سنن ابوداوٗد، کتاب الادب: باب فی فضل من عال یتامیٰ، (ح۵۱۴۶)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرماتے ہیں:

''فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے، جو اس کو ناخوش کرے گا وہ مجھے ناخوش کرے گا۔'' (صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب قرابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، (ح۳۷۱۴)۔ مسلم کتاب فضائل الصحابۃ: باب من فضائل فاطمۃ رضی اللہ عنہا ح۲۴۴۹)۔

شادی کے بعد جب کبھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آتیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر ان کا استقبال فرماتے، ان کی پیشانی چومتے اور اپنی جگہ پر بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بٹھاتے۔'' (سنن ابوداوٗد، کتاب الادب: باب فی القیام، (ح۵۲۱۷)۔ حدیث صحیح ہے۔ صحیح سنن ابی داوٗد ج۳ ص۹۷۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے دو بیٹیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ دونوں بالغ اور جوان ہوگئیں اور اپنے گھروں کی ہوگئیں، تو روزِ قیامت وہ اس حال میں آئے گا کہ وہ اور میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ: باب فضل الاحسان الی البنات، (ح۲۶۳۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں تمہیں بہترین صدقہ کیوں نہ بتادوں وہ تمہاری بیٹی ہے جو تمہارے پاس لوٹا دی گئی ہے اور تمہارے سوا کوئی اس کو کما کر کھلانے والا نہیں (یعنی شادی ہو جانے کے بعد پھر ماں باپ کے حوالے کردی گئی۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الادب باب برالوالد والاحسان الی البنات، (ح۳۶۶۷)۔

ماحاصل یہ کہ اللہ کریم جو بھی اولاد عطا کرے خواہ بیٹا ہو یا بیٹی ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم ایمانداری سے اس پر پوری توجہ دیں نہ کہ جاہلیت کے تصورات کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیں، اور نرینہ اولاد کے حصول کی خواہش میں خالق کائنات اور آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر کے اپنی دولت ایمان کو لٹا بیٹھیں اور یوں ہم خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ کا مصداق ٹھہریں۔

بچوں کو چومنا اور پیار کرنا

اولاد کا ایک حق یہ بھی ہے آپ ان سے پیار و محبت کریں اولاد سے پیار و محبت کا ایک فطری جذبہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر ماں اور ہر باپ کے دل میں پیدا فرمایا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو سیف لوہار کے یہاں پہنچے۔ ابو سیف (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے) ابراہیم کی رضائی ماں کے شوہر تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کو گود لیا، ان کو پیار کیا اور ان کو سونگھا (یعنی ان کے چہرے پر اپنی ناک اور منہ اس طرح رکھا گویا سونگھ رہے ہوں) پھر جب اس کے بعد ہم وہاں گئے تو ابراہیم کی سانس اکھڑ چکی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو ٹپاٹپ گر رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر جناب عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا: ''آپ بھی رو رہے یا رسول اللہ'' آپ نے فرمایا: ''اے ابن عوف! یہ آنسو رحمت کی نشانی ہیں'' اور آپ کے آنسو پھر رواں ہو گئے اور آپ نے فرمایا:

''آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل دکھتا ہے اور اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے بڑے غم زدہ ہیں'' (صحیح بخاری، کتاب الجنائز: باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ''انا بک لمحزونون'' (ح۱۳۰۳)۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل: باب رحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم الصبیان والعیال، (ح۲۳۱۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے نواسے حسن بن علی کو چوما اور پیار کیا اور اس موقع پر اقرع بن حابس بھی وہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہنے لگے: ''میرے تو دس بچے ہیں، مگر میں نے تو کبھی کسی ایک بچے کو بھی پیار نہیں کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا اور پھر فرمایا:

''جو رحم نہیں کرتا اس پر اللہ بھی رحم نہیں کرتا۔ (صحیح بخاری، کتاب الادب: باب رحمۃ الود وتقبیلۃ ومعانقۃ، ح ۵۹۹۷۔ صحیح مسلم، حوالہ سابق، (ح ۲۳۱۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک بدو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا:

''کیا تم لوگ بچوں کو چومتے اور پیار کرتے ہو!؟ ہم تو بچوں کو نہیں چومتے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا:

''میں کیا کر سکتا ہوں اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحم کا مادہ نکال دیا ہے''۔

(صحیح بخاری، حوالہ سابق، ۵۹۹۸۔ صحیح مسلم، حوالہ سابق (ح ۲۳۱۷)

یعنی اپنی اولاد کو چومنا اور پیار کرنا رحم اور مہربانی کی علامت ہے، وہی لوگ اپنی اولاد کو چومتے اور پیار کرتے ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے رحم ڈالا ہے، اور اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں پر رحم فرماتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں جو دوسروں پر رحم نہیں کرتے وہ خود بھی رحم سے محروم رہتے ہیں۔

☆......☆......☆......☆......☆

اولاد جیسی عظیم نعمت اور اس کی نگہداشت کا شرعی معیار

بچے کی نگہداشت ذہنی و جسمانی صحت اور شخصیت میں توازن برقرار رکھنے کیلئے مندرجہ ذیل باتوں میں خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

یہ اصول ماں باپ دونوں کیلئے یکساں ہیں:

☆...... بچے کی صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھیں۔

☆...... بچے کا لباس ہلکا پھلکا، ڈھیلا ڈھالا، صاف اور آرام دہ ضروری ہے۔

☆...... موسم کے مطابق بچے کے لباس کا انتخاب کریں۔

☆...... ہمیشہ ہلکے رنگ پسند کریں کیونکہ جس طرح بچے نرم و نازک ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے ان کیلئے رنگ بھی نرم و ملائم ہی مناسب رہتے ہیں۔

☆...... بچے سے کبھی چیخ کر بات نہ کریں بلکہ نہایت دھیمے لہجے میں آہستہ اور آسان بات کریں۔

☆...... بچے میں احساس ذمہ داری پیدا کریں وہ اس طرح کی اس کے ذہن میں یہ بات ڈالنے کی کوشش کریں کہ وہ اپنی چیزوں کا خیال خود رکھے۔ اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے کرے۔ اس طرح اس میں لاپرواہی کی عادت کم ہوگی۔ مثلاً کھانے کا تقاضا ہے تو دستر خوان بچے سے بچھوائیں۔ کھانے کے بعد برتن اٹھانے کی اور صفائی کی ترغیب دیں۔ اس کے فوائد بیان کریں۔

☆...... بچے کے ساتھ ہمیشہ لفظ ''آپ'' کے ساتھ گفتگو کریں۔

☆...... ہر وقت کی ڈانٹ پھٹکار سے پرہیز کریں۔ اگر بچے سے کوئی غلطی ہو جائے یا کوئی قیمتی چیز ٹوٹ جائے تو بچے کو نہایت پیار سے سمجھائیں کہ وہ آئندہ اس بات کا خیال رکھے، اگر آپ مارنے یا ڈانٹنے سے کام لیں تو آپ کا نقصان تو ہرگز پورا نہ ہوگا بلکہ بچے کو ذہن میں آپ کے خلاف نفرت پیدا ہو جائے گی۔

☆...... بچے کو ہمیشہ مارنے یا ڈانٹنے سے گریز کریں کیونکہ جب آپ بچے کو ڈانٹیں گے تو ممکن یہ ڈانٹ سنا اپنی عادت بنالے اور جب آپ مار کا حربہ استعمال

کریں گی تو آپ کا بچہ ڈھیٹ ہو جائے گا۔ ڈھیٹ ہونے کے ساتھ ساتھ نڈر بھی ہو جائے گا۔

☆......بچے کی ہر خواہش کو ہرگز پورا نہ کریں۔ اس طرح بچہ خودسر ہو جاتا ہے۔

☆......آپ کا بچہ جو بات آپ سے کہنا چاہتا ہے۔ اس کی بات بھرپور توجہ سے سنیں تاکہ جواباً وہ بھی آپ کی بات توجہ سے سن سکے۔

☆......بچے میں خود اعتمادی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

☆......ہلکی پھلکی تقریبات میں بچوں کو بھی شامل کریں۔ اس طرح ان کی شخصیت میں اعتماد پیدا ہو گا۔

☆......بچے کو روزانہ کے کاموں کے اوقات کا عادی بنائیں۔ مثلاً وقت پر سونا، جاگنا، کھانا، پڑھنا، کھیلنا وغیرہ

☆......بچے کو سمجھائیں کہ لباس تبدیل کر کے کپڑے مخصوص جگہ پر رکھے یہ نہ ہو کہ پورے کمرے میں کپڑے پھیلاتا پھرے، موزے اپنی جگہ پر ڈالے اور جوتے اپنی جگہ پر رکھے۔

☆......اپنے اور بچے کے درمیان ذہنی فاصلہ نہ رکھیں بلکہ دوستانہ رویہ رکھیں۔

☆......بچوں کو دوسروں کی ماجودگی بالخصوص اس کے ہم عمر دوستوں کے سامنے کسی بات پر نہ ڈانٹیں اور نہ ہی اس کی غلطیاں گنوائیں۔ اس طرح آپ کے بچے کی عزت نفس مجروح ہو سکتی ہے۔

☆......بچے کے ساتھ ہمیشہ سچ بولیں بلکہ اسے سچ اور جھوٹ کی تمیز کروائیں۔

☆......سات سال کے بعد بچوں کو اپنے کمرے میں نہ سلائیں۔ بچوں کے درمیان برابری روا رکھیں۔

جتنی باتیں لکھی جا چکی ہیں۔ سب کی اہمیت وافادیت اپنی جگہ پر ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اس بات کو ہرگز نہیں بھولنا چاہیے کہ بچے کی ذہنی وجسمانی نگہداشت کے ساتھ ساتھ مذہبی رجحان کا ہونا بہت ضروری ہے۔ بچے کے شعور میں اس بات کو بٹھانے کی کوشش کریں کہ اس کا مذہب اس کو کیا تعلیم دیتا ہے۔ عمر کے مطابق شروع ہی سے بچے

میں نماز پنجگانہ کی پابندی اور تلاوت قرآن پاک کی عادت ڈالیں۔ بچے کی صحیح تربیت ہی آپ کے لئے صدقہ جاریہ کا باعث بن سکتی ہے۔

☆......☆......☆......☆......☆

بچوں کو ٹی وی سے دور رکھیں

بچوں میں ٹیلی ویژن کا شوق بڑھتا جا رہا ہے۔ بچوں کو ٹیلیویژن اور ڈش کی وبا سے کیسے بچایا جائے؟ کیونکہ یہ چیز بچوں کیلئے ناقابل تلافی نقصانات کا پیش خیمہ ثابت ہو رہی ہے۔ مثلاً بچوں کی پڑھائی میں عدم دلچسپی، وقت کا زیاں، بچوں کی آنکھوں پر ٹیلیویژن سے نکلنے والی برقی شعاعوں کے مضر اثرات اور سب سے بڑھ کر آخرت کا نقصان، بے ہنگم جنسی خیالات، بدزبانی، اخلاقی برائیاں وغیرہ وغیرہ۔ بعض بچے تو اتنی دلچسپی سے کہ جسے ریاضت کہنا چاہیے اور اتنے قریب سے ٹیلی ویژن دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں کہ ان کی گردن کے پٹھے متاثر ہو جاتے ہیں۔ ایسے بچوں کیلئے ٹیلی ویژن ایک نشے کا سا اثر رکھتا ہے، ایسا نشہ جسے چھڑانا والدین کیلئے دن رات کی پریشانی بن جاتا ہے۔

ٹیلی ویژن کو تفریح اور معلومات کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے مگر اصل میں یہ ذہنی آلودگی پھیلانے کا باعث بن گیا ہے، دنیا بھر کے والدین کو اب یہ فکر لاحق ہو چکی ہے کہ بچوں کو ٹیلی ویژن کے مضر اثرات سے کیسے بچایا جائے مگر ہم مسلمان شاید اب بھی اپنی اور بچوں کی اصلاح کیلئے اور علاج کیلئے فواحش کے اسی ملغوبہ سے کوئی جڑی بوٹی ڈھونڈ رہے ہیں۔ جب کہ حال یہ ہو چکا ہے کہ اب تو اس کی مضرتوں بلکہ فتنہ سامانیوں سے وہ ملک بھی پناہ مانگ رہے ہیں جنہوں نے اس فتہ گر کو وجود اور رواج بخشا ہے۔ خدا جانے ہم کب تک ان کا تھوکا ہوا چاٹیں گے اور اسی میں شفا سمجھیں گے۔

میر سادہ ہیں بہت بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لڑکے سے دوا لیتے ہیں

آیئے آج سے عزم کر لیں کہ اپنے گھر میں ٹی وی (جو دنیا اور آخرت کی خرابیوں کا باعث بنتا ہے) نہیں دیکھیں گے۔ اپنے اور تمام نونہالوں کو ٹی وی سے بچائیں گے۔

اولاد جیسی عظیم نعمت کی تعلیم وتربیت میں ماؤں کا کردار

خواتین اسلام نے ملکۃ البیت اور راعیۃ الدار بن کر اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت میں پوری دلچسپی لی ہے اور اپنی بہترین کوشش ومحنت سے اپنے بچوں کو دینی علوم میں امامت وسیادت کا وارث بنایا ہے، ذیل کے چند واقعات سے اس کا اندازہ ہوسکتا ہے، آج کی ماؤں کے لیے ان واقعات میں بڑی عبرت ہے۔۔۔

موقع کی مناسبت سے ایک واقعہ قابل ذکر ہے، امام یزید بن ہارون واسطی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۲۰۶ھ تبع تابعین میں بڑے مقام ومرتبہ کے مالک ہیں۔ وہ اپنی طالب علمی کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں طلب علم میں کئی سال تک اپنے اہل وعیال سے دور رہا، بغداد پہنچا تو معلوم ہوا کہ مقام عسکر میں ایک تابعی عالم ہیں، میں ان کی خدمت میں گیا اور حدیث بیان کرنے کی گذارش کی تو انہوں نے ایک حدیث بیان کی۔

حدثني انس بن مالك رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من ابتلاه الله ببلاء فليصبر ، ثم ليصبر ، ثم ليصبر .

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کو اللہ تعالیٰ کسی مصیبت میں مبتلا کرے تو اس کو صبر کرنا چاہیے پھر صبر کرنا چاہیے، پھر صبر کرنا چاہیے۔

شیخ نے یہ حدیث بیان کر کے کہا کہ اس کے علاوہ اور کوئی حدیث نہیں بیان کروں گا ، اس کے بعد میں اپنے وطن واسط چلا آیا، رات گئے گھر پہنچا اور گھر والوں کی نیند میں خلل کے خیال سے دروازہ نہیں کھٹکھٹایا اور کسی طرح کھول کر اندر گیا، میری بیوی چھت پر سوئی تھی، میں نے اوپر جا کر دیکھا کہ بیوی سوئی ہوئی ہے اور اس کی بغل میں ایک نوجوان بھی سویا ہے، میں نے پتھر اٹھا کر اس کو مارنا چاہا، مگر عسکر کے شیخ کے حدیث یاد آگئی اور رک گیا۔ اسی طرح دو تین بار پتھر اٹھایا اور رک گیا۔ اسی درمیان میری بیوی کی آنکھ کھل گئی اور مجھے دیکھ کر اس جوان کو جگایا اور کہا کہ اٹھو اپنے باپ سے ملو، اور لڑکے نے اٹھ کر میری پذیرائی کی جس وقت میں طلب علم کے سفر میں نکلا، میری بیوی حمل سے تھی۔ اس وقت مجھے

معلوم ہوا کہ یہ اس حدیث پر عمل کی برکت ہے۔ (آثار البلاد واخبار العباد ص ۴۸۰)

والدہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

امام دار الہجرت حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا نام عالیہ بنت شریک بن عبدالرحمٰن بن شریک ازدی ہے۔ (جمہرۃ انساب العرب ص ۴۳۶)

بڑی عاقلہ فاضلہ خاتون تھیں، انہوں نے اپنے بیٹے مالک رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ کی۔ امام صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی ماں سے کہا کہ میں علم دین حاصل کروں گا تو کہا کہ آؤ میں تم کو علماء کا لباس پہنادوں، پھر مجھ کو انگلے کپڑے پہنائے میرے سر پر طویلہ (سیاہ لمبی ٹوپی) رکھی، اس کے اوپر عمامہ باندھا اور کہا کہ

اذهب الى ربيعة فتعلم من ادبه قبل علمه

ربیعہ رائی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں جاؤ اور ان کے علم سے پہلے ان کے اخلاق وآداب سیکھو۔

ایک روایت میں ہے کہ ماں نے کہا:

اذهب فاكتب الان

اب جاؤ حدیث لکھو، پڑھو (ترتیب المدارک ص ۱/۱۱۹)

اس وقت امام ربیعہ رائی رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ درس مسجد نبوی میں قائم ہوتا تھا اور مدینہ کے اعیان واشراف ان کے حلقہ میں جمع ہوتے تھے، وہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے شیخ اور استاد ہیں، والدہ کی نگاہ انتخاب ان پر پڑی، اور لڑکا ان کی مجلس سے امام اسلام بن کر اٹھا۔

والدہ امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سفیان بن عیینہ ہلالی رحمۃ اللہ علیہ جلیل تبع تابعی عالم اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں، ان کا قول ہے کہ اگر مالک رحمۃ اللہ علیہ وسفیان رحمۃ اللہ علیہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم ختم ہو گیا ہوتا، ان کی والدہ ماجدہ نے ان کو علم دین کی تعلیم جس انداز سے دلائی وہ مسلمان ماؤں کے لیے باعث عبرت ہے، وکیع بن جراح امام ابن

عیینہ کے شاگرد ہیں ان کا بیان ہے کہ سفیان کی والدہ نے ان سے کہا:

یابنی اطلب العلم ، وانا اکفیک من مغزلی ، یابنی اذا کتبت عشرۃ احادیث فانظر ھل تریٰ فی نفسک زیادۃ فی مشیتک و حالک وقارک ، فان لم ترفا علم انہ یضرک ولا ینفعک

(تاریخ جرجان سہمی ص ۴۴۹)

پیارے بیٹے، تم علم حاصل کرو، میں کتائی کر کے تمہاری ضرورت پوری کروں گی، بیٹے جب تم دس حدیث لکھ لو پڑھ لو تو اپنے بارے میں غور کرو اور دیکھو کہ چال چلن، تحمل اور وقار میں اضافہ ہوا ہے یا نہیں؟ اگر یہ باتیں نہ دیکھو تو سمجھ لو کہ یہ علم تمہارے حق میں مضر ہے، نافع نہیں ہے۔

والدہ کی خصوصی توجہ اور نصیحت کے مطابق امام ابن عیینہ نے ۸۷ سے زائد علماء تابعین سے حدیث کی روایت کی اور ان کا شمار حکمائے حدیث میں ہوا اور خلق اللہ نے ان سے علم دین حاصل کیا۔

امام ابن عیینہ اپنی مجلس میں طلبہ کے سامنے بیان کرتے تھے کہ جس وقت میں ابن شہاب زہری کی مجلس میں گیا میرے کان میں بندے تھے، سر پر چوٹیاں تھیں، زہری نے مجھے آتا ہوا دیکھ کر کہا، واسنینہ، واسنینہ، یہاں بیٹھو، یہاں بیٹھو۔ میں نے اس سے چھوٹا طالب علم نہیں دیکھا۔

نضر ہلالی کا بیان ہے کہ میں سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس درس میں تھا ایک بچہ آیا جس کو اہل مجلس حقارت سے دیکھنے لگے، ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا کہ پہلے تم لوگ بھی ایسے ہی تھے، اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا، پھر میری طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے نضر! اگر تم مجھے اس وقت دیکھتے تو تعجب کرتے، جب میری عمر دس سال کی تھی، میری لمبائی پانچ بالشت تھی، میرا چہرہ دینار کی طرح تھا اور میں خود شعلہء نار کی طرح تھا۔ میرے کپڑے اٹنگے، میری آستین چھوٹی، میرا دامن مناسب مقدار میں، میرا جوتا چوہے کے کان کے مانند تھا اور میں مختلف شہروں کے علماء جیسے ابن شہاب زہری اور عمرو بن دینار کی مجلس میں آتا جاتا تھا، اور ان کے حلقہ درس میں کھونٹی کی طرح بیٹھتا تھا، میری دولت

اخروٹ کی طرح میرا قلم دان موزے کے مانند، اور میرا قلم پستہ جیسا ہوتا تھا، جب میں مجلس میں جاتا تو اہل مجلس کہتے کہ چھوٹے شیخ کے لیے جگہ خالی کرو۔ (الکفایہ ص: ۶۰۔۶۱)

والدہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الاسلام امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا نام عبدالرحمٰن بن عمرو بن محمد بن محمد اوزاعی ہے، ان کا فقہی مسلک تیسری صدی تک جاری رہا، اسی ہزار مسائل کے جوابات زبانی دیے، عالم ربانی تھے اور یہ سب ان کی والدہ ماجدہ کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا، یتیم تھے، ماں نے ان کی پرورش کی، اور شیخ الاسلام کے مرتبہ کو پہنچایا، ان کے حال میں لکھا ہے کہ

> **ولد ببعلبک وربی یتیما فقیراً فی حجر امه تعجز الملوک ان تؤدب اولادها فی نفسه** (تذکرۃ الحفاظ ص۱۶۹/ج۱)
>
> بعلبک میں پیدا ہوئے اپنی ماں کی گود میں یتیمی میں پرورش پائی اور جیسا ادب ماں نے سکھایا سلطان اپنی اولاد کو ویسا ادب سکھانے سے عاجز ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ امام اوزاعی بعلبک میں پیدا ہوئے، مقام کرک میں نشو و نما پائی، اس کے بعد ان کی والدہ ان کو بیروت لے گئیں اور وہیں انتقال فرمایا۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے مناقب و فضائل ہیں۔

والدہ امام ابن علیہ رحمۃ اللہ علیہ

ریحانۃ الفقہاء والمحدثین امام اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم بصری رحمۃ اللہ علیہ اپنی ماں کی نسبت سے ابن علیہ کی کنیت سے مشہور ہیں، ان کے دادا مقسیم سندھ کے علاقہ قیقان (گیگلان قلات) کے قیدی بن کر عبدالرحمٰن بن اسدی قطبہ اسدی کے غلام ہوئے اور والد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کوفہ میں کپڑے کی تجارت کرتے تھے اسی سلسلہ میں وہ بصرہ آتے جاتے تھے وہیں بصرہ میں علیہ بنت حسان سے شادی کر لی جو بنی شیبان کی باندی تھیں اس کے بارے میں ابن سعد طبقات کبریٰ میں لکھتے ہیں کہ:

> **وکانت امرأة نبیلةً عاقلةً برزة لها دار بالعوقة تعرف بها وکان صالح المری وغیره من وجوه البصرة و فقهاء ها یدخلون**

علیها فتبرز لهم وتحادنهم و تسائلهم

وہ بڑی محترم، عقل مند، ممتاز عورت تھی۔ بصرہ کے محلہ عوقہ میں اس کا مکان اس کے نام سے مشہور تھا اور حضرت صالح مری اور بصرہ کے اعیان واشراف اور فقہاء اس کے یہاں جایا کرتے تھے اور وہ نکل کر ان سے دینی و علمی مسائل میں گفتگو کرتی تھی۔

اس عالمہ فاضلہ ماں کے بطن سے ۱۱۰ھ میں امام اسماعیل بصری رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے جس نے ان کو اپنی پرورش اور تعلیم وتربیت سے فقہاء ومحدثین کا صدر نشین بنایا۔ مشہور محدث عبدالوارث کا بیان ہے کہ علیہ بنت حسن اپنے لڑکے اسمٰعیل کو میرے پاس لائی۔ یہ بصرہ کا حسین ترین لڑکا تھا، اور کہا کہ:

هذا بني يكون معك و ياخذ باخلاقك

یہ میرا بیٹا آپ کے پاس رہے گا، اور آپ سے اخلاق سیکھے گا۔

میں اس لڑکے کو اپنے ساتھ رکھتا تھا اور جب اہل علم کی مجلس کے پاس سے گذرتا تو اس کو پہلے بھیج دیتا۔ اس کے بعد میں مجلس کے شیخ کے پاس جاتا تھا۔

امام عبدالوارث رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگرد کی تعلیم وتربیت اس طور سے کی کہ اہل علم کی نظر میں شاگرد استاد سے بڑھ گیا۔

مشہور محدث امام ابراہیم حربی کا بیان ہے۔

فخرج ابن علية واهل البصرة لايشكون أنه أثبت من عبدالوارث

(تاریخ بغداد ص ۲۳۱، ج ۱۱)

جب ابن علیہ اپنے شیخ عبدالوارث رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس سے نکلے تو اہل بصرہ شک نہیں کرتے تھے کہ وہ علم حدیث میں عبدالوارث سے زیادہ ثقہ ہیں۔

جس معاشرہ میں غلام اور باندی تک علم دین کا اتنا بلند ذوق رکھتے ہوں اس میں علمی و دینی زندگی کس قدر بلند رہی ہوگی، امام اسماعیل بن علیہ تین بھائی تھیں۔ اسماعیل، حماد، محمد اور تینوں اپنی ماں کی نسبت سے ابن علیہ کے نام سے مشہور تھے بلکہ ان کی اولاد بھی اسی نام اور کنیت سے مشہور تھی تینوں بھائی اپنے زمانہ کے مشاہیر علماء وفضلاء میں

تھے اور ماں کی زیر تربیت سب اعلیٰ مرتبہ کو پہنچے۔

والدہ امام شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ

امام شعبہ بن حجاج واسطی بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک اور حضرت عمر بن سلمہ رضی اللہ عنہ عنہما کی زیارت کا شرف پایا ہے اور چار سو تابعین سے حدیث کی روایت کی ہے ان کی والدہ محترمہ عالمہ فاصلہ تھیں اور اپنے بیٹے کی تعلیم پر خصوصی نظر رکھتی تھیں، امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے۔

قالت لی أمی ھاھنا امرأۃ تحدث عن عائشۃ فاذھب فاسمع منھا

میری ماں نے بتایا کہ یہاں تک ایک عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث کی روایت کرتی ہے تم جا کر اس سے حدیث سن لو۔

اور والدہ کی ہدایت کے مطابق میں نے اس عورت کے یہاں جا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیثیں سنیں اور والدہ کو بتایا کہ میں نے اس عورت کے یہاں جا کر احادیث کا سماع کر لیا۔ تو انہوں نے کہا کہ **لا یسألک اللہ** یعنی اللہ تعالیٰ اب تم سے علم دین میں کوتاہی کا سوال نہیں کرے گا۔ (طبقات ابن سعد ص ۲۸۱ ج ۷)

جس بیٹے کی ماں علم حدیث میں اتنی وسیع نظر رکھتی ہو اس کا بیٹا کیوں نہ امامت کے درجہ کو پہنچے گا، بقول امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ شعبہ رجال کے علم اور حدیث کی بصیرت میں امت وحدہٗ اور بقول سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ امیر المؤمنین فی الحدیث تھے۔

والدہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد بن ادریس بن عباس ہے، والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابو طالب ہے، ان کا بیان ہے کہ جس زمانہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ شکم مادر میں تھے، میں نے خواب دیکھا کہ مشتری ستارہ میرے جسم سے نکلا اور مصر میں گر گیا جس کی روشنی ہر شہر میں پہنچی، اس کی

تعبیر بیان کی گئی کہ ان کے بطن سے ایسا عالم پیدا ہوگا جس کا علم مصر سے تمام شہروں میں عام ہوگا۔ (تاریخ بغداد ص ۵۸ ج ۲)

امام صاحب یتیم تھے ان کے والد کا انتقال پیدائش سے پہلے یا بعد میں ہوا، اور ان کی والدہ نے پرورش اور تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا۔ امام صاحب کا بیان ہے کہ میں یتیم تھا، والدہ میری کفالت کرتی تھیں۔

میں ۱۵۰ھ میں ملک شام کے شہر غزہ میں پیدا ہوا، دو سال کی عمر میں مکہ لایا گیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ میں عسقلان میں پیدا ہوا، میری والدہ مجھ کو مکہ لائیں، میری والدہ کے پاس رقم نہیں تھی اور مکہ میں مکتب کے معلم کی خدمت نہیں کر سکتا تھا، اس کی عدم موجودگی میں بچوں کو سبق پڑھا دیتا تھا اور وہ مجھے مفت تعلیم دینے پر راضی ہوگیا۔ میں علماء کی مجلس میں احادیث اور مسائل سن کر یاد کر لیتا تھا۔ میری ماں کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ کاغذ پر لکھ سکوں، ادھر اُدھر سے ہڈیاں، ٹھیکرے اور کھجور کے پتے چن کر ان ہی پر احادیث وغیرہ لکھ لیا کرتا تھا، یمن کا سفر درپیش ہوا، تو میری ماں کے پاس اتنی رقم نہیں تھی کہ سفر کی تیاری کروں اور کپڑے وغیرہ بنواؤں، اس لیے ماں کی ایک چادر سولہ دینار میں رہن رکھ کر سامان سفر مہیا کیا۔ (مختصر سوانح ائمہ اربعہ)

والدہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام احمد بن حنبل شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا نام صفیہ بنت میمونہ عبدالملک شیبانی تھا، امام صاحب تین سال کی عمر میں یتیم ہو گئے تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد اور دادا کو نہیں دیکھا، میری والدہ نے میری پرورش کی۔

امام صاحب کی والدہ نے اپنے یتیم بچے کو بڑے اہتمام اور پیار محبت سے تعلیم و تربیت دی حتیٰ کہ اس زمانہ کے امراء اس پر رشک کرنے لگے، ابوسراج کا بیان ہے کہ میرے والد احمد بن حنبل کے حسن سیرت و شرافت کو دیکھ کر تعجب کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ میں اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر کافی دولت خرچ کرتا ہوں، ان کے لیے معلم و مؤدب کا انتظام کرتا ہوں تاکہ وہ ادب سیکھیں۔ مگر نامراد ہو رہا ہوں، اور یہ احمد بن

حنبل یتیم لڑکا ہے، دیکھو ایسا اچھا چل رہا ہے۔

امام صاحبؒ کی والدہ جب تک زندہ رہیں اپنے بیٹے کی ہر طرح خبر گیری کرتی رہیں اور ان کی شفقت و محبت ہر حال میں ان کے شامل حال رہی، ۱۸۶ھ میں جب کہ امام صاحب کی عمر بائیس سال کی تھی، دریائے دجلہ میں زبردست سیلاب آیا، ان ہی ایام میں ملک رے کے محدث جریر بن عبدالحمید بغداد آئے امام صاحب کے ساتھی اس سیلاب میں تحصیل حدیث کے لیے ان کے پاس گئے مگر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ماں نے جانے کی اجازت نہیں دی تو نہیں جا سکے۔

اسی طرح جب امام صاحب صبح کو اندھیرے میں کسی محدث کی مجلس میں جانا چاہتے تو والدہ غایت شفقت و محبت سے روک دیتی تھیں۔ امام صاحب کا بیان ہے کہ بسا اوقات میں منہ اندھیرے حدیث کی تعلیم کے لیے نکلنا چاہتا تھا تو میری والدہ میرے کپڑے پکڑ کر کہتی تھی کہ صبح ہونے دو، اس کے باوجود میں اندھیرے میں ہی ابوبکر بن عیاش کی مجلس درس میں پہنچ جاتا تھا۔ (مناقب الامام احمد رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۴، وص ۲۸)

امام صاحب بھی اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ نہایت ادب و احترام و سعادت مندی سے پیش آتے تھے۔

ایک مرتبہ امام صاحب کی والدہ کے پاس کپڑے نہیں تھے اسی زمانہ میں زکوٰۃ کی رقم آئی تو یہ کہہ کر واپس کر دی کہ لوگوں کے مال کے میل کچیل سے عریانی بہتر ہے، کچھ دن یہاں رہ کر کوچ کرنا ہے۔ (طبقات کبریٰ، شعرانی ص ۱۷۱، ص ج ۱۷)

والدہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الاسلام والمسلمین امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ یتیم تھے، والدہ ماجدہ نے ان کی تعلیم و تربیت پر پوری توجہ دی اور بچپن ہی میں ان کو تحصیل علم کا شوق دلایا، ان کی ولادت ۱۹۴ھ میں ہوئی اور گیارہ بارہ سال کی عمر میں حدیث کا پہلا سماع ۲۰۵ھ میں کیا اور بچپن ہی میں حضرت عبداللہ بن مبارک کی کتابیں زبانی یاد کر لیں اور اپنے شہر کے محدثین سلام محمد بن عبداللہ مسندی، محمد بن یوسف بیکندی سے حدیث کی روایات کی

اور ستر ہزار احادیث یاد کر لیں، سلیم بن مجاہد کا بیان ہے کہ ایک دن میں محمد بن سلام کی مجلس درس میں ذرا دیر سے پہنچا تو انہوں نے کہا کہ اگر تم پہلے آجاتے تو ایک بچے کو دیکھتے جو ستر ہزار احادیث زبانی یاد رکھتا ہے اس کے بعد میں نے محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے مل کر پوچھا کہ تم ہی کہتے ہو کہ مجھے ستر ہزار حدیثیں یاد ہیں، انہوں نے کہا کہ ہاں، بلکہ اس سے زیادہ۔ (طبقات الشافعیۃ الکبری ص ۲۱۸، ج ۲)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے شہر کے علماء و محدثین سے تحصیل علم کے بعد اپنی والدہ اور بہن کے ساتھ علمی سفر پر نکلے۔ امام ذہبی نے لکھا ہے:

ونشأ یتیماً ورحل مع امه واخته عشر و مائتین بعد ان سمع روایات بلده (تذکرۃ الحفاظ ص ۱۲۳، ج ۲)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بحالت یتیمی نشو و نما پائی اور ۲۱۰ھ میں اپنے شہر کی احادیث پڑھنے کے بعد اپنی ماں اور بہن کے ساتھ علمی سفر پر نکلے۔

اس وقت امام صاحب کی عمر پندرہ سولہ سال کی تھی، اور اٹھارہ سال کی عمر میں التاریخ الکبیر تصنیف فرمائی، ان کا بیان ہے کہ جب میں اٹھارھویں سال میں داخل ہوا تو صحابہ اور تابعین کے قضایا و اقوال کی تدوین کرنے لگا، اسی زمانہ میں کتاب التاریخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس چاندنی راتوں میں تصنیف کی۔

(تاریخ بغداد ص: ۳۰، ج ۲ و ابن خلکان ص ۲۸ ج ۲)

ایک روایت میں ہے کہ امام صاحب نے اپنی والدہ اور بڑے بھائی احمد کے ساتھ حج کیا، حج کے بعد بھائی وطن چلے گئے اور امام صاحب تحصیل علم کرنے لگے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں الجامع الصحیح اور التاریخ الکبیر شاہکار ہیں اور صحیح بخاری تو اصح الکتب بعد کتاب اللہ مانی گئی ہے اور یہ ان کی والدہ ماجدہ کی توجہ کا فیض ہے کہ ان کا یتیم لڑکا امیر المؤمنین فی الحدیث کے مرتبہ کو پہنچا۔

والدہ امام الاوقص رحمۃ اللہ علیہ

قاضی مکہ حضرت محمد بن عبدالرحمٰن الاوقص کا واقعہ عجیب ہے، ان کی گردن ان کے

بدن میں گھسی ہوئی تھی، اور دونوں مونڈھے نکلے ہوئے تھے، قد پست تھا شکل وصورت بھی کچھ ایسی ہی تھی ان کی والدہ بڑی عاقلہ فاضلہ تھیں، اپنے اس لڑکے کے بارے میں ان کو بڑی فکر رہا کرتی تھی، ایک مرتبہ انہوں نے کہا کہ:

یا بنی لاتکون فی قوم الا کنت المضحوک منه المسخور به فعلیک بطلب العلم فانه یرفعک

اے بیٹے! تم جس جماعت میں جاؤ گے لوگ تم سے ہنسی مذاق کریں گے اس لیے تم علم حاصل کرو، وہ تم کو سربلند کرے گا۔

دوسری روایت میں امام اوقص کا بیان ہے کہ:

فقالت لی أمی و کانت عاقلة یابنی انک خلقت خلقه لا تصلح لمباشرة الفتیان فعلیک بالدین فانه یتم النقیصة ویرفع الخسیسة فنفعنی اللّٰه بقولها وتعلمت الفقه فصرت قاضیاً

میری ماں سمجھ دار تھیں، اس نے کہا کہ بیٹے! تمہاری خلقت ایسی ہے کہ جوانوں میں تم نبھ نہیں سکتے ہو اس لیے علم دین حاصل کرو، وہ کمی کو پورا کردیگا اور حقارت کو ختم کردیگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بات سے مجھے نفع پہنچایا، میں نے فقہ اور دین کا علم حاصل کیا اور قاضی بن گیا۔

امام اوقص بیس سال تک مکہ مکرمہ میں قاضی رہے، ان کے رعب وداب کا یہ علم تھا کہ فیصلہ چاہنے والا ان کے سامنے کانپتا تھا، ایک مرتبہ وہ دعا کررہے تھے اور کہتے تھے: اللّٰھم اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّار (اے اللہ میری گردن کو نارِ جہنم سے بچا) ایک منچلی عورت یہ جملہ سن کر بولی، یا ابن أخی، فای رقبةٍ لک؟ (اے بھتیجے! تیری گردن ہی کہاں ہے) (الفقیہ والمتفقہ ص۳۲ ج۱)

والدہ امام عمر بن ہارون بلخی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوحفص عمر بن ہارون بلخی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور میں خراسان کے مشاہیر علماء محدثین میں سے تھے، علوم دین کے مخزن تھے، ان کی والدہ لکھی پڑھی خاتون تھیں اور

اپنے لڑکے کے علمی مشاغل میں ہاتھ بٹاتی تھیں۔ ایک عالم ابوغسان بیان کرتے ہیں:

بلغنی أن أمه کانت فتعینه علی الکتاب (تذکرۃ الحفاظ ص۳۱۱ ص۱)

مجھے معلوم ہوا کہ ان کی والدہ حدیث لکھنے میں ان کی مدد کرتی تھیں۔

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن جریج، امام شعبہ بن حجاج، امام سفیان ثوری وغیرہ سے حدیث کی روایت کی ہے، ان کے تلامذہ میں امام احمد بن حنبل، امام بخاری کے والد اسماعیل بن ابراہیم جیسے حضرات ہیں۔

والدہ امام زین الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

امام زین الدین علی بن ابراہیم دمشقی مصری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ بڑی عالمہ، فاضلہ تھیں، ان کے والد کی تفسیر الجواہر جو تیس جلدوں میں تھی، ان کو زبانی یاد تھی اور وہ اپنے لڑکے زین الدین کی تعلیم پر بڑی توجہ کرتی تھیں اور جب وہ تفسیر پڑھ کر آتے تو پوچھا کرتی تھیں کہ آج کیا پڑھا ہے؟ پھر مزید باتیں بتاتی تھیں اور ان کو دعا دیتی تھیں، جس سے زین الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بڑا فیض پہنچا، ایک عالم ناصح الدین کا قول ہے:

زین الدین سعد بدعاء والدته کانت صالحة حافظة تعرف التفسیر (طبقات الحنابلہ ص۴۴۰، ج۱، طبقات المفسرین ص۲۶۲ ج۱)

زین الدین اپنی والدہ کی دعا سے فیضیاب ہوئے۔ وہ نیک، حافظ قرآن اور تفسیر کی عالمہ تھیں۔

زین الدین اپنی والدہ کی دعا اور توجہ سے فقہ و تفسیر کے زبردست عالم اور واعظ تھے۔

والدہ امام حجاج بن یوسف بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابواحمد حجاج بن یوسف بن حجاج بغدادی رحمۃ اللہ علیہ حجاج ابن الشاعر کے نام سے مشہور ہیں، حافظ حدیث، مامون ثقہ اور اپنے زمانہ کے یکتا محدث تھے اور یہ مقام ان کو اپنی والدہ کی توجہ و تعاون سے ملا، ان کا بیان ہے:

جمعت لی أمی مائة رغیف فجعلتها فی جراب و انحدرت الی

شبابة فأقمت مائة يوم ببابه أجي بالرغيف فاغمسه في دجلة و اكله فلما نفدت خرجت (تذکرۃ الحفاظ ص ۱۱۸، ج ۲)

میری والدہ نے ایک سو روٹی کا انتظام کیا جن کو میں نے ایک تھیلے میں رکھا اور بغداد جا کر امام شبابہ کی خدمت میں سو دن رہا، روزانہ ایک روٹی دریائے دجلہ میں بھگو کر کھاتا تھا، جب روٹیاں ختم ہوگئیں تو وہاں سے چلا آیا۔

ان کے شیوخ میں امام ابوداؤد طیالسی، امام یعقوب بن ابراہیم، امام حجاج الاعور اور امام شبابہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں اور امام ابوداؤد سجستانی، امام مسلم، امام بقی بن مخلد اور امام عبدالرحمٰن بن ابوحاتم وغیرہ نے ان سے حدیث کی تعلیم حاصل کی ہے۔

والدہ امام ابراہیم حربی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابواسحاق ابراہیم بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ حربی بغدادی متوفی ۲۸۵ھ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر اور علم وعمل، زہد وتقویٰ میں ان ہی کے مانند تھے، بڑے مقام ومرتبہ کے بزرگ تھے۔ ان کا بیان ہے کہ ”میں روزانہ عشاء کے وقت گھر آتا تھا اور میری والدہ میرے لیے بادنجان بھون کر یا قہوہ کا چاٹ، یا مولی کا سالن تیار رکھتی تھی جس کو میں کھالیتا تھا، میں بڑی فقر وفاقہ اور تنگ دستی کی زندگی بسر کرتا تھا، مگر کبھی اپنی والدہ، بھائی بہن اور بیوی سے اس کی شکایت نہیں کی۔ مرد وہ ہے جو اپنا غم خود اٹھائے اور اہل وعیال کو غمگین نہ کرے۔“ (المنتظم ص۴ ج۶)

والدہ ابوجعفر بن بسطام رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ المقتدر باللہ کے وزیر ابوالحسن بن فرات نے ایک مرتبہ شیخ ابوجعفر بن بسطام رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یہ تمہاری روٹی کا کیا قصہ ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ اس کا واقعہ یہ ہے کہ میری والدہ نہایت نیک سن رسیدہ عورت تھیں، میری پیدائش کے وقت ہی سے اس کی عادت ہوگئی تھی کہ جس بستر میں سوتا تھا ہر رات اس کے نیچے ایک روٹی رکھ دیا کرتی تھی اور صبح میری طرف سے اس روٹی کا صدقہ کر دیا کرتی تھی اور میں بھی اب تک ایسا ہی کر رہا ہوں۔ یہ سن کر وزیر ابن الفرات نے کہا کہ میں تم سے بہت بدظن تھا اور

گرفتار کرنا چاہتا تھا، تین رات سے مسلسل خواب دیکھتا تھا کہ تم سے جنگ کر رہا ہوں تاکہ گرفتار کروں، مگر تمہارے ہاتھ میں ڈھال کے مانند روٹی رہتی تھی، جس سے میرا تیر تم کو نہیں لگتا تھا۔ جاؤ اب تم مامون ہو۔ (المنتظم ص۱۹۲، ج۶)

والدۂ خلیفہ الناصر عباسی اور امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے

اس سلسلہ میں یہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے کہ امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے وقت ان کے صاحب زادے امام یوسف بن عبدالرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر صرف سترہ سال کی تھی، ان کی تعلیم و تربیت اور کفالت کی خدمت خلیفہ ناصر عباسی کی والدہ الجہتہ نے انجام دی اور وہ اپنے والدین ابن جوزی کے جانشین بنے الجہتہ خاتون نے ان کو اپنی تربت کے پاس جس کو اس نے پہلے سے تیار کر رکھا تھا، وعظ و تذکیر کے لیے مقرر کیا اور امام یوسف بن جوزی ہمیشہ اس مقام پر مجلس وعظ منعقد کرتے رہے۔ جب وہ تیئس سال کے ہوئے تو خلیفہ الناصر نے بغداد کے مشرقی اور مغربی دونوں علاقوں کا محتسب بنا کر مقبول الشہادت قرار دیا۔ امام یوسف بن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی مقبولیت دی تھی، خلیفہ کی طرف سے متعدد ملوک و سلاطین کے یہاں سفیر بن کر گئے۔ دمشق میں مدرسہ تعمیر کر کے بڑی جائیداد اس پر وقف کی۔ بغداد کے محلّہ جلیہ میں ایک مدرسہ جاری کیا اور محلّہ حربیہ میں دارالقرآن بنایا اور اسی میں دفن کیے گئے۔ آخر میں بغداد کے مدرسہ مستنصریہ میں تدریسی خدمت انجام دی، ۶۵۶ھ میں فتنۂ تاتار میں شہید ہوئے۔ (طبقات المفسرین ص۳۸۰، ج۲)

☆...... ☆...... ☆...... ☆...... ☆...... ☆...... ☆

اولاد اللہ کے خزانوں کی نعمت

از افادات پیر طریقت

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہٗ

علماء نے لکھا ہے کہ کوئی بھی عورت اپنے خاوند سے حاملہ ہو اس کو چاہئے کہ اللہ رب العزت کا شکر ادا کرے کہ اللہ رب العزت نے اس کو ماں بننے کی سعادت عطا فرمائی۔ یہ اولاد کی نعمت اللہ رب العزت کی طرف سے ہوتی ہے۔ کتنے لوگ ہیں کہ جن کے پاس مال بھی ہے، حسن و جمال بھی ہے، دنیا کی سب نعمتیں ہیں مگر اولاد جیسی نعمت سے محروم ہوتے ہیں۔ مختلف ممالک میں جا کر علاج و معالجہ کرواتے ہیں۔ حکیم، ڈاکٹر کی ہر دوائی استعمال کرتے ہیں لیکن اولاد نہیں ہوتی یہ بازار سے خریدنے والی چیز نہیں یہ تو اللہ کے خزانوں کی نعمت ہے جسے چاہیں عطا فرما دیں۔

حمل کے بوجھ اٹھانے پر اجر عظیم

تو جب کوئی عورت حاملہ ہو تو حدیث پاک میں آتا ہے جس لمحہ حمل ٹھہرے اللہ رب العزت اس کے پچھلے سب گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ اب یہ بوجھ اٹھا رہی ہے اور جب کسی پر بوجھ ڈالا جائے تو اس کی رعایت بھی کی جاتی ہے چنانچہ اللہ رب العزت کی طرف سے بچے کی بنیاد پڑتے ہی ماں کے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ حاملہ کو اکثر یہ الفاظ پڑھنے چاہیے:

﴿اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ﴾

اے اللہ سب تعریفیں آپ کیلئے ہیں اور آپ کا ہی میں شکر ادا کرتی ہوں۔

بلکہ دو رکعت نفل اگر شکرانے کے پڑھ لے تو اور بہتر ہے۔ پھر اس کے بعد اپنی صحت کا ہر وقت خیال رکھے۔ کھانے میں تازہ سبزیاں استعمال کرے۔

حاملہ عورت کے لیے مفید مشورے

علماء نے کتابوں میں لکھا ہے کہ جو عورت حمل کے دوران دودھ کا کثرت سے

استعمال کرے تو اس کا ہونے والا بچہ خوبصورت اور عقل مند ہوتا ہے اور اس کو سو سال سے حکمانے تجربے کے بعد تصدیق سے ثابت کر دیا کئی عورتیں تو دودھ استعمال کر لیتی ہیں۔ عادت ہوتی ہے اور کچھ عورتوں سے دودھ پیا ہی نہیں جاتا۔ ان کو چاہیے کہ وہ دودھ کے پراڈکٹ استعمال کریں۔ کسٹرڈ بنا کر استعمال کر سکتی ہیں، آئس کریم استعمال کر سکتی ہیں، کھیر استعمال کر سکتی ہیں، دودھ کسی نہ کسی شکل میں اگر ان کے پیٹ میں جائے گا تو یہ (Balance Diet) متوازن غذا ہے۔ ہر وٹامن اور ہر پروٹین اس کے اندر موجود ہے تو بچے کیلئے جو ضروری غذا (Required Food) ہو گی وہ ماں کی طرف سے اس بچے کو ملتی چلی جائے گی یہ تجربہ شدہ بات ہے کہ دودھ کے زیادہ استعمال کرنے سے بچہ خوبصورت بھی ہوتا اور عقل مند بھی ہوتا ہے دودھ پینے کی دعا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتائی۔ ﴿اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ﴾

دوران حمل چند احتیاطیں اور کرنے کے کام

ابتداء کے تین مہینے اور آخر کے تین مہینے ایسے ہوتے ہیں کہ شوہر کے ساتھ مخصوص تعلقات سے پرہیز کرنا چاہیے۔ حمل کے دوران جتنا بھی عرصہ ہو، عورت کو چاہئے کہ وہ نیک لوگوں کے واقعات پڑھے۔ اللہ رب العزت کی قدرت کی نشانیوں میں غور کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی کتابیں پڑھے۔ جنت کے باغات اور جنت کے معاملات کے بارے میں سوچے اس لئے کہ ماں کی سوچ بچے پر حیاتیاتی Biological اثرات ہوتے ہیں جتنا یہ اچھی اچھی چیزوں کے بارے میں سوچے گی اتنا ہی بچے کی نشوونما اس کے بطن میں اچھی ہوگی۔ بلکہ اگر کوئی نیک ماڈل انسان کے ذہن میں ہوتا ہے کہ میرا بیٹا ہو تو ایسا ہو اور بیٹی ہو تو ایسی ہو تو ایسے نیک لوگوں کے خیالات اگر ذہن میں ہونگے تو اس کے Genetically (ذہانت) بچے کے اوپر اثرات ہونگے۔ اس لئے ہمیشہ اچھی سوچ رکھنی چاہئے۔ اور اچھی چیزوں کے بارے میں سوچتے رہنا چاہئے۔ شوہر پر یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنی بیوی کو حمل کے بعد زیادہ آرام پہنچائے خاص طور پر اس کو ذہنی پریشانی سے بچائے۔ اگر شوہر کی وجہ سے ساس یا نند کی وجہ سے حاملہ عورت کو ذہنی دباؤ کا

شکار ہونا پڑے تو یہ شرعاً گنہگار ہونگے۔ بہت زیادہ اس کا لحاظ اور خیال رکھنا چاہیے۔ خود عورت کو چاہئے کہ وہ جھوٹ غیبت سے بچے گناہ والے کاموں سے بچے اس لئے اس کی نیکی کے اثرات بھی اس کے بچے پر ہوں گے اور اس کے گناہ کے اثرات بھی اس کے بچے پر ہوں گے۔ خاص طور پر حلال کھانے میں بہت زیادہ کوشش کریں مشتبہ لقمہ سے پرہیز کریں، حرام کھانے سے پرہیز کریں۔

بچے پر نیکی کے اثرات کیسے ہوں؟

ایک میاں بیوی نے دل میں یہ سوچا کہ ہماری ہونے والی اولاد نیک ہو لہٰذا اس کے لئے ہم حلال کھائیں گے ہر نیک کام کریں گے تاکہ بچے پر نیکی کے اثرات ہوں۔ جب سے حمل ٹھہرا تو میاں بیوی نے نیک اعمال کرنے شروع کر دیئے باقاعدگی کے ساتھ نیکی کرتے رہے لیکن بچے کی جب ولادت ہوئی تو انہوں نے بچے کے اندر نافرمانی کے اثرات دیکھے۔ وہ ضدی نکلا ہٹ دھرم نکلا بات نہیں مانتا تھا تو ایک مرتبہ دونوں میاں بیوی سوچ رہے تھے کہ ہم نے اتنی محنت کی، نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ آخر کیا بات ہے سوچتے سوچتے بیوی کے دل میں خیال آیا اس نے کہا کہ واقعی ہم سے غلطی ہوگئی خاوند نے پوچھا کہ کیا غلطی؟ بیوی کہنے لگی کہ پڑوسی کا ایک بیری کا درخت ہے جس کی شاخیں ہمارے صحن میں آتی ہیں تو کئی مرتبہ ایسا ہوتا تھا کہ دورانِ حمل بیر گرتے تھے مجھے اچھے لگتے میں کھالیتی تھی تو میں نے پڑوسی سے اجازت ہی نہیں لی ہوئی تھی۔ میں نے بغیر اجازت کے چیز جو کھائی اس کے اثرات میرے بچے پر آپڑے۔ اس قسم کے بہت سارے واقعات ہیں۔

مشتبہ کھانے کا اثر اولاد پر

ایک بزرگ تھے ان کی ساری اولاد بڑی نیکوکار تھی۔ لیکن ان میں سے ایک بچہ بہت ہی نافرمان اور بے ادب قسم کا تھا۔ اللہ والے ان کے ہاں مہمان آئے۔ انہوں نے یہ فرق دیکھا تو اس بزرگ سے پوچھا کہ آخر یہ کیا وجہ ہے یہ بچہ کیوں ایسا نافرمان نکلا۔ تو وہ بزرگ بڑے آزردہ ہوئے۔ آنکھوں سے آنسو آگئے فرمانے لگے کہ یہ اس کا

قصور نہیں یہ میرا قصور ہے ایک مرتبہ گھر میں فاقہ تھا اور ہمارے گھر میں شاہی دعوت کا بچا ہوا کھانا آ گیا کسی نے ہدیہ تحفہ کے طور پر بھیجا تھا۔ عام طور پر تو میں ایسے کھانے سے پرہیز کرتا تھا۔ لیکن بھوک کی وجہ سے اس دن میں نے وہی کھانا کھالیا، پھر وہی رات تھی کہ ہم میاں بیوی نے ملاقات کی۔ اور اللہ نے اسی رات بچے کی بنیاد رکھی یہ اس مشتبہ کھانے کا اثر ہے کہ ہمارا یہ بچہ نافرمان نکلا۔ تو اس لئے اس حالت میں عورت کو چاہئے کہ وہ حلال لقمے کا بہت زیادہ خیال کرے۔ یہ بازاروں کی بنی ہوئی چیزیں جن کی پاکی ناپاکی کا کوئی پتہ نہیں ہوتا اس سے بھی پرہیز کریں۔

خوش رہنا صحت کا بہترین راز

تاہم عورت اپنے ذہن کے اندر ہمیشہ مثبت سوچ رکھے Positive Thinking رکھے۔ ہر وقت حاملہ عورت کو خوش رہنا چاہئے، عرب کے لوگوں کے اندر یہ بات بہت معروف تھی کہ جو حاملہ عورت خوش رہے گی تو اگر اس کا بیٹا ہو تو وہ بڑا بہادر بنے گا اور بیٹا کم رونے والا ہوگا۔ تو اس لئے ماں کو چاہئے کہ ہونے والے بچے کی خاطر اپنے آپ کو خوش رکھے۔ زندگی میں خوشیاں بھی ہوتی ہیں، غم بھی ہوتے ہیں، بعض اوقات لوگ تکلیف پہنچاتے ہیں۔ دل دکھاتے ہیں صدمے پہنچ جاتے ہیں مگر یہ انسان کے بس میں ہے کہ صدموں کے باوجود مسکراتا پھرے۔

پرسکون زندگی کے راز

لوگوں کے Miss Behave کے باوجود مسکراتا پھرے مسکراہٹ تو انسان کی اپنی ہوتی ہے اگر اپنے ذہن کے اندر ان چیزوں کو محسوس نہ کرے۔ پھر اس کے اوپر کوئی Depression نہیں ہوتی یا کوئی ایسی بات نہیں آتی مثال کے طور پر اگر آپ ائیر پورٹ پر ہیں یا ریلوے اسٹیشن پر ہیں تھوڑی دیر کیلئے آپ کا جی چاہتا ہے کہ اچھی چائے پئیں اور وہاں آپ کو اچھی چائے نہیں ملتی تو آپ کبھی غم زدہ نہ ہوں آپ سمجھتی ہیں کہ یہ تھوڑی دیر کی بات ہے میں اپنے گھر جاؤں گی تو اچھی چائے بنا کر پی لوں گی بالکل اسی طرح اللہ والے بھی سوچتے ہیں یہ دنیا گزر گاہ مسافر گاہ کی مانند ہے اگر یہاں خوشیاں

نہ ملیں تو کونسی ایسی بات ہے ان شاء اللہ جنت میں جا کر خوشیوں بھری زندگی گزاریں گے۔ اس لئے اگر آپ کو کوئی صدمہ پہنچ بھی جائے تو اس کو اپنے ذہن سے ہٹا دیں۔ ایسے سمجھیں کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں بلکہ اگر آپ کو کوئی دکھ دے یا کسی نعمت سے محروم کر دیا جائے تو آپ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا خیال رکھیں جو اللہ نے بن مانگے آپ کو عطا کی ہیں۔ آپ سوچیں کہ اللہ نے مجھے عقل عطا فرمائی شکل عطا فرمائی مجھے اللہ نے صحت عطا فرمائی صحیح سالم ہاتھ اور پاؤں عطا فرمائے، گویائی عطا فرمائی، بینائی عطا فرمائی یہ سب دولتیں اللہ نے بن مانگے عطا کیں۔ مجھ پر تو اللہ رب العزت کی بڑی نعمتیں ہیں۔ میں تو ان کا شکریہ بھی ادا نہیں کر سکتی۔ تو جب انسان ایسی چیزوں کو دیکھتا ہے تو بے اختیار دل سے الحمد للہ کے الفاظ نکلتے ہیں۔

مثبت سوچ کے ذریعے پریشانی کا حل

ایک عورت غربت کی حالت میں تھی چنانچہ اس کی جوتی پھٹی ہوئی تھی اور وہ ایک گھر سے دوسرے گھر جا رہی تھی اور یہی سوچ رہی تھی کہ میرا مقدر بھی اللہ نے کیسا لکھا ہے کہ میرے پاؤں میں جوتی بھی ہے تو وہ بھی ٹوٹی ہوئی تھوڑی دور آگے بڑھی اس نے دیکھا کہ ایک عورت پاؤں سے معذور ہے اور یہ بساکھیوں کے بل چلتی ہوئی آ رہی ہے۔ اب اس کے دل پر چوٹ پڑی اللہ میں تو جوتی کے ٹوٹنے کا شکوہ کر رہی تھی یہ بھی تو خدا کی بندی ہے۔ جس کی ٹانگیں بھی صحیح نہیں اور وہ بچاری معذور ہے اور چل رہی ہے تو جب انسان نیچے کے لوگوں کو دیکھتا ہے تو پھر اسے اللہ کی نعمتوں کی قدر دانی کا احساس ہوتا ہے اس لئے چاہئے کہ آپ کو کوئی ایسی ناپسندیدہ بات بھی پیش آئے تو اللہ رب العزت کی نعمتوں پر غور کریں اور شکر ادا کریں۔ انسان کی اپنی سوچ ہوتی ہے۔ غازی بستامی رحمۃ اللہ علیہ کہیں جا رہے تھے نئے کپڑے پہنے، نہائے دھوئے مسجد کی طرف جا رہے تھے راستے میں ایک عورت کو پتہ نہیں تھا کہ کوئی نیچے سے گزر رہا ہے یا نہیں آپ بالکل نیچے تھے عورت نے راکھ گرائی اور ساری راکھ آپ کے سر کے اوپر آ پڑی چنانچہ سر میں بھی راکھ پڑ گئی کپڑوں پر بھی راکھ پڑ گئی لوگ حیران تھے کہ آپ کی طبیعت میں غصہ آئے گا لیکن آپ الحمد للہ الحمد للہ

الحمدللہ کہنے لگے۔ آپ نے فرمایا بلکہ میں دل میں یہ سوچ رہا تھا اے اللہ میں تو اس قابل تھا کہ میرے سر پر آگ کے انگارے برسائے جاتے تو نے فقط میرے سر پر راکھ کو ڈال کر معاملہ نمٹا دیا۔ تو سوچیئے ان کے سر پر راکھ پڑی اور ابھی بھی سوچتے ہیں کہ میرا سر انگار برسائے جانے کے قابل تھا یہ تو مولا نے ترس فرما دیا کہ راکھ کے ساتھ معاملہ نمٹ گیا تو اسی طرح جب کوئی مصیبت پہنچے تو بڑی مصیبت کے بارے میں سوچیں کہ مجھے اللہ نے اس سے بچالیا۔ سوچیں کہ لوگ اگر میرے ساتھ صحیح برتاؤ نہیں کر رہے تو اللہ نے میرے ساتھ کتنی رحمت فرمائی کہ مجھے اللہ نے ماں بننے کی سعادت عطا فرمائی جب اس قسم کی اچھی باتیں سوچیں گی تو آپ کے ذہن سے غم غلط ہو جائیں گے۔

غم دور کرنے کی دعا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ نماز کے بعد پریشانیوں کے دور ہونے کیلئے دعا پڑھا کرتے تھے:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّی الْهَمَّ وَالْحُزْنَ﴾

تو اللہ رب العزت کی رحمت سے انسان کی ہر پریشانی دور ہو جاتی ہے۔ آپ بھی اس دعا کو یاد کریں۔ اور نماز کے بعد اس کو پڑھنے کی عادت ڈالیں دل میں یہ نیت رکھیں کہ میری ہونے والی اولاد جو بھی ہوگی میں اسے نیک بناؤں گی تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایک نیک بندے کا اضافہ ہو جائے۔

نیک اولاد کی تمنا

حدیث پاک میں آتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایسی عورتوں سے شادی کرو کہ جو زیادہ بچے جننے والی ہو قیامت کے دن میں اپنی امت کے زیادہ ہونے پر فخر کروں گا دل میں یہ نیت کرنا کہ یہ میری اولاد جو بھی ہوگی بیٹا ہو یا بیٹی ہو میں اسے نیک بناؤں گی تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک نیک جان بڑھ جائے اسی لئے جو عورت اس طرح اپنے بچوں کی پرورش کرتی ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے اس کے

بچے اپنی زندگی میں جتنے بھی سانس لیتے ہیں اللہ رب العزت ہر ہر سانس کے لینے پر اس کی ماں کو اجر اور ثواب عطا فرماتے ہیں۔ تو یہ بہت بڑی سعادت ہے کہ اللہ رب العزت کسی کی اولاد کو نیک بنائے۔

نومولود بچے کو ماں کا پہلا تحفہ

جب اللہ تعالیٰ بچے کی ولادت فرمادے تو ماں کیلئے یہ خوشی کا موقع ہوتا ہے اور بچے کیلئے پہلا تحفہ جو ماں اسے پیش کرسکتی ہیں وہ ماں کا اپنا دودھ ہوتا ہے۔ ماں کو چاہیے کہ بچے کو اپنا دودھ ضرور پلائے ہاں اگر دودھ میڈیکل ٹھیک نہیں۔ بچے کیلئے نقصان دہ ہے تو یہ اور بات ہے لیکن اگر ماں کا دودھ بچے کیلئے ٹھیک ہے تو اس سے بہتر غذا بچے کو اور کوئی نہیں مل سکتی۔ ہر ماں کو چاہئے کہ ضرور دودھ پلائے تا کہ بچے کے اندر ماں کی محبت آجائے۔

اگر ماں دودھ ہی نہیں پلائے گی تو ماں کو محبت بچے کے اندر کیسے آئے گی عام طور پر کئی بچیاں اپنی Smartness کو سامنے رکھتے ہوئے دودھ پلانے سے گھبراتی ہیں اور شروع سے ہی بچے کو ڈبوں کے دودھ پر لگادیتی ہیں پھر جب ڈبے کا دودھ پی کر بچے بڑے ہوتے ہیں ماں کو ماں نہیں سمجھتے اس لئے کسی شاعر نے کہا:

طفل سے بو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ ڈبے کا پیا تعلیم ہے سرکار کی

جب نہ دین کی تعلیم پائی ہے نہ ماں کا دودھ پیا ہے تو پھر اس میں اچھے اخلاق کہاں سے آئیں گے۔

بچے پر ماں کے دودھ کے اثرات

ایک ماں اپنے بیٹے سے ناراض ہوئی کہنے لگی بیٹے تم نے میری بات نہ مانی تو کبھی بھی میں تمہیں اپنا دودھ معاف نہیں کروں گی۔ اس نے مسکرا کر کہا امی میں تو نیڈو کے ڈبے کا دودھ پی کر بڑا ہوا ہوں آپ نے مجھے اپنا دودھ پلایا ہی نہیں۔ مجھے معاف کیا کریں گی۔ تو ایسا واقعی یہ دیکھا گیا کہ ڈبوں کے دودھ کے اثرات اور ہوتے ہیں اور ماں کے دودھ کے اثرات اور ہوتے ہیں۔

بچے کو دودھ پلانے کے آداب

ماں کو چاہئے کہ بچے کو دودھ خود پلائے خود بسم اللہ پڑھ لے اور جتنی دیر بچہ دودھ پیتا رہے ماں اللہ کے ذکر میں مشغول رہے۔ ماں اللہ رب العزت کی یاد میں مشغول رہے۔ ماں دعائیں کرتی رہے اللہ میرے دودھ کے ایک ایک قطرے میں میرے بیٹے کو علم کا سمندر عطا فرما تو ماں کی اس وقت کی دعائیں اللہ کے ہاں قبول ہوتی ہیں۔

ہمارے مشائخ جو پہلے گذرے ان کی ماؤں نے تو تربیت ایسی کی کہ باوضو اپنے بچوں کو دودھ پلاتی تھیں۔ اگر آج کوئی باوضو دودھ پلائے تو وہ بڑی خوش نصیب ہے۔ اور اگر نہیں پلا سکتی تو کم از کم دودھ پلاتے وقت دل میں اللہ کا ذکر تو کر سکتی ہے اور یہ نہ کرے کہ ادھر دودھ پلا رہی ہیں ادھر بیٹھی ڈرامہ دیکھ رہی ہیں۔ ادھر فلم کا منظر دیکھ رہی ہیں ادھر طبلے کی تھاپ پر تھرکتے ہوئے جسم دیکھ رہی ہیں۔ اگر گناہ کی حالت میں دودھ پلائیں گی تو بچہ نافرمان بنے گا۔ اللہ رب العزت کا بھی اور ماں باپ کا بھی۔ بعد میں رونے کا پھر کیا فائدہ اس لئے بچپن سے ہی بچے کی تربیت ٹھیک رکھی جائے۔ اگر ماں کا دودھ کم ہو اس کو چاہئے کہ ڈاکٹر سے مشورہ کر کے اپنا علاج کروائے۔ فوراً ڈبے کے دودھ پر ڈالنے کی کیا ضرورت، بچیاں عام طور پر یہ غلطی کر لیتی ہیں۔ سمجھتی ہیں کہ ہمارا دودھ پورا نہیں اور تھوڑا تھوڑا ڈبے کا دینا شروع کر دیتی ہیں۔ اب ڈبے کے دودھ کا ذائقہ کچھ اور، اور ماں کے دودھ کا ذائقہ کچھ اور۔ عام طور پر بچے ماں کا دودھ چھوڑ کر ڈبے کا دودھ لینا شروع کر دیتے ہیں تو ایسا ہرگز نہ کریں۔ جب تک کوئی بہت بڑی مجبوری نہ ہو۔ ورنہ تو بچے کو اپنا دودھ پلائیں۔ پھر دیکھیں کہ آپ کی محبت بچے کے دل میں کیسے سرائیت کر جاتی ہے۔ یہ ماں اپنا دودھ پلائے گی تو بچے کے اندر ماں کے اخلاق بھی آئیں گے۔ ماں کی ایمانی کیفیت کی برکات بھی بچے کے اندر آئیں گی۔

فیڈر، چوسنیاں بیماری کا مرکز

یہ بات ذہن میں رکھنا کہ اکثر عورتیں جو ڈبوں کے دودھ پلاتی ہیں تو ان کے بچے بیمار رہتے ہیں اس بیماری کا سبب ان کے فیڈر اور چوسنیاں ہیں۔ یہ فیڈر اور چوسنیاں تو

بیماری کے سینٹر ہوتی ہیں جہاں پر جراثیم بیکٹیریا پرورش پاتے ہیں۔ لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں آپ جتنا مرضی ان کو دھوتی رہیں، جتنا مرضی گرم پانی میں ڈالتی رہیں۔ چونکہ وہ ربڑ کے بنے ہوتے ہیں اس لیئے اس کے اندر بیکٹیریا کا چھپنا آسان ہوتا ہے یا تو یہ کریں کہ اگر ڈبے کا دودھ ہی مجبوراً پلانا ہے تو ہر دوسرے دن اس کا فیڈر اور چوسنی کا نپل بدلتے رہیں تا کہ بیکٹیریا اس میں پیدا ہی نہ ہوسکیں اور اگر اتنا (برداشت) Offord نہیں کر سکتیں تو پھر دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بچے کو سٹیل کے برتن اور چمچ کے ساتھ دودھ پلائیں جو ماں بچے کو سٹیل کے صاف برتنوں میں دودھ پلاتی ہے اس بچی کے پیٹ میں کوئی خرابی نہیں آتی یا تو اپنا دودھ پلائیں یا سٹیل کے برتنوں میں چمچ کے ساتھ دودھ پلائیں۔ اگر یہ بھی نہیں کر پاتی اور فیڈر چوسنی دینی پڑتی ہے تو پھر ہر دوسرے تیسرے دن اس کو بدلتی رہیں۔ ایک فیڈر مہینہ چلانا وہ تو بچے کے منہ میں بیکٹیریا کی ایک بریگیڈ فوج داخل کرنے کے مانند ہے۔ اب یہ بچہ بیمار ہوگا مگر قصور ماں کا ہوگا۔ معصوم بچے ہوتے ہیں یہ ماں باپ کی لاعلمی اور لاپروائیوں کی وجہ سے بیچارے صحت کی بجائے بچپن سے بیمار ہوتے ہیں۔ ساری عمر اس کمزوری کے اثرات ہوتے ہیں۔ اس لئے سب سے اچھا تو یہی ہے کہ اپنا دودھ ہو۔ جس کی برکتیں بھی ساتھ جارہی ہوں۔

پیدائش کے بعد تہنیک دینا

جب بچے کی پیدائش ہو تو بچے کی تہنیک کروانا سنت ہے کہ کسی نیک بندے کے منہ میں دی ہوئی کوئی کھجور ہو چبائی ہوئی کھجور یا شہد ہو تو ایسی کوئی چیز جب بچے کے منہ میں جاتی ہے تو اس کی اپنی برکات ہوتی ہیں۔ چنانچہ یہ تہنیک کسی نیک بندے سے کروانی چاہئے۔ وہ مرد بھی ہوسکتا ہے اور عورت بھی ہوسکتی ہے۔ اس کی ہم نے بڑی برکات دیکھی ہیں اس لئے جو حاملہ بچیاں ہوتی ہیں وہ پہلے سے ہی تہنیک کیلئے کچھ نہ کچھ تیار کروا کر رکھ لیتی ہیں۔ موقع پر تو کہیں نہیں بھاگا جاتا تو اس لئے اس کا بھی خاص خیال رکھنا چاہیے۔

تہنیک کے بعد اذان اور اقامت کا عمل

تہنیک کروانے کے بعد بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان کے اندر

اقامت کہی جاتی ہے۔ یہ اللہ رب العزت کا نام ہے جو بچے کے دونوں کانوں میں لیا جاتا ہے۔ سبحان اللہ چھوٹی عمر میں بچہ ابھی سمجھ بوجھ نہیں رکھتا مگر اس کے کانوں میں اللہ نے اپنی بلندی اور عظمتوں کے تذکرے کروادیئے۔ ایک کان میں بھی اللہ اکبر کہتے ہیں اور دوسرے کان میں بھی اللہ اکبر کہتے ہیں۔ گویا اللہ کی عظمت اس کو سکھادی گئی اور یہ بھی ایک Message پہنچادیا گیا کہ جس طرح دنیا کے اندر اذان ہوتی ہے پھر اس کے بعد اقامت ہوتی ہے اور اقامت کے بعد نماز پڑھنے میں تھوڑی دیر ہوتی ہے بالکل اسی طرح اے بندے تیری زندگی کی اذان بھی کہی جاچکی تیری زندگی کی اقامت بھی کہی جاچکی۔ تیری زندگی نماز کی ہے اور نماز تو ہمیشہ امام کے پیچھے پڑھی جاتی ہے۔ ایک شرعی طریقے کو اپنالینا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی کی نماز کا امام بنالینا۔ پھر تیری نماز قبول ہوجائے گی۔ اور بالآخر تجھے قبر میں جانا ہی ہے تو یہ ابتداء میں اللہ رب العزت کا پیغام اس بچے کے ذہن میں پہنچادیا جاتا ہے۔

بچے کا نام ہمیشہ اچھا رکھیں

بچے کا نام ہمیشہ اچھا رکھیں اللہ رب العزت کو عبداللہ نام سب سے زیادہ پسند ہے۔ عبدالرحمٰن نام پسند ہے۔ عبدالرحیم نام پسند ہے ایسے نام رکھیں کہ قیامت کے دن جب پکارے جائیں تو اللہ رب العزت کو اس بندے کو جہنم میں ڈالتے ہوئے حیا محسوس ہو۔ اللہ تعالیٰ محسوس فرمائیں کہ میرا بندہ میرے رحمت والے نام کے ساتھ ساری زندگی پکارا جاتا رہا اب اس کو جہنم میں کیسے ڈالوں۔ ایسا نام ہونا چاہئے۔ آج کل کی بچیاں نئے نئے ناموں کی خوشی میں بے معانی قسم کے نام رکھ لیتی ہیں۔ الٹے سیدھے نام جس کا نہ اس کی ماں کو معانی کا پتہ اور نہ کسی اور کو پتہ مہمل قسم کے نام رکھ دیتی ہیں یہ بچے کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے۔ بچے کے حقوق میں سے ہے ماں باپ ایسا نام رکھیں کہ جب بچہ بڑا ہو اور اس نام سے اس کو پکارا جائے تو بچے کو خوشی ہو۔ یہ بچے کا حق ہے جو ماں باپ کے اوپر ہوتا ہے اس لئے بچے کو ہمیشہ اچھا نام دیں۔ انبیاء کے ناموں میں سے نام دیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں میں سے نام دیں۔ اولیاء کرام کے ناموں میں سے

نام دیں۔ ایک روایت میں آتا ہے جس گھر کے اندر کوئی بچہ محمد نام کا ہوتا ہے اللہ رب العزت اس نام کی برکت سے سب اہل خانہ کو جہنم کی آگ سے بری فرما دیتے ہیں تو محمد کا نام احمد کا نام محمد پھر اس کے بیٹے کا نام محمد پھر اس کے بیٹے کا نام محمد۔ یہ نام اتنا پیارا تھا کہ دس دس نسلوں تک یہی نام چلا جاتا تھا۔ لیکن آج کل اس نام کو رکھ تو دیتے ہیں ساتھ کوئی دوسرا لفظ لگا دیتے ہیں اور نام زیادہ دوسرا مشہور ہوتا ہے مثلاً محمد اویس نام رکھا اب اویس زیادہ مشہور کر دیا۔ محمد کا نام کوئی جانتا بھی نہیں۔ اس لئے محمد نام اللہ رب العزت کو پیارا ہے۔ احمد نام قرآن میں ہے اللہ رب العزت کو پیارا ہے چاہیں تو محمد احمد نام بھی رکھ سکتے ہیں۔ بہت پیارا نام ہے۔ عبداللہ رکھ سکتی ہیں۔ عبداللہ ابراہیم رکھ سکتی ہیں۔ انبیاء اولیاء کے ناموں پر بچوں کے نام رکھیں تاکہ قیامت کے دن ان ہی کے ساتھ ان کا حشر ہو جائے اور اللہ رب العزت کی رحمت ہو۔ بچیوں کے نام بھی اسی طرح صحابیات رضی اللہ عنہم کے ناموں پر رکھیں۔ ام المؤمنین کے ناموں پر رکھیں، نبی کی بیٹیوں کے ناموں پر رکھیں۔ بچیوں کے نام بھی اچھے رکھیں کہ ایسے نام نہ رکھیں کہ جن کا کوئی مطلب ہی نہ ہو۔ بہر حال اس بات کا بھی خیال رکھیں۔

ولادت کے بعد عقیقہ

جب بچے کی ولادت ہو ساتویں دن عقیقہ کرنا سنت ہے بیٹے کیلئے دو بکرے اور بیٹی کیلئے ایک بکرا یہ خوشی کا اظہار ہے۔ خود بھی اس کو کھائیں رشتے داروں کو بھی کھلائیں۔ غرباء کو بھی دیں اس کیلئے ہر طرح کی اجازت ہوتی ہے۔ جب بچے کی پیدائش ہو جائے تو ماں باپ نے گھر کے کام کاج بھی کرنے ہوتے ہیں، عبادت بھی کرنی ہوتی ہے تو جب بھی ماں عبادت، تلاوت کیلئے بیٹھے تو اپنے بچے کو اپنی گود میں لے کر بیٹھے اور پھر اللہ رب العزت کا قرآن پڑھے آپ کے قرآن پڑھنے کی برکتیں آپ کے بچے کے اندر اس وقت اتر جائیں گی۔

ماں کی تلاوت کے اثرات بچے پر

ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک ماں باپ نے اپنے بچے کو مدرسہ میں داخل کیا کچھ

عرصے کے بعد باپ مدرسے میں گیا کہ میں نے اپنے بچے کی کارکردگی کا جائزہ لوں تو قاری صاحب سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اس بچے نے تین پارے تو اتنی جلدی حفظ کر لئے ہمیں یقین نہیں آتا۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے یہ تو پہلے سے ہی حافظ تھا۔ ان تین پاروں کے بعد پھر اس نے عام معمول کے مطابق عام رفتار کے مطابق سبق لینا شروع کر دیا۔ تو خاوند نے یہ بات آ کر اپنی بیوی کو بتائی بیوی مسکرا پڑی۔ خاوند نے پوچھا اس میں مسکرانے والی بات کونسی ہے۔ وہ کہنے لگی کہ بات یہ ہے کہ میں تین پاروں کی حافظہ ہوں جب بھی میں پڑھنے بیٹھتی تھی بچے کو گود میں لے کر بیٹھتی تھی اور بار بار تین پاروں کی تلاوت کرتی تھی ان تین پاروں کا نور میرے بیٹے کے سینے میں اتر گیا یہ اس کی برکت ہے۔ جب یہ مدرسہ میں گیا تو تین پاروں کا حافظ جلدی بن گیا۔ جیسے یہ نور پہلے ہی اللہ نے اس کے دل میں رکھ دیا ہو۔ تو ماں کی تلاوت کے اثرات بچے کے اوپر پڑا کرتے ہیں اس لئے جب بھی دعا مانگنے بیٹھیں، قرآن پاک پڑھنے بیٹھیں یا عبادت کرنے بیٹھیں تو بچے کو اپنی گود میں لے کر بیٹھنے کی کوشش کریں۔ جب بچے کو کھانا کھلانا ہو یا سلانا ہو تو بچے کو لوری بھی اچھی دیں اور اللہ اللہ کا نام اس کے سامنے کہنے کی کوشش کریں۔

بچے کی تربیت کرنے پر خوشخبری

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس ماں نے یا باپ نے بچے کی تربیت ایسی کی کہ اس نے بولنا شروع کیا اور اس نے سب سے پہلے اللہ کا نام زبان سے نکالا تو اللہ تعالیٰ اس کے ماں باپ کے سب پچھلے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ اب یہ کتنا آسان کام ہے لیکن بچیاں اس طرف توجہ نہیں دیتیں کئی بچیوں کو پتہ ہی نہیں ہوتا، بچوں کے سامنے فقط اللہ کا نام لے۔ جب بار بار اللہ الہ کا لفظ لیں گی تو بچہ بھی اللہ ہی کا لفظ بولے گا۔ علماء نے لکھا ہے کہ حرکتیں تین ہوتی ہیں ایک فتحہ ایک کسرہ اور ایک ضمہ اس میں سب سے آسان چیز جو بولی جاتی ہے۔ اس کو فتحہ کہتے ہیں یہ سب سے زیادہ افضل حرکت ہے۔ اس لئے پیش اور زبر کا لفظ لینا وہ بچے کیلئے مشکل ہوتا ہے زبر کا لفظ لینا آسان ہوتا ہے تو اس سے بھی معلوم ہوا کہ اگر اللہ کا لفظ لیا جائے گا تو یہ بچے کیلئے سب سے آسان

لفظ ہے۔ جو بچہ سیکھ سکتا ہے اور اس پر انسان کو اللہ کی طرف سے انعام بھی ملے گا کہ بچے نے اللہ کا نام پکارا ماں باپ کے پچھلے گناہوں کی مغفرت ہوگئی۔ تو بچے کے سامنے کثرت کے ساتھ اللہ کا نام لیتی رہیں اور اگر اس کو سلانا پڑے تو اس وقت لوری بھی اس کو ایسی دیں کہ جو پیار والی ہو، نیکی والی ہو۔

پہلے وقت کی مائیں اپنے بچوں کو لوری دیتی تھیں ﴿حسبی ربی جل اللہ مافی قلبی غیر اللہ نو رمحمد صلی اللہ لا الہ الا اللہ﴾ یہ لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگتی تھیں تو بچے کے دل پر اس کے اثرات ہوتے ہیں۔ مائیں خود بھی نیک ہوتی تھیں اس کے دو فائدے ایک تو ماں کا اپنا وقت ذکر میں گزرا اور دوسرا بچے کو اللہ کا نام سننے کا موقع ملا۔ ﴿لا الہ الا اللہ﴾ کی ضربوں کے اس کے دل پر اثرات ہوں اور اگر اس کے علاوہ بھی اور کوئی لوری کہے تو وہ بھی نیکی کے پیغام والی ہو۔ نیکی کی باتوں والی ہو ہماری عمر اس وقت پچاس سال ہوگئی تھی لیکن بچپن کے اندر جب ماں لوری دیتی تھی تو جو الفاظ وہ کہا کرتی تھی بہن وہ الفاظ سناتی تھی کہ ان الفاظ سے لوری دیتے تھے۔ اب عجیب بات ہے کہ ایسے الفاظ نقش ہوگئے۔ پچاس سال کی عمر میں بھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ لوری کے الفاظ کانوں میں گونج رہے ہیں۔ ماں کہتی تھی ''اللہ اللہ لوری دودھ بھری کٹوری ذلفی دودھ پیئے گا نیک بن کر جیئے گا'' شائد یہ ماں کی دعائیں ہیں اللہ نے نیکوں کے قدموں میں بیٹھنے کی جگہ عطا فرمادی۔ آج پچاس سال نصف صدی گزر گئی مگر وہ نیک بن کر جیئے گا کہ الفاظ آج بھی ذہن کے اندر اپنے اثرات رکھتے ہیں تو اس لئے ماں کو چاہئے کہ اگر لوری بھی دے تو ایسی ہو کہ جس میں نیکی کا پیغام بچے کو پہنچ رہا ہو۔

بچوں کے سامنے بے شرمی والی حرکات سے اجتناب کیجئے

بچے کا دماغ کیمرے کی طرح ہوتا ہے ہر چیز کا عکس محفوظ کر لیتا ہے۔ حکماء نے لکھا ہے کہ چھوٹے بچے کے سامنے بھی کوئی بے شرمی والی حرکت نہ کرے۔ میاں بیوی کوئی ایسا معاملہ نہ کریں کہ یہ بچہ چھوٹا ہے اس کو کیا پتہ اگرچہ وہ چھوٹا ہوتا ہے لیکن اس کے ذہن کے بیک گراؤنڈ کے اندر یہ سب مناظر نقش ہو رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کا بڑا خیال رکھیں۔

بچے کو خالق حقیقی کا تعارف

بچے کا ایمان مضبوط کرنے کیلئے ماں کو چاہئے کہ کوشش کرتی رہے۔ بچہ بڑا ہو گیا اور اس کو کوئی ڈرانے کی بات آئی تو کبھی بھی کتے، بلے سے نہ ڈرائیں۔ کسی جن بھوت سے مت ڈرائیں۔ جب بھی کوئی بھی ہو تو بچے کے ذہن میں اللہ کا تصور ڈالیں بیٹا اگر تم ایسے کرو گے تو اللہ میاں ناراض ہو جائیں گے۔ اب جب آپ پیار سے سمجھائیں گی کہ اللہ میاں ناراض ہو جائیں گے بچہ پوچھے گا کہ اللہ میاں کون ہے۔ اب آپ کو اللہ رب العزت کا تعارف کروانے کا موقع مل جائے گا آپ تعارف کروائیں۔ اللہ میاں وہ ہے جس نے آپ کو دودھ عطا کیا۔ اللہ میاں وہ ہے جس نے آپ کو سماعت دی۔ بصارت دی جس نے آپ کو عقل عطا کی۔ جس نے مجھے بھی پیدا کیا اور آپ کو بھی پیدا کیا ہم سب اللہ کے بندے ہیں جب آپ اللہ کی ایسی تعریفیں کریں گی اور اس کے انعامات کا تذکرہ کریں گی تو بچپن سے ہی بچے کے اندر اللہ کی محبت اور جنت میں جانے کا شوق پیدا ہو جائے گا کہ ہم جنت میں کب جائیں گے۔ مجھے اتنی اچھی اس کی بات لگی کہ دیکھو بچے کو جنت کی باتیں سنائی اور ابھی سے پوچھ رہا ہے کہ ابو ہم جنت میں کب جائیں گے؟ ابھی سے اس کو انتظار اور شوق نصیب ہو گیا۔ ماں کو بھی چاہیے کہ اسی طرح بچے کے اندر نیکی کے اثرات ڈالے اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ایمان مضبوط کرے۔ صبر سے کام لے۔

ڈانٹ ڈپٹ سے بچے کی شخصیت پر منفی اثرات

بچے سے کوئی بھی غلطی ہو جائے ذرا سی غلطی پر ڈانٹ ڈپٹ کرنے بیٹھ جانا یہ اچھی ماؤں کی عادت نہیں ہوتی۔ بچے کو عزت کے ساتھ ڈیل کریں اور آپ نے بچے کو عزت کے ساتھ ڈیل کیا تو بچے کے اندر اچھی شخصیت پیدا ہوئی۔ اگر آپ نے بات بات پر ڈانٹنا شروع کر دیا تو بچے کی صفات کھل نہیں سکیں گی۔ اس کی شخصیت کے اندر کبھی قائدانہ صفات پیدا نہیں ہونگی۔ اس لئے بچے کی تربیت کرنا ماں کا اولین فریضہ ہوتا ہے۔ اگر بچے سے غلطی ہو جائے یا نقصان ہو جائے تو بچے کو پیار سے سمجھائیں۔ مثال کے طور پر آپ کی بیٹی ہے اس نے پانی پینا ہے اب آپ کسی کام میں لگی ہوئی ہیں اس

نے فریج کا دروازہ کھول دیا اور دروازہ کھول کر پانی نکالنے لگی تو کھانا بنا پڑا تھا جو دعوت کیلئے آپ نے پکایا تھا مہمان آنے والے تھے وہ کھانا پلیٹ سے نیچے گر کر ضائع ہو گیا۔ اب دیکھتے ہی غصے میں آ کر بیٹی کو کوسنا اور ڈانٹنا یہ اچھی بات نہیں آپ آئیں اور بیٹی کو پیار سے کہیں بیٹی کوئی بات نہیں یہ تو مقدر میں ایسے تھا۔ یہ ایسے ہی اللہ نے لکھا تھا اس نے نیچے گرنا تھا۔ بیٹی کوئی بات نہیں آئندہ اگر تجھے کسی چیز کی ضرورت ہو تو میں تمہیں اٹھا کر دے دیا کروں گی۔ مجھے کہہ دیا کرو۔ آپ بالکل پریشان نہ ہوں۔ یہ تو اللہ کی طرف سے ایسے ہونا تھا۔ جب آپ ایسا کہیں گی تو بیٹی آگے سے جواب دے گی امی میں آئندہ سے احتیاط کروں گی۔ میں گندی بچی نہیں بنوں گی۔ میں آپ کو ہی ایسی باتیں بتا دیا کروں گی تو پھر بیٹی آپ سے پوچھے گی کہ امی اگر ابو آئیں گے تو آپ ڈانٹیں گے تو نہیں امی ابو کو اگر پتہ چل گیا کہ میں نے یہ نقصان کیا ہے وہ مجھے ماریں گے تو نہیں۔ آپ بچی کو تسلی دیں کہ نہیں ہرگز نہیں میں تمہارا نام نہیں بتاؤں گی۔ یہی کہوں گی کہ یہ گر کر ضائع ہو گیا۔ میں تمہارے ابو کو فون کر دیتی ہوں کہ وہ آتے ہوئے کچھ اور کھانے کا بندوبست کر کے لے آئیں تاکہ مہمانوں کے سامنے کچھ سویٹ ڈش رکھی جا سکے۔ تو ایسی بات میں آپ دیکھیں گی کہ بچی آپ کو اپنا نگہبان سمجھے گی۔ سر کا سایہ سمجھے گی کہ ماں میرے عیبوں کو چھپاتی ہے اور میرا ساتھ دیتی ہے۔

اچھی تربیت کے سنہری اصول

بچپن میں جب ماں اپنے بچوں کی ہمدرد اور غمگسار بنے گی تو بڑی ہو کر یہی بچی ہو گی جو آپ کے دکھ بانٹے گی اور آپ کی خدمت میں زندگی گزارے گی۔ اسی طرح بچی کے اندر شخصیت کی عظمت کو پیدا کریں اور بچی کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت پیدا کریں جب کھانا ضائع ہو گیا تھا تو اللہ کا تصور ڈالئے کہ اللہ کو ایسا منظور تھا اور ساتھ یہ بھی کہے کہ بیٹی اللہ کے سامنے استغفار کر لو۔ اللہ نے ایک نعمت ہمیں دی تھی مگر ہم سے ضائع ہو گئی۔ آئندہ وہ ہمیں نعمتوں سے محروم نہ کر دے۔ جب آپ بچی کو بہانے سے اللہ کی نعمتوں کی طرف توجہ دلائیں گی تو بے اختیار اس کے دل میں ایمان مضبوط ہو گا۔ اچھی

ماؤں کی تو یہی بات ہوتی ہے۔ ہر ہر بات میں سے نکتے نکال کر بچوں کا دھیان اللہ کی طرف لے جاتی ہیں۔ نیکی کی طرف لے جاتی ہیں۔ دین کی طرف لے جاتی ہیں اسی کا نام اچھی تربیت ہوتی ہے۔ جب بچے آپ کے سامنے آئیں تو بچوں کو چھوٹی چھوٹی قرآنی آیات یاد کروائیں۔ چھوٹی چھوٹی سورتیں یاد کروائیں۔ چھوٹے بچے بھی یاد کر لیتے ہیں۔ انسان حیران ہوتا ہے کہ کتنی چھوٹی عمر میں بچے ایسی چیزوں کا یاد کرنا اور Pick up کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ہماری ایک شاگردہ تھی مریدہ تھی قرآن پاک کی حافظہ، عالمہ اور قاریہ تھی اس کی شادی ہوئی اللہ نے اس کو بیٹا عطا کیا اس نے اپنے بیٹے کی اچھی تربیت کی پھر ایک مرتبہ اس نے اپنے میاں کو بھیجا۔ بیٹا ساتھ تھا کہا کہ جائیں اور اس بچے کو کہا کہ حضرت صاحب کو تم نے سبق سنانا ہے اور شرط لگائی کہ حضرت صاحب کے سامنے تم نے کھڑے ہو کر سبق سنانا ہے اس کا خاوند بیٹے کو لے کر آیا کہ بچہ اتنا چھوٹا تھا کہ ابھی پوری طرح کھڑا بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ ہم نے اس کو کھڑا کرنے کی کوشش کی مگر وہ تو بیچارا توازن بھی برقرار نہیں رکھ سکتا۔ گرنے لگتا تھا۔ چنانچہ میں نے کہا یہ بیٹھ کر سنا دے۔ اس نے کہا کہ نہیں اس کی امی نے کہا تھا کہ حضرت صاحب کے سامنے کھڑے ہو کر سنانا ہے۔ عجیب بات تھی یہ کیسے کھڑا ہو۔ چنانچہ ہم نے اس کی ترکیب یہ نکالی اس بچے کو دیوار کے ساتھ لگا کر کھڑا کیا اور دونوں طرف دو تکیہ رکھ دیئے۔ بچے نے دونوں ہاتھ تکیے پر رکھے۔ سہارے کے ساتھ کھڑا ہوا۔ میرا خیال تھا کہ بچہ بسم اللہ پڑھے گا یا کوئی ایسی چیز پڑھے گا جو اسکی ماں نے اسے یاد کروائی ہوگی۔ اتنا چھوٹا بچہ تو تلی زبان سے تھوڑے تھوڑے گویا الفاظ بولنا ابھی سمجھا تھا جب اس نے پڑھنا شروع کیا۔ تو ہم حیران رہ گئے اس نے **تبارک الذی** سے سبق شروع کیا اس نے پوری **سورۂ ملک** کو سنا دیا۔ آج تک ہم اس پر حیران ہیں۔ اتنا چھوٹا بچہ سورۃ ملک کا حافظ کیسے بن گیا جب پوچھا گیا تو ماں نے بتایا کہ میرے دل کی تمنا تھی یہ چھوٹا سا تھا بولنا نہیں جانتا تھا اس کے سامنے سورۂ ملک پڑھتی تھی روزانہ رات کو سوتے وقت سورۃ ملک پڑھنا میرا معمول بن گیا میں اس بچے کو ایسے سناتی تھی جیسے کسی استاذ کو سناتے ہیں۔ تھوڑا تھوڑا بچے نے بولنا شروع کیا اس نے الفاظ Pick up کرنے شروع کر

دیئے، اتنی چھوٹی عمر میں اللہ نے اس کو سورۂ ملک کا حافظ بنا دیا تو یہ ماؤں پر منحصر ہے کہ چھوٹی عمر میں ہی بچے کے سامنے دین کی باتیں کرنے لگ جائیں۔ ماں بننا آسان ہے مگر ماں بن کر تربیت کرنا یہ مشکل کام ہے۔ آج کل کی سب سے بڑی خرابی ہماری یہی ہے کہ بچیاں جوان ہو جاتی ہیں اپنی شادی کے بعد مائیں بن جاتی ہیں۔ مگر دین کا علم نہیں ہوتا اس لئے ان کو سمجھ نہیں ہوتی ہم نے بچوں کی تربیت کیسے کرنی ہے اس لئے ایسی محفلوں میں آنا انتہائی ضروری ہوتا ہے تاکہ بچیوں کو پتہ چل سکے کہ دینی نقطہ نظر سے ہم نے اپنی اولادوں کی تربیت کیسے کرنی چاہئے تاکہ وہ بھی ان باتوں کو سن کر اپنی زندگی میں لاگو کر سکیں۔ چنانچہ جب بچہ سات سال کا ہو شریعت کا حکم ہے کہ اس کو نماز پڑھانا شروع کر دیں اور جب دس برس کا ہو تو نماز پڑھنے کے اندر سختی کرنے لگ جائیں۔ یہ ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچے کو دین سکھائیں۔ دین کی تعلیم دیں۔

اولاد کا حق ماں باپ پر

حدیث پاک میں آتا ہے ایک مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک باپ اپنے بیٹے کو لے آیا۔ بیٹا جوانی کی عمر میں تھا مگر وہ ماں باپ کا نافرمان بیٹا تھا اس نے آکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے مگر میری کوئی بات نہیں مانتا۔ نافرمان بن گیا ہے۔ آپ اسے سزا دیں یا سمجھائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب باپ کی یہ بات سنی تو بیٹے کو بلا کر پوچھا کہ بیٹے بتاؤ کہ تم اپنے باپ کی نافرمانی کیوں کرتے ہو تو اس بیٹے نے آگے سے پوچھا کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کیا والدین کے ہی اولاد پر حق ہوتے ہیں یا اولاد کا بھی ماں باپ پر کوئی حق ہوتا ہے اس نے کہا کہ میرے باپ نے میرا کوئی حق ادا نہیں کیا سب سے پہلے اس نے جو ماں چنی وہ ایک باندی تھی جس کے پاس کوئی علم نہیں تھا۔ نہ اس کے اخلاق ایسے نہ علم ایسا اس نے اس کو اپنایا اور اس کے ذریعے سے میری ولادت ہوگی تو میرے باپ نے میرا نام جُعل رکھا جعل کا لفظی مطلب گندگی کا کیڑا ہوتا ہے۔ یہ بھی کوئی رکھنے والا نام تھا۔ جو میرے ماں باپ نے رکھا۔ پھر ماں کے پاس چونکہ دین کا علم نہیں تھا اس نے مجھے کوئی

دین کی بات نہیں سکھائی اور میں بڑا ہو کر جوان ہو گیا۔ اب میں نافرمانی نہیں کرونگا تو اور کیا کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو فرمایا کہ بیٹے سے زیادہ تو ماں باپ نے اس کے حقوق کو پامال کیا۔ اس لئے اب یہ بیٹے سے کوئی مطالبہ نہیں کر سکتے۔ آپ نے مقدمے کو خارج کر دیا۔

والدین کی اولین ذمہ داری

ماں باپ کو چاہئے کہ وہ اولاد کو دین سکھائیں تاکہ بچے بڑے ہو کر ماں باپ کے بھی فرمانبردار بنیں اور اللہ تعالیٰ کے بھی فرمانبردار بنیں۔ شروع سے بچے کو نیکی سکھانا یہ ماں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ ان میں ایک نقطہ یہ بھی ذہن میں رکھ لیں کہ ماں کو چاہئے کہ جب دینی شخصیات کا نام آئے علماء کا نام اولیاء کرام کا نام، مشائخ کا نام، انبیاء کا نام، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا نام، جب ایسی شخصیتوں کے نام آئیں تو ماں کو چاہئے کہ بڑے ادب کے ساتھ بچے کے سامنے نام لے۔ جب ماں دینی شخصیتوں کا نام بڑے ادب کے ساتھ بچے کے سامنے لے گی تو بچے کو Message ملے گا کہ بیٹا تم بھی ایسا بننا۔ تمہیں بھی عزت ملے گی چنانچہ جب آپ اس طرح سے ان کے سامنے اچھا نام لیں گے تو بچہ عالم، حافظ، قاری بننے کی کوشش کرے گا نیک بننے کی کوشش کرے گا۔ نیک بندوں کے احوال اور واقعات اس کو سنائیں اور بچوں کو ان کا تعارف کروائیں۔ جب آپ تعارف کروائیں گے تو بچے کے پاس علم کا ذخیرہ آ جائے گا کہ میں نے بھی ایسے بننا ہے عام طور پر مائیں اپنے بچوں کو اس قسم کے واقعات نہیں سناتی بلکہ کبھی سنانا بھی ہے تو کسی نے مرغے کی کہانی سنائی کسی نے بلی کی کہانی سنائی اور کسی نے چڑیا کی کہانی سنائی، بڑی خوش ہوتی ہیں کہ میرا بچہ مرغے کی کہانی سن کر سو جاتا ہے ان کو جنت کی باتیں سنائیں تو اس سے بچے کے اندر نیکی کا شوق آتا ہے۔

بچوں کو سلام اور شکریہ ادا کرنے کی عادت ڈالیں

چھوٹے بچوں کو سلام کرنے کی عادت ڈالیں۔ اسے بتائیں کہ بیٹے دوسروں کو دیکھو تو سلام کرتے ہیں۔ دونوں ہاتھوں سے سلام کرنے کی عادت ڈالو، اسلام کے

الفاظ بچوں کو سکھائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ﴾

تم سلام کو عام کرو ایک دوسرے کے درمیان رواج دو۔

تو ہمیں چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ بچے کو سلام کہنے کی عادت ڈالیں اس سے بچے کے دل سے جھجک دور ہو جاتی ہے اور وہ ڈیپریشن میں نہیں جاتا۔ دوسروں کو دیکھ کر خوفزدہ نہیں ہوتا بلکہ اس کو سلام کرنے کی عادت ہوتی ہے تو ماں کو چاہئے کہ بچے کو سلام کہنے کا طریقہ سکھائے تاکہ بچے کے دل سے مخلوق کا ڈر دور ہو جائے اور بچے کے اندر جرأت آ جائے بزدلی سے وہ بچ جائے اس طرح بچے کو شکریہ کی عادت بچپن سے سکھائیں چھوٹی عمر کا ہے ذرا سمجھ بوجھ رکھنے والا ہو تو اس کو سمجھائیں کہ جب تم سے کوئی نیکی کرے بھلا کرے تمہارے کام میں تمہارا تعاون کرے، تو بیٹا اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ چنانچہ اس کو شکریہ کی عادت بچپن سے ڈالیں۔ جب وہ انسانوں کا شکریہ ادا کرے گا تو پھر اس کو اللہ کا شکر ادا کرنے کا بھی سبق مل جائے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ﴾

جو انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکریہ ادا نہیں کرتا

تو یہ شکریہ کی عادت ہمیں ڈالنی چاہیے۔ عجیب بات ہے ہمیں اتنا زیادہ اس کا حکم دیا گیا مگر آج شائد ہی کوئی ماں ہو جو اپنے بیٹے کو شکریہ کے الفاظ سکھائے۔ ﴿جزاکم اللہ جزاک اللہ خیرا﴾ الفاظ اپنے بچوں کو سکھائیں تاکہ بچے کو صحیح سنت کے مطابق شکریہ ادا کرنے کے الفاظ آتے ہوں آج یہ عمل ہمارا تھا لیکن غیر مسلموں نے اس کو اپنا لیا۔

اُولاد کو بددعائیں دینا نعمت کی ناقدری ہے

بچہ غلطی کرے آپ کو تکلیف پہنچائے۔ جتنا مرضی ستائے کسی حال میں بھی بچے کو بددعا نہ دیں۔ شیطان دھوکہ دیتا ہے ماں کے دل میں یہ بات ڈالتا ہے کہ میں دل سے بددعا نہیں دے رہی بس اوپر اوپر سے کہہ رہی ہوں اور اس دھوکے میں کئی مرتبہ مائیں آ جاتی ہیں اور زبان سے برے الفاظ کہہ جاتی ہیں۔

یا درکھنا یہ اولاد اللہ کی نعمت ہے اس کو بد دعا دینا نعمت کی ناقدری ہے اللہ کتنا کریم ہے ہم جیسے ناقدروں کو بھی نعمتیں عطا فرمادیتا ہے تو اسکی قدر کیجئے اور اس کو دعائیں دیجئے بلکہ یہ تنگ کریں تو اس کے بدلے میں آپ دعائیں دیں۔ تو یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپالے جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دے
اسے اور کیا نام دے گا زمانہ وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

تو رحمت کا تقاضا یہی ہے محبت کا تقاضہ یہی ہے کہ بچے جتنا بھی ایذاء پہنچائیں تو ماں بالآخر ماں ہوتی ہے کسی حال میں بھی اپنی زبان سے بد دعا نہ دے۔ بلکہ بچوں کیلئے خوب دعائیں کیا کریں رات کی تنہائیوں میں اپنی نمازوں میں اللہ سے لو لگا کر بیٹھا کریں۔

حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کی دعا

بی بی مریم علیہا السلام کیلئے اس کی ماں نے کتنی دعائیں کیں۔ اور پھر یہ دعائیں کرتی رہیں۔ یہی نہیں کہ بچے کو پیدائش ہوگئی تو دعا بند کردیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ یہ اس کے بعد بھی وہ دعائیں کرتی رہی:

> "انی اعیذ ھابک و ذریتھا من الشیطن الرجیم". (سورۂ آل عمران)
>
> اے اللہ میں نے اپنی اس بیٹی کو اور اس کی آنے والی ذریت کو شیطان رجیم کے خلاف آپ کی پناہ میں دیا۔

تو گویا بچی چھوٹی ہے مگر ماں کی محبت دیکھئے۔ فقط اس بچے کیلئے ہی دعائیں نہیں مانگ رہی اس کی آنے والی نسلوں کیلئے بھی دعا مانگ رہی ہے۔ اللہ رب العزت کو ماں کی یہ بات اتنی پسند آئی۔ فرمایا:

> "فتقبلھا ربھا بقبول حسن و انبتھا نباتاً حسناً" (سورۂ آل عمران)
>
> اللہ رب العزت نے پھر اس بچی کو قبول فرمالیا اور پھر اس کی تربیت ایسی اچھی فرمائی کہ بہت ہی اچھی تربیت تو یہ ماں کی دعا تھی

اور مربی تو حقیقت میں اللہ رب العزت ہے۔ وہ بندے کی تربیت فرماتے ہیں۔

تو ماں کی دعاؤں کو قبولیت حاصل ہے۔ اس لئے دعا کیجئے تاکہ بچے پر اللہ رب العزت کی خاص نظر ہو جائے۔

بچوں کی حفاظت کے لئے انمول وظیفہ

جب بچے سو رہے ہوں تو ان پر حصار حفاظت کا ضرور بنا لیا کریں۔ ہمارے مشائخ نے ایک حفاظت کا حصار بتایا اور اس کی اتنی برکتیں ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ موت کے سوا کوئی مصیبت نہیں آسکتی میرے پیر و مرشد نے جب اس عاجز کو یہ حصار کی اجازت دی تو فرمانے لگے کہ ہم نے اس حصار کو کئی مرتبہ مرنے والوں کو جو قبر میں پہنچ چکے تھے ان کے گرد بھی باندھا۔ تو دیکھا کشف کی نظر سے اللہ نے ان کی اس رات کے قبر کے عذاب کو معاف فرما دیا تو یہ بہت ہی مشائخ کی طرف سے ایک قیمتی عمل ہے اور اس عاجز کو اس کی اجازت ہے اور آج یہ عاجز سب سامعین اور سامعات کو مردوں اور عورتوں کو اجازت دے رہا ہے تاکہ یہ اللہ رب العزت کی حفاظت میں آجائیں۔ وہ حصار کیا ہے کہ پہلے درود شریف پڑھ لیا کریں پھر الحمد للہ شریف پوری سورۃ پڑھ لیا کریں پھر آیۃ الکرسی پڑھیں اور چاروں قل پڑھیں آخر میں درود شریف پڑھ لیں یعنی اول و آخر درود شریف پڑھنا درمیان میں سورۂ فاتحہ آیۃ الکرسی اور چاروں قل پڑھنا اور یہ سب کچھ پڑھ کر اپنے گرد بچوں کے گرد، گھر کے گرد، جہاں بزنس، دکان، دفتر وغیرہ ہو ان سب کا تصور کر کے ان کے گرد اپنے تصور میں ایک دائرہ بنا دیں جس جس چیز کے گرد آپ دائرہ بنا دیں گی وہ سب چیزیں اللہ رب العزت کی حفاظت میں آجائیں گی۔ کلام اللہ کی ہم نے بڑی برکتیں دیکھی اور سینکڑوں واقعات ہیں۔ اللہ رب العزت کی حفاظت کے جن کو بتانے میں اب مناسب وقت بھی نہیں ہے۔ اس لئے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ یہ حصار جس دن میں اور جس رات میں آپ بچوں کے گرد بنائیں گی آپ کے بچے فتنوں سے، آفتوں سے، مصیبتوں سے محفوظ رہیں گے اور جس دن کوئی مصیبت آنی ہو گی آپ دیکھنا کہ آپ اس عمل کو بھول بیٹھیں گی، تب کوئی مصیبت آئے گی ورنہ تو اللہ رب العزت کی حفاظت میں رہیں گے۔

باوضو کھانا پکائیے

بچوں کیلئے جب کھانا پکایا کریں تو کوشش کیا کریں کہ باوضو کھانا پکائیں اگر وضو رکھنے میں مشکل ہو تو کم از کم زبان سے سبحان اللہ پڑھ لیا کریں۔ الحمدللہ پڑھ لیا کریں۔ اللہ اکبر پڑھ لیا کریں۔ لا الہ الا اللہ کا ورد کیا کریں۔ یہ وردان الفاظ کا تو عورت ہر حال میں کرسکتی ہے۔ جسم پاک ہو پھر بھی کرسکتی ہے۔ نہیں پاک پھر بھی ان کو پڑھ سکتی ہے۔ فقط قرآن مجید سے منع کیا گیا اور ناپاکی کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا۔ باقی اس قسم کے اذکار زبان سے کیے جاسکتے ہیں۔ تو کھانا پکاتے ہوئے اگر آپ اللہ کا ذکر کریں گی۔ سبحان اللہ اس کی برکتیں ہونگی اور اگر پاکی کے ایام ہیں اور آپ کو کچھ سورتیں یاد ہیں تو ان سورتوں کو پڑھیئے تاکہ قرآن پڑھنے کی برکتیں آپ کے کھانے میں آجائیں یہ صحابیات کا عمل ہے۔

باوضو کھانا پکانا صحابیات رضی اللہ عنہم کا عمل

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے تنور پر روٹیاں لگوائیں جب پک کر تیار ہوگئیں تو فرمانے لگیں لے بہن میرا تو کھانا بھی تیار ہوگیا اور میرے تین پارے کی تلاوت بھی مکمل ہوگئی۔ معلوم ہوا جتنی دیر میں یہ روٹیاں لگاتیں تھیں۔ یہ زبان سے اللہ کا قرآن پڑھتی رہتی تھیں۔ تو یہ صحابیاتؓ کی سنت ہے آپ بھی اس کو ادا کریں کچھ عرصہ قبل کراچی میں متعلقین میں سے کسی کے ہاں جانا پڑا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت یہ آپ کا کھانا گھر میں بنا تو اس کو پکانے کیلئے میری اہلیہ نے ۲۱ مرتبہ سورۂ یٰسین شریف مکمل پڑھی خوشی ہوئی کہ آج بھی نیک عورتیں ایسی ہیں جو باوضو کھانے بناتی ہیں۔ اور کھانے پکانے کے دوران اللہ کا قرآن ان کی زبان پر ہوتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی سورتیں یاد ہوں تو وہی پڑھ لیجیئے۔ سورۃ اخلاص تو ہر مسلمان بندے کو یاد ہوتی ہے۔ فقط یہی پڑھتی رہیں تو یہ بھی کافی ہے اور اگر سورتیں بھی نہیں پڑھ سکتیں پاکی کی حالت نہیں تو چلو ذکر کرلیں۔ سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر یہ کلمات پڑھنے میں بہت آسان ہیں۔

کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی

الرحمن سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم . (بخاری شریف)

بخاری شریف کی آخری حدیث یہی ہے کہ یہ دو کلمے ایسے ہیں کہ پڑھنے میں بہت ہلکے ہیں اور اللہ رب العزت کو بڑے محبوب ہیں لیکن میزان کے اندر بڑے بھاری ہیں۔

باوضو پکے ہوئے کھانے کے اثرات

آپ جب اس طرح قرآن پڑھ کر اور ذکر کر کے کھانا پکائیں گے تو یہ کھانا آپ کے میاں کھائیں گے تو ان کے دل میں نیکی کا شوق آئے گا۔ بچے کھائیں گے تو ان کے دل کے اندر نیکی کا شوق آئے گا۔ یہ جو کچھ ہم کھاتے ہیں وہی تو ہمارے جسم کا گوشت بنتا ہے۔ اگر حلال مال ہے اور ذکر سے پکا ہوا ہے تو پھر اسکے ٹشوز بنیں گے یقیناً ان میں اللہ کی محبت سموئی ہوئی ہوگی اور اگر حرام کھائیں گے ناپاکی، غفلت کی پکی ہوئی غذا کھائیں گے۔ پاکی ناپاکی کا خیال رہے یا نہیں تو پھر جو بھی غذا کھائیں گے وہ ٹشو جو جسم میں جا کر بنیں گے انسان کو وہ گناہ پر اکسائیں گے۔ جس ماں نے اپنے بچوں کو غذا اچھی دے دی وہ سمجھ لے کہ میں نے بچوں کی آدھی سے زیادہ تربیت کر دی اس کا اتنا اثر ہے بچوں کے نیک بننے میں۔ لہٰذا ان کو ذکر والا کھانا کھلایئے اور باوضو کھانا کھلایئے۔ تاکہ اللہ رب العزت ان کے اثرات بچوں پر وارد فرمائیں۔

بچے کو سکون کی نیند دلانے کی دعا

جب بچے رات کو سونے لگیں کئی مرتبہ بچے رات کو جلدی نہیں سوتے روتے ہیں۔ نیند نہیں آتی وجہ یہ ہے کہ وہ بیچارے بول بھی نہیں سکتے، جسم کی تکلیف بتا بھی نہیں سکتے، ماں خود اندازہ لگائے۔ تب اسے پتہ چلے گا کہ فلاں وجہ سے رو رہا ہے ورنہ نہیں۔ اب ماں خود بخود اس پر غصے ہوتی ہے۔ روتا ہے سو نہیں رہا ایسے وقت تحمل سے کام لیجئے ایک دعا بزرگوں نے بتائی ہے۔

اللهم غارت النجوم وهدأت العيون انت حي قيوم لا تاخذك سنة ولا نوم يا حي يا قيوم اهدليلي وانم عيني.

جب یہ دعا پڑھ کر آپ بچے پر دم کر دیں گی اللہ رب العزت بچے کو سکون کی نیند عطا فرما دیں گے۔ اگر بچی ہے تو لیلتھا وانم عینھا کے الفاظ یعنی صیغہ استعمال کر لیں۔ یعنی جو مؤنث تانیث کیلئے ہوتا ہے تو اس طرح اس دعاء کو پڑھ لینے سے اور دم کر دینے سے بچوں کو نیند جلدی آ جاتی ہے۔

بچے کورے کاغذ کی مانند ہیں

یاد رکھئے کہ بچے کورے کاغذ کی مانند ہوتے ہیں ان پر خوبصورت پھول بوٹے بنانا یا الٹی سیدھی لکیریں لگانا یہ سب ماں کا کام ہوتا ہے، اگر ماں نے اچھی پرورش کی تو سب پھول بوٹے بن گئے اور اگر اسکی تربیت کا پتہ ہی نہیں تو پھر اس نے الٹی سیدھی لکیریں لگا دیں۔ اور گویا ان بچوں کو بگاڑنے میں اس کی معاون ہو گئی۔ پرورش سے مراد یہی نہیں ہوتا کہ بچے کا جسم بڑا کرنا ہوتا ہے بلکہ پرورش سے مراد یہ ہے کہ جس طرح جسم بڑھے ساتھ دل کی صفات بھی بڑھیں۔ دماغی Capabilities بھی کھل کر سامنے آئیں۔ تو جو اچھی مائیں ہوتی ہیں وہ فقط بچے کے جسم کو بڑا نہیں کرتیں، اس کے دل کو بھی بڑا کرتی ہیں، اس کے دماغ کو بھی بڑا کرتی ہیں۔ اور اسکے اندر ایسی سوچ ڈال دیتی ہیں کہ چھوٹی عمر میں ہی اس کی دماغی صلاحتیں کھل کر سامنے آ جاتی ہیں یہ دل دماغ کی صلاحیتوں کو کھولنا یہ بھی ماں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ کئی مائیں تو اتنی اچھی بچوں کی پرورش کرتی ہیں ان کے بچوں کو دیکھ کر دعائیں دینے کو جی چاہتا ہے۔

والدین کی دعاؤں کے اثرات

عام طور پر لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ ماں کی گود بچے کی پہلی درس گاہ ہوتی ہے یہ بات شریعت نے نہیں بتائی بلکہ یہ (شریعت نے تو) بتایا کہ ماں کی گود میں آنے سے پہلے ہی بچے پر اثرات آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ بچے کی پیدائش سے پہلے ہی ماں باپ کی دعاؤں کا اثر ہوتا ہے۔ ماں باپ کی نیکیوں کا اثر ہوتا ہے۔ یہ اثر تو پہلے سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ سنئے اسلام نے پہلے سے ہی نشاندہی کر دی۔ چنانچہ حضرت نعمان ایک بزرگ گزرے ہیں۔ انہوں نے اپنے بیٹے ثابت کو ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی

خدمت میں حاضر کر دیا اور کہا کہ امیر المؤمنین میرے بیٹے کے اولاد نہیں آپ اس کیلئے دعا فرما دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دعا فرما دی۔ ثابت کو بیٹا ملا اس نے اپنے والد کے نام پر اس کا نام نعمان رکھا چنانچہ یہ بچہ (نعمان بن ثابت بن نعمان) جب بڑا ہوا تو اپنے وقت کا امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ بنا تو معلوم ہوا کہ ماں باپ نے دعائیں کروائیں، اللہ والے کے ہاتھ اٹھ گئے اللہ نے ان کو ہیرے موتی جیسا بیٹا عطا فرما دیا۔ تو اس وقت سے اثرات شروع ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک بزرگ ہیں پہلی صدی جب مکمل ہوئی تو اس سے تقریباً پندرہ بیس سال پہلے کی بات ہے۔ جس کا نام عبدالعزیز تھا وہ ایک بزرگ کے پاس جاتے تھے جن کا نام ابو ہاضم تھا بڑے اللہ والے تھے۔ یہ ان کی خدمت میں آتے جاتے، نیاز مندی سے بیٹھتے۔ چنانچہ ابو ہاضم نے ایک مرتبہ خوش ہو کر اپنی خشک روٹی کا ایک بچا ہوا ٹکڑا ان کو بھی دے دیا کہ یہ آپ لے لیں انہوں نے اس کو تبرک سمجھا کہ یہ اللہ والے کا بچا ہوا کھانا ہے ویسے ہی مومن کے کھانے میں شفا ہوتی ہے پھر ایک نیک بندے نے کھانا دیا تحفہ دیا یہ تو تبرک تھا۔ حضرت عبدالعزیز اس ٹکڑے کو لے کر اپنے گھر آئے اب سوچنے لگے کہ میں کیا کروں۔ بیوی نے بھی مشورہ کیا کہ اس کو اس طرح سے استعمال کرنا چاہیے کہ اس کی برکتیں حاصل کر سکیں۔ چنانچہ انہوں نے نیت کر لی کہ میں اس کے تین ٹکڑے کرتا ہوں روزانہ روزہ رکھوں گا اور اس روٹی کے ٹکڑے سے افطار کروں گا۔ یہ اس کا بہترین استعمال ہے۔ چنانچہ یہ ادب تھا دل کے اندر نیکی تھی۔ چنانچہ انہوں نے تین روزے رکھے پہلا روزہ پہلے ٹکڑے سے افطار کیا اور دوسرا روزہ دوسرے ٹکڑے سے افطار کیا اور تیسرا روزہ تیسرے ٹکڑے سے افطار کیا۔ اللہ کی شان جب تیسرا روزہ مکمل ہوا تو رات کو میاں بیوی آپس میں اکٹھے ہوئے۔ اللہ نے اس رات میں اس کو برکت عطا فرما دی ان کے ہاں ایک بیٹا ہوا جس کا نام انہوں نے عمر رکھا یہ عمر جب جوان ہوا تو اللہ نے اس کو عمر بن عبدالعزیز بنا دیا تو یہ اثرات ہوتے ہیں۔

والدین کا اثر اولاد پر

آداب کیلئے ماں کی گود پہلا مدرسہ نہیں ہوتی بلکہ اس سے پہلے سے اثرات شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ دین اسلام کا حسن ہے اس نے ہمیں نشاندہی کر دی پہلے سے بتا دیا کہ

بطن سے اثرات آتے ہیں بلکہ سمجھ لیجئے کہ اولاد کی امید لگنے سے پہلے ماں باپ کی زندگی نیکی پر ہوگی اور ماں باپ کے اندر اخلاص ہوگا اور ماں باپ کے اندر اللہ رب العزت کی خشیت ہوگی تو ان کی دعائیں ان کیلئے نیک اولاد کا سبب بنیں گی۔ چنانچہ اس عمر سے ان کے اوپر اثرات ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک درویش کہیں جا رہے تھے نہر کے کنارے کے اوپر بھوک لگی ہوئی تھی مگر کچھ کھانے کو نہیں تھا اللہ کی یاد میں جا رہے تھے۔ اس بھوک کے عالم میں انہوں نے جب نہر کے پانی کو دیکھا تو ایک سیب ان کو تیرتا ہوا نظر آیا، ان کو بھوک لگی ہوئی تھی اس نے وہ سیب لے لیا اور کھا لیا۔ جب کچھ پیٹ میں چلا گیا پھر خیال آیا۔ یہ سیب میرا تو نہیں، معلوم نہیں کہ کس خدا کے بندے کا تھا میں نے تو بلا اجازت سیب کھا لیا قیامت کے دن کیا جواب دینا پڑے گا اب پریشانی ہوئی دیکھیں اللہ والوں کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی پریشانی ہوتی ہے کہ ہم سے اللہ تعالیٰ کی کوئی تھوڑی سی بھی نافرمانی نہ ہو کسی بندے کا تھوڑا سا بھی حق ہمارے اوپر نہ آئے، چنانچہ سوچنے لگے کہ میں کیا کروں۔

دل میں خیال آیا کہ جدھر سے پانی آ رہا ہے ادھر ہی واپس چلا جاؤں۔ ہو سکتا ہے کہ جس بندے کا سیب گرا ہو مجھے وہ بندہ مل جائے۔ اب دعائیں مانگتے ہوئے ادھر جا رہے ہیں کچھ دور آگے چلے ان کو سیب کا ایک باغ نظر آیا جس کے درختوں کی شاخیں نہر کے پانی کے اوپر تک پھیلی ہوئی تھیں۔ یہ سمجھ گئے کہ کسی پرندے نے یہ سیب گرایا ہوگا۔ اور وہ پانی میں بہتا ہوا مجھے ملا اور میں نے کھا لیا چلو اس باغ کے مالک سے اس کی معافی مانگ لیتا ہوں میرے پاس پیسے تو نہیں چنانچہ یہ باغ کے مالک کو ملے اور ان کو جا کر بتایا میں بھوکا تھا ایک سیب نظر آیا وہ میں نے کھا لیا ہے کھانے کے بعد خیال آیا کہ یہ کسی کا حق میرے اوپر آ گیا ہے اب یا تو مجھ سے مزدوری لے لیں کیونکہ میرے پاس پیسے نہیں جو دے سکوں اور یا پھر مجھے معاف کر دیجئے اس باغ کے مالک کو پتہ نہیں کیا سوجھی کہا کہ ہاں میں آپ کو معاف نہیں کروں گا۔ میں آپ سے قیامت کے دن اپنا حق مانگوں گا وہ درویش ان سے منت سماجت کرنے لگا کہ بھائی مجھ سے غلطی ہو گئی اللہ کیلئے مجھے معاف کر دو۔ اگر معاف نہیں کرتے تو مجھ سے کوئی مشقت یا مزدوری لے لو۔ باغ کا مالک

کہنے لگا اچھا میں معاف تو نہیں کرتا مگر میں مشقت اور مزدوری لونگا درویش کہنے لگا کہ کون سا کام کراؤ گے۔ میں کرنے کیلئے تیار ہوں دنیا کی تکلیف اٹھانا آسان ہے۔ آخرت کی تکلیف اٹھانا بڑا مشکل ہے تو باغ کے مالک نے کہا! میری ایک جوان بیٹی ہے لیکن اندھی ہے، بہری ہے، گونگی ہے، لولی لنگڑی ہے ایک گوشت کا لوتھڑا سمجھ لیں۔ اگر تم اس سے نکاح کرو اور ساری زندگی اس کی خدمت کرو تو پھر میں تمہیں اپنا حق معاف کردونگا، ورنہ میں معاف نہیں کرسکتا۔

اب یہ بیچارے سوچتے رہے پھر دل میں خیال آیا کہ اس طرح کی زندہ لاش سے نکاح کر لینا اور ساری زندگی اس کی خدمت کرنا آسان ہے، لیکن قیامت کے دن کسی بندے کے حق کا جواب دینا بڑا مشکل معاملہ ہے۔ چنانچہ آمادہ ہو گئے۔ وقت طے ہو گیا۔ نکاح ہو گیا نکاح کے بعد رخصتی ہوئی جب یہ پہلی رات اپنی بیوی کو ملنے کیلئے تشریف لے گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ انتہائی خوبصورت تھی کہ جیسے حور پری ہوتی ہے۔ جس کی آنکھیں اچھی، زبان اچھی، کان اچھے، ہاتھ پاؤں اچھے وہ دلہن بن کر بیٹھی ہوئی ہے۔ اس نے سلام کیا پوچھا کہ آپ اس باغبان کی بیٹی ہیں کہنے لگی جی، پوچھا کہ آپ کی کوئی اور بہن بھی ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں میں اپنے باپ کی ایک ہی بیٹی ہوں بڑے حیران ہوئے اور دل میں سوچتے رہے کہ اس کے والد نے مجھے Specification (تفصیلات) تو کچھ اور بتائیں تھیں اور یہ تو اتنی پیاری خوبصورت بیوی کہ انسان تصور بھی نہیں کرسکتا۔ میاں بیوی کی رات اچھی گزر گئی۔ اگلے دن ان کے سسر سے ملاقات ہوئی تو سسر صاحب نے سلام کے بعد فوراً پوچھا سنائیں کہ آپ نے اپنے مہمان کو کیسے پایا۔ یہ کہنے لگے کہ جی آپ نے بتایا تھا کہ وہ اندھی ہے، بہری ہے، گونگی ہے، لولی ہے، لنگڑی ہے اور میرے ذہن میں تو یہ دھیان تھا لیکن وہ تو بالکل صحیح سلامت، تندرست ہی نہیں بلکہ اتنی خوبصورت کہ لاکھوں میں ایک ہے۔ یہ کیا معاملہ ہے تو اس وقت اس کے باپ نے کہا کہ وجہ یہ ہے کہ یہ میری بیٹی قرآن کی حافظہ ہے۔ حدیث کی حافظہ ہے اس نے ساری زندگی تقویٰ وطہارت کے ساتھ گزار دی،، کبھی اس نے غیر محرم پر نگاہ نہیں اٹھائی۔ میں نے اس لئے کہا کہ یہ اندھی ہے۔ کبھی غیر محرم سے کلام نہیں کیا میں نے اس

لئے کہا یہ گونگی ہے کبھی اس نے بغیر اجازت گھر سے قدم باہر نہیں رکھا میں نے اس لئے کہا کہ یہ لنگڑی ہے۔ اس طرح پاک زندگی گزارنے والی میری خوبصورت بیٹی تھی۔ میرا دل چاہتا تھا کہ اس کا خاوند ایسا ہو جس کے دل میں اللہ کا ڈر ہو۔ اس لئے کہ بیوی کے حقوق وہی اچھے طریقے سے پورے کرسکتا ہے۔ جس کے دل میں اللہ کا ڈر ہوگا۔ اسی لئے سورۃ النساء کو پڑھ کر دیکھئے ہر چند آیتوں کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾

یہ جو تقویٰ کو اختیار کرنے کا حکم دیا اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ تقویٰ کے بغیر میاں بیوی تعلقات میں توازن نہیں رکھ سکتے۔ یہ پرہیزگار انسان ہی ہوسکتا ہے جو بیوی کے حقوق ٹھیک ٹھیک ادا کرے۔ اور کمی نہ آنے دے۔ لہٰذا وہ کہنے لگے کہ میرے دل میں یہ تھا کہ جس کے دل میں تقویٰ ہو خوف خدا ہو اس کو میں اپنی بیٹی کیلئے خاوند کے طور پر چن لوں۔ جب آپ میرے پاس ایک سیب کی معافی مانگنے کیلئے آئے تو میں پہچان گیا کہ آپ کے دل میں خوف خدا ہے۔ اس لئے میں نے آپ کا نکاح اپنی بیٹی سے کردیا۔ یہ اتنا نیک باپ تھا اور اتنی نیک ماں تھی اللہ نے ان کو ایک بیٹا عطا فرمایا۔ انہوں نے اس کا نام عبدالقادر رکھا اور یہی عبدالقادر بچہ تھا جو بڑا ہو کر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بنا۔ تو جب ماں ایسی ہوتی ہے، باپ ایسا ہوتا ہے تو پھر بیٹا بھی اولیاء کا بادشاہ بنا کرتا ہے۔ تو ماں باپ کی گود بچے کا پہلا مدرسہ ہے۔ گود سے پہلے پہلے بہت سارے کام ہو چکے ہوتے ہیں۔

اس لئے جب سے انسان اولاد کی نیت کرے اس وقت سے دعائیں مانگے اور اس وقت سے ہر چیز کا خیال رکھے شریعت نے نشاندہی کردی۔ اور فرمایا کہ جب میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ملنے کا ارادہ کریں تو ان کی نیت نیک اولاد کی ہونی چاہیے کیونکہ

﴿اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ﴾ (حدیث)

اعمال کا دارومدار نیت پر ہوتا ہے۔

بچے کو کبھی بددعا نہ دینا

آج بچیوں کو تربیت کا پتہ نہیں ہوتا کئی تو ایسی ہوتی ہیں بچاری کے چھوٹے سے

بچے سے اگر غلطی ہوئی یا بچے نے رونا شروع کر دیا تو غصے میں آ کر اب اس کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ کیا کہہ رہی ہیں کبھی اپنے آپ کو کوسنا شروع کر دیتی ہیں میں مر جاتی تو اچھا تھا کبھی بچے کو بددعائیں دینا شروع کر دیتی ہیں یاد رکھنا کہ بچے کو کبھی بددعائیں نہ دینا کوئی زندگی میں ایسا وقت نہ آئے کہ غصے میں آ کے بددعا دینے لگ جانا ایسا کبھی نہ کرنا۔ اللہ کے ہاں ماں کا جو مقام ہوتا ہے۔ ماں کے دل اور زبان سے جو دعا نکلتی ہے وہ سیدھی اوپر جاتی ہے عرش کے دروازے کھل جاتے ہیں تو دعا اللہ کے ہاں پیش کر دی جاتی ہے اور قبول کر دی جاتی ہے مگر شیطان بڑا مردود ہے وہ ماں کے ذہن میں یہ ڈالتا ہے کہ میں گالی تو دیتی ہوں مگر میرے دل میں نہیں ہوتی۔ یہ شیطان کا بڑا پھندا ہے حقیقت میں تو یہ بددعا کے الفاظ کہلواتا ہے اور ماں کی تسلی دیتا ہے کہ تو نے کہا تو تھا کہ مر جاؤ مگر تمہارے دل میں نہیں تھا کبھی بھی شیطان کے دھوکے میں نہ آنا۔ بچے کو بددعا نہ کرنا۔ کئی مائیں بچوں کو بددعائیں دے کر ان کی عاقبت خراب کر دیتی ہیں۔ اپنی زندگی برباد کر دیتی ہیں۔

ماں کی بددعا کا اثر

ایک عورت کو اللہ نے بیٹا دیا مگر وہ غصے پر قابو نہیں پا سکتی تھی، چھوٹی چھوٹی باتوں پر بچے کو کوسنے لگ جاتی، ایک دفعہ بچے نے کوئی بات ایسی کر دی غصہ آیا اور کہنے لگی کہ تو مر جاتا تو اچھا تھا اب ماں نے جو الفاظ کہہ دیئے اللہ نے اس کی دعا قبول کر لی۔ مگر بچے کو اس وقت موت نہیں دی بلکہ اس بچے کو اللہ تعالیٰ نے نیک بنایا۔ اچھا بنایا، لائق بنایا وہ بچہ بڑا ہوا، عین بھرپور جوانی کا وقت تھا یہ نیک بن گیا لوگوں میں عزت ہوئی لوگ نام لیتے کہ بیٹا ہو تو فلاں جیسا ہو۔ پھر اللہ نے اس کو بخت دیئے کاروبار بھی اچھا ہو گیا تھا لوگوں میں اس کی عزت تھی۔ تذکرے اور چرچے تھے۔ اب ماں نے اس کی شادی کا پروگرام بنایا۔ خوبصورت لڑکی کو ڈھونڈا۔ شادی کی تیاریاں کی جب شادی میں صرف چند دن باقی تھے۔ اس وقت اللہ نے اس کے بیٹے کو موت عطا کر دی۔ اب ماں رونے بیٹھ گئی۔ میرا تو جوان بیٹا رخصت ہو گیا، رو رو کر حال خراب ہو گیا۔ کسی اللہ والے کو اللہ نے خواب میں بتایا ہم نے اس کی دعا کو قبول کیا تھا جس نے بچپن میں کہا تھا کہ تو مر جاتا تو اچھا تھا

ہم نے نعمت اس وقت واپس نہیں لی۔ ہم نے اس نعمت کو بھرپور بننے دیا۔ جب عین شباب کے عالم میں جوانی کے عالم میں یہ پہنچا نعمت پک کر تیار ہوگئی ہم نے اس وقت پھل توڑا تاکہ ماں کو سمجھ لگے کہ اس نے کس نعمت کی ناقدری کی۔ اب سوچئے اپنی بد دعائیں اپنے سامنے آتی ہیں۔ یہ قصور کس کا ہوا اولاد کا ہوا یا ماں، باپ کا۔

اس لئے بچیوں کو دینی تعلیم دینا اور ان کو سمجھانا کہ بچوں کی تربیت کیسے کی جاتی ہے یہ انتہائی ضروری ہے بچوں کی تربیت کا......................خیال رکھنا چاہیے۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

☆......☆......☆......☆......☆

بیٹی اللہ کی رحمت

از افادات حضرت اقدس

مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہ

خطبہ مسنونہ!

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا.

امابعد!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ﴿اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ○ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ○ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ○ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ○ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ○ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ○ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ○ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ○ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ○ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ○ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ○ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ○ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ○ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا اَحْضَرَتْ ○﴾ (سورۃ التکویر)

تمہید:

میرے قابل احترام بزرگو اور محترم خواتین! ہم لوگ یہاں پر صرف اپنی اصلاح کی غرض سے حاضر ہوتے ہیں تاکہ یہاں پر ہم جو بات سنیں اور کہیں اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں، جب ان باتوں پر عمل کرتے چلے جائیں گے تو ہماری اصلاح ہوتی جائے

گی اور اصلاح کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ سے ہمارا تعلق قوی ہوتا چلا جائے گا اور یہی تعلق ہمارے دین و دنیا کی کامیابی کی بنیاد ہے۔

اس وقت جو آیات میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں۔ ان میں سے صرف ایک آیت کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور اسی طرح اس موضوع پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نمل کے اندر جو کچھ بیان فرمایا ہے اس کی روشنی میں ایک بہت اہم کوتاہی عرض کرنا چاہتا ہوں تاکہ اگر واقعۃً یہ کوتاہی ہمارے اندر پائی جاتی ہے تو ہم اس کو دور کرنے کی کوشش کریں، اور اپنی اصلاح کی فکر کریں۔

بیٹا اور بیٹی دونوں اللہ تعالیٰ کی عطا ہیں

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو دو صفتوں میں پیدا فرمایا ہے۔ ایک مرد اور ایک عورت اور اس طرح پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی حکمت پر مبنی ہے، پھر کسی کو اللہ تعالیٰ نے صرف بیٹیاں عطا فرمائی ہیں اور کسی کو نہ بیٹے عطا فرمائے اور نہ بیٹیاں عطا فرمائی ہیں۔ یہ تقسیم بھی خالصۃً اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت پر مبنی ہے۔ اسی تقسیم کی طرح اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ارشاد فرمایا:

﴿یَهَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَیَهَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ ۝ اَوۡ یُزَوِّجُهُمۡ ذُکۡرَانًا وَّاِنَاثًا وَیَجۡعَلُ مَنۡ یَّشَآءُ عَقِیۡمًا ۝﴾ (الشوریٰ: ۴۹۔۱۵۰)

یعنی اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں لڑکیاں عطا فرماتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں لڑکے عطا فرماتے ہیں اور کسی کو لڑکی اور لڑکیاں دونوں عطا فرما دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں بانجھ کر دیتے ہیں اسکے ہاں نہ لڑکا پیدا ہوتا ہے اور نہ لڑکی پیدا ہوتی ہے، لاکھ کوشش کرلے مگر اس کی اولاد ہی نہیں ہوتی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت پر مبنی ہے، جس کے لئے جو مناسب سمجھتے ہیں وہ اس کو عطا فرما دیتے ہیں۔ لڑکیاں بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں اور لڑکے بھی اللہ کی نعمت ہیں۔ لڑکوں کو بھی ضرورت ہے اور لڑکیوں کی بھی ضرورت ہے۔ مرد عورتوں کے محتاج ہیں اور عورتیں مردوں کی محتاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے دنیا میں ایک ایسا نظام قائم فرمایا ہے۔ جس میں دونوں کی

ضرورت ہے، اور دونوں ایک دوسرے کے محتاج ہیں اور دونوں کی تخلیق اور پیدائش اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت پر مبنی ہے۔ اس میں کسی کو ذرہ برابر بھی اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں اور اگر کوئی اعتراض کرتا ہے تو وہ غلط کرتا ہے۔

بیٹے کی پیدائش پر خوشی کا اظہار

اللہ تعالیٰ کی اس حکمت اور مصلحت کی روشنی میں جب ہم اپنا جائزہ لیتے ہیں تو مسلمانوں میں بعض مسلمان آپ کو ایسے نظر آئیں گے کہ ان کے یہاں لڑکے کی بڑی آرزوئیں اور تمنائیں کی جاتی ہیں اور جب لڑکا پیدا ہو جاتا ہے تو اس وقت بہت خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے اور بڑے زور و شور سے عزیزوں اور دوست واحباب کو اس کی اطلاع دی جاتی ہے اور خوشی میں مٹھائی تقسیم کی جاتی ہے اور پھر بڑے اہتمام کے ساتھ شاندار طریقے سے اس کا عقیقہ کیا جاتا ہے اور ہر جگہ پر اس کی پیدائش کا تذکرہ ہوتا ہے اور پھر اس کی پرورش کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے، اگر وہ ذرا بھی بیمار ہو جائے تو فوراً ڈاکٹر صاحب کے پاس دوڑے جاتے ہیں، کبھی ہسپتال جا رہے ہیں، کبھی کسی حکیم کے پاس جا رہے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ زیادہ بیمار ہو جائے اور کہیں مر نہ جائے۔

بیٹی کی پیدائش پر خوش نہ ہونا

اور اگر کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہو جائے تو وہاں کسی خوشی کا اظہار نہیں کیا جاتا اور نہ کسی سے تذکرہ کرتے ہیں کہ ہمارے یہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے اور اگر کوئی پوچھ بھی لے تو جلدی سے نہیں بتاتے ہیں تو بہت آہستہ آواز میں بڑے دبے انداز میں بتاتے ہیں کہ لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ لڑکی کی پیدائش پر کوئی خوشی نہیں، کوئی اظہار مسرت نہیں، نہ مٹھائی تقسیم کی جاتی ہے، نہ لڈو بانٹے جاتے ہیں، نہ عقیقہ کا اہتمام ہوتا ہے۔ اگر عقیقہ کرتے بھی ہیں تو بس جانور خرید کر اس کے گلے پر چھری پھیر کر کسی مدرسے میں پہنچا دیتے ہیں۔

بیٹی کی پیدائش پر بیوی سے ناراضگی

بلکہ بعض اوقات بچی کی پیدائش پر شوہر اپنی بیوی سے ناراض ہو جاتا ہے اور بیوی

سے بولنا چھوڑ دیتا ہے، حالانکہ آدمی کو اتنی سمجھ تو ہونی چاہیے کہ اس عورت کے اختیار میں ہے کیا؟ اس کے اختیار میں نہ لڑکا جننا ہے اور نہ لڑکی جننا ہے۔ اس کے اختیار میں تو کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اختیار میں ہے، تم دونوں اس معاملے میں برابر ہو، بلکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم اور مصلحت سے ہے اور وہی پیدا کرنے والا ہے۔ اس نے لڑکا پیدا کرنا چاہا تو لڑکا پیدا ہو گیا۔ اس نے لڑکی پیدا کرنا چاہی تو لڑکی پیدا ہو گئی، لہٰذا بیوی پر ناراض ہونا اس سے بول چال بند کر دینا کتنی زیادتی کی بات ہے، لیکن بعض مسلمان ایسے ہیں کہ اگر ان کے یہاں لڑکی پیدا ہو جائے تو وہ بیوی سے ناراض ہو جاتے ہیں، دوست احباب سے چھپے پھرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی ہم سے یہ نہ پوچھ لے کر تمہارے گھر کس کی ولادت ہوئی ہے؟ تاکہ یہ بتانا نہ پڑے کہ ہمارے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔

بیٹی کی پیدائش پر طلاق کی دھمکی

ایسے واقعات بھی سننے میں آئے ہیں کہ جب کسی کے گھر ایک دو لڑکیاں پیدا ہو گئیں تو شوہر نے بیوی سے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر آئندہ تیرے یہاں لڑکی پیدا ہوئی تو تجھے طلاق دے دونگا۔ (العیاذ باللہ) یہ کس قدر زیادتی کی بات ہے۔ بہر حال مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو لڑکی کی پیدائش پر ناراض ہوتے ہیں، اس کو اپنے لئے معیوب سمجھتے ہیں اور ذلت کا باعث سمجھتے ہیں اور لڑکے کی پیدائش کو باعث عزت اور باعث فخر سمجھتے ہیں اور اس کی پیدائش پر بڑی خوشیاں مناتے ہیں، لڑکی کی پیدائش پر کوئی خوشی نہیں مناتے۔ کسی بھی مسلمان کا ایسا طرز عمل ناجائز ہے اور گناہ ہے اور در پردہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت پر ایک طرح سے اعتراض ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں کفار کا طرز عمل

قرآن کریم نے یہ عمل کافروں کا بتایا ہے۔ اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں کفار عرب کے اندر یہ دستور تھا کہ جب ان کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو لڑکی کا باپ اس کی پیدائش کو اپنے لئے معیوب اور باعث ذلت سمجھتا تھا اور بچے کی ولادت سے چند روز پہلے ہی منظر سے غائب ہو جاتا اور لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا تھا کہ معلوم نہیں کہ

میرے گھر میں کیا پیدا ہو، پھر اگر لڑکا پیدا ہو جاتا تو وہ اس کو اپنے لئے باعث عزت سمجھتا تھا اور اگر لڑکی پیدا ہو جاتی تو اس کو اپنے لئے ذلت اور رسوائی کا باعث سمجھتا تھا وہ یہ سوچتا کہ اگر لڑکی پیدا ہوئی اور میں لوگوں کے سامنے ہوں گا تو کہیں میری ذلت اور رسوائی نہ ہو جائے۔ اس لئے وہ پہلے ہی چھپ جاتا تھا اور لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیتا تھا۔ اگر اس کو لڑکے کے پیدا ہونے کی خوشخبری ملتی تو پھر وہ سب کے سامنے آجاتا اور سب سے کہتا کہ میرے یہاں لڑکا ہوا ہے اور میں نے یہ نام رکھ دیا ہے۔

بیٹی کو زندہ دفن کرنا:

پھر وہ لوگ اپنی جہالت میں اس حد تک بڑھے ہوئے تھے کہ وہ لڑکی کی پیدائش کے بعد یہ سوچتے تھے کہ یا تو میں اس لڑکی کو زندہ رکھوں، اور جب تک یہ زندہ رہے اس وقت تک میں ذلیل وخوار ہوں یا پھر میں اس کو قتل کر دوں یا اس کو ایسے ہی زندہ دفن کر دوں (العیاذ باللہ) اور اس مصیبت سے اپنی جان چھڑاؤں، چنانچہ بعض لوگ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے اور بعض لوگ پہلے اس کو جان سے مار دیتے اور پھر اس کو مٹی میں دبا دیتے تھے۔ لڑکیوں پر وہ اس قدر ظلم کیا کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم نے سورۂ نحل میں ان کے اس مذموم عمل کا اس طرح ذکر فرمایا ہے:

﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ○ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾ (النحل: ۵۸. ۵۹)

”اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری دی جائے تو سارے دن اس کا چہرہ بے رونق رہے، اور دل ہی دل میں گھٹتا رہا، اور جس چیز کی اس کو خبر دی گئی ہے۔ اس کی عار سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرے یا تو ذلت کو قبول کر کے اس کو رہنے دے یا اس کو مٹی میں دبا دے، خوب سن لو کہ وہ بہت بُرا فیصلہ کرتے ہیں۔“

بیٹی کو باعث ذلت سمجھنا

مفسرین نے ان کے اس عمل کی کئی وجوہات لکھی ہیں۔ ان میں سے ایک وجہ تو یہ تھی کہ وہ لڑکی کو اپنے لئے ذلت کا باعث سمجھتے تھے جب کہ بیٹا پیدا ہونے کو اپنے لیے عزت کا باعث سمجھتے تھے۔ اس لئے بیٹی کو زندہ ہی دفن کر دیا کرتے تھے۔ بعض مفسرین نے یہ وجہ لکھی ہے کہ یہ لوگ درحقیقت لڑکی کو فقر و فاقہ کا سبب سمجھتے تھے اگر لڑکی پیدا ہوئی تو زندگی بھر اس کو دینا ہی پڑے گا، ساری عمر کما کر کھلانا پڑے گا۔ العیاذ باللہ۔ اس لئے اس کو اپنے لئے ایک بوجھ سمجھتے تھے اور اس کو کھلانے پلانے کو اپنے لئے آفت ناگہانی سمجھتے تھے اس وجہ سے اس کو زندہ ہی دفن کر دیا کرتے تھے یا جان سے مار کر اس کو زمین میں دبا دیا کرتے تھے۔

بیٹی اللہ کی اور بیٹا ہمارا

بعض حضرات نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور جب کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی تو وہ اپنے اس عقیدے کی بنیاد پر یہ سوچتا کہ بیٹیاں تو اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہیں اور بیٹے ہمارے ہوتے ہیں، لہٰذا اس لڑکی کو اللہ تعالیٰ تک پہنچاؤ، اور اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کے لئے لڑکی کو زندہ ہی دفن کر دیتے ہیں کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، اللہ تعالیٰ تک پہنچنی چاہیے۔ بہرحال یہ عمل چاہے وہ ذلت کی وجہ سے کرتے تھے، یا فقر و فاقہ کے ڈر سے کرتے تھے یا اس باطل اور غلط عقیدے کی بنیاد پر کرتے تھے کہ بیٹیاں اللہ تعالیٰ کی ہیں اور بیٹے ہمارے ہیں۔ تینوں صورتوں میں ان کا یہ فعل حرام اور ظلم اور ناجائز تھا۔

ایک عبرت آموز واقعہ

زمانۂ جاہلیت میں بعض لوگوں نے اپنی دس دس بیٹیاں، بارہ بارہ بیٹیاں، زندہ دفن کر دی تھیں، چنانچہ حدیث میں ایک صاحب کا عجیب واقعہ آیا ہے کہ ایک صاحب مسلمان ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ حالت کفر میں انسان نے جتنے بھی گناہ کئے ہوں، اسلام لانے سے وہ

سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ بہر حال مسلمان ہونے کے بعد ان صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے زمانۂ جاہلیت کا واقعہ سنایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میری ایک بیٹی تھی، آہستہ آہستہ وہ بڑی ہو گئی، مگر مجھے اس کا زندہ رہنا گوارہ نہ ہوا، میں ایک دن اس کو اس کی ماں سے بہانہ کر کے لے گیا، میں نے اس سے کہا کہ چلو ذرا گھومنے چلتے ہیں، پھر اس کو جنگل میں لے گیا، وہاں پر میں نے پہلے سے ایک کنواں کھودا ہوا تھا، وہاں جا کر میں نے اس سے کہا کہ میں یہ کنواں کھودنا چاہتا ہوں تا کہ پانی حاصل ہو جائے۔ میں تمہیں نیچے اتارتا ہوں، تو ڈول میں مٹی بھرنا، میں اس کو اوپر کھینچ لیا کروں گا، چنانچہ اس بیٹی نے میرا کہنا مانا، اور نیچے اتر گئی، لیکن جیسے ہی وہ نیچے اتری، میں نے اوپر سے مٹی ڈالنی شروع کر دی۔ بیٹی نے کہا ابا! آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ مجھ پر مٹی گر رہی ہے، لیکن میں ایسا سنگدل تھا کہ مجھ پر اس کی کسی بات کا اثر نہ ہوا اور میں برابر مٹی ڈالتا رہا وہ مٹی پہلے اس کے گھٹنوں تک آئی، پھر پیٹ تک پھر گردن تک پھر بالآخر سر کے اوپر تک آ گئی، یہاں تک کہ وہ زمین کے برابر ہو گئی اور وہ بیٹی چیخ و پکار کرتی رہی، آخر اس کی چیخ و پکار بھی ختم ہو گئی اور میں اس طرح اسکو زندہ دفنا کر واپس آ گیا۔

مسلمانوں کا یہ طرزِ عمل درست نہیں

اسی طرح آج جو مسلمان بیٹی کی پیدائش پر نفرت کا اظہار کرتے ہیں یا غصہ کا اظہار کرتے ہیں یا اس کی پیدائش کو اپنے لئے باعث ذلت اور باعث عار سمجھتے ہیں اور برملا اس کا اظہار کرتے ہیں، وہ غور کر لیں کہ ان کا یہ عمل کن لوگوں کے مشابہ ہے؟ یاد رکھئے! جس طرح بیٹا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، اسی طرح بیٹی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، دونوں کی پیدائش عین اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت کے مطابق ہے، اسلام نے آ کر اس ظالمانہ رسم کا خاتمہ کیا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کا اس رسم سے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہونا چاہیے اور بیٹی کی پیدائش پر ہرگز نفرت یا غصہ کا اظہار نہ کرنا چاہیے اور مسلمانوں کو اس سے باز رہنا چاہیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچی کی پیدائش اللہ کی رحمت بتایا ہے اور اس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مروت، محبت اور شفقت کا اظہار

فرمایا ہے، اس میں ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنی چاہیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ بہت ہی شفقت اور محبت کا معاملہ کرتے تھے۔ آپ کی چار بیٹیاں تھیں:

حضرت فاطمہ، حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان میں سے تین بیٹیاں جنت البقیع میں ایک ہی جگہ پر آرام فرما رہی ہیں۔ اگر آپ جنت البقیع میں بڑے دروازے سے داخل ہوں گے تو سامنے بائیں ہاتھ کی طرف ایک کونے میں تینوں بیٹیاں آرام فرما ہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک قول کے مطابق حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے احاطہ میں آرام فرما ہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ حجرہ شریف جس میں جالیاں لگی ہوئی ہیں، اس میں ایک مزار نظر آتا ہے، وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مزار ہے۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مکان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کے بالکل برابر میں تھا اور اب بھی وہ جگہ حجرہ شریف کے اندر ہی ہے، اس لئے بعض علماء نے اس قول کو ترجیح دی ہے پہلی تینوں بیٹیوں کا انتقال جلد ہو گیا تھا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے چھ ماہ بعد ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہ ائزہرا رضی اللہ عنہا سے ملتے اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے۔ اس قدر آپ شفقت اور محبت کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے اپنے طرزِ عمل سے بیٹی کی عزت، اس کے ساتھ شفقت، اس کا احترام اور اس کے ساتھ محبت کا بے مثال نمونہ قائم فرمایا تاکہ ہم بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اپنی بیٹیوں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کریں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا۔

بیٹی کی پرورش، جنت میں جانے کا ذریعہ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹیوں کی پرورش کرنے پر جتنے فضائل بیان

فرمائے ہیں، بیٹے کی پرورش پر اس قدر بیان نہیں فرمائے:

> ”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں، یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ احسان اور سلوک کا معاملہ کرنے، ان کے ساتھ اچھا برتاؤ اور اچھا معاملہ کرے، (ان کے وجود کو اپنے لئے ذلت وخواری کا باعث نہ سمجھے) تو اس کی بدولت وہ جنت میں داخل ہوگا“ (ترمذی)

ایک دوسری حدیث جو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

> ”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں، یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ بہت اچھے طریقے سے زندگی گزارے۔ (یعنی ان کے جو حقوق شریعت نے مقرر فرمائے ہیں وہ ادا کرے، ان کے ساتھ احسان اور سلوک کا معاملہ کرے، ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، ان کے باوجود ان کو اپنے لیے مصیبت اور باعث ذلت نہ سمجھے) اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کی بدولت اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔“
>
> (ترمذی باب ماء فی الحدیث النفقۃ علی البنات)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ”جس شخص کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور اس کو ان بیٹیوں یا بہنوں کی پرورش کا سابقہ پیش آئے اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ان کو پالے اور ان کو تہذیب اور ادب سکھائے اور ان کے کھلانے پلانے اور دیگر ضروریات کے انتظام کی تکلیف پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل کی وجہ سے اس کو جنت میں داخل کر دیں گے۔ کسی نے سوال کیا کہ اگر کسی کی دو بیٹیاں ہوں تو؟ آپ نے فرمایا دو بیٹیوں کا بھی یہی حکم ہے۔ پھر کسی نے سوال کیا کہ اگر کسی کی

ایک بیٹی ہو (تو کیا وہ اس ثواب عظیم سے محروم رہے گا؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک بیٹی کی اس طرح پرورش کرے گا، اس کے لئے بھی جنت ہے۔" (اتحاف السادة المتقین)

دیکھئے یہ فضیلت اور ثواب بیٹوں کی پرورش پر بیان نہیں فرمایا، بلکہ بیٹیوں کی پرورش پر بیان فرمایا ہے۔ اس لئے ہمیں بیٹیوں کی پرورش خوش دلی سے کرنی چاہئے۔

بیٹی جہنم سے بچنے کا ذریعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس شخص پر لڑکیوں کی پرورش اور دیکھ بھال کی ذمہ داری ہو اور وہ اس کو صبر وتحمل سے انجام دے تو یہ لڑکی اس کے لئے جہنم سے آڑ بن جائیں گی۔" (ترمذی)

ماں کی شفقت کا عجیب واقعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک قصہ منقول ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک خاتون میرے پاس آئی جس کے ساتھ اس کی دو لڑکیاں تھیں، اس خاتون نے مجھ سے سوال کیا، اس وقت میرے پاس سوائے ایک کھجور کے اور کچھ نہیں تھا، وہ کھجور میں نے اس کو دیدی، اس اللہ کی بندی نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کئے اور ایک ایک ٹکڑا دونوں بچیوں کے ہاتھ پر رکھ دیا، خود کچھ نہیں کھایا، حالانکہ خود اسے بھی ضرورت تھی، اس کے بعد وہ خاتون بچیوں کو لے کر چلی گئی۔ تھوڑی دیر کی بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے اس خاتون کے آنے اور ایک کھجور کے دو ٹکڑے کر کے دونوں بچیوں کو دینے کا پورا واقعہ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو دو بچیوں کی پرورش کرنے کی نوبت آئے اور وہ ان کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرے تو وہ بچیاں اس کو جہنم سے بچانے کے لئے پردہ بن جائیں گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیّت

دیکھئے جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ بھی بچیوں کی پرورش ہے، اور جہنم سے بچنے

کا ذریعہ بھی بچیوں کی صحیح پرورش ہے۔ بلکہ ایک اور عظیم الشان فضیلت ایک حدیث میں آئی ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

> ''وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی دو یا تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی اچھے انداز سے پرورش کرے (اور جب شادی کے قابل ہو جائیں تو ان کی شادی کر دے) تو میں اور وہ شخص جنت میں اس طرح داخل ہونگے جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں''۔ (ترمذی)

بیٹی کی پرورش پر تین فضیلتیں

تمام فضائل کا خلاصہ تین چیزیں ہیں۔ پہلی یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے نتیجے میں دوزخ سے پناہ دیں گے، اور دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے نتیجے میں جنت عطا فرمائیں گے جو رضا اور نعمتوں اور راحتوں کا مقام ہے تیسری یہ ہے کہ جنت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمراہی نصیب ہوگی جو ساری کامیابیوں کا منتہا ہے۔ یہ تینوں فضیلتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹیوں کی پرورش کرنے والوں کے لئے بیان فرمائی ہیں تا کہ جن کے یہاں بچی پیدا ہو، وہ ہرگز اس کی پیدائش پر اظہار نفرت نہ کریں اور اپنا دل ہرگز چھوٹا نہ کریں، اس کو اپنے لئے مصیبت نہ جانیں، اپنے لئے عار نہ سمجھیں، بلکہ صرف اللہ کی رضا مندی کے لئے اس کی پرورش کریں، اور اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق اس کی پرورش کریں۔ اس طرح انشاء اللہ بیٹی اس کے لئے جنت میں جانے کا ذریعہ ہوگی، جہنم سے بچنے کیلئے آڑ ہوگی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں معیّت کا ذریعہ بنے گی۔

لڑکی کی پیدائش پر زیادہ خوشی کا اظہار

ہمارے اسلام نے تو ہمیں یہ تعلیم دی ہے۔ لہٰذا اگر ہم بچی پر غصہ کریں گے یا ناراض ہوں اور اپنے لئے اس کو ذلت کا باعث سمجھیں تو یہ اسلامی طریقہ نہیں ہے، یہ کافرانہ طریقہ ہے اور مسلمانوں کے لئے کافرانہ طریقہ اختیار کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اس لئے بعض علماء نے لکھا ہے کہ چونکہ لڑکیوں کی پیدائش پر دل تنگ کرنا اور اس کی رسوائی

اور ذلت کا باعث سمجھنا کافرانہ طریقہ ہے، اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ لڑکی کی پیدائش پر لڑکے کی پیدائش کے مقابلے میں زیادہ خوشی کا اظہار کریں تاکہ کافروں کی اس بدترین رسم کی تردید ہو اور اس کا خاتمہ ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں لڑکی کی پیدائش باعث اجر ہے اور دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہے اور جنت میں جانے کا ذریعہ ہے اور جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کا ذریعہ ہے۔ اس لئے اللہ کی رضا کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق ہر مسلمان کو اپنی بیٹیوں کی پرورش خوش دلی سے کرنی چاہئے۔

بیٹیوں کے حقوق

بیٹیوں کی پرورش کی فضیلت کے ساتھ ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹیوں کے حقوق بھی بیان فرمائے ہیں۔ یہ وہ حقوق ہیں جو زمانہ جاہلیت میں بیٹیوں سے چھین لئے گئے ہیں۔ آج بھی ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہیاں کی جاتی ہیں۔ اس لئے ان حقوق کو سمجھ لینا ضروری ہے تاکہ ان میں کوتاہی نہ ہو۔

اولاد کے درمیان اظہار محبت میں برابری

زندگی میں کسی کو بیٹے سے زیادہ محبت ہوتی ہے اور کسی کو بیٹی سے زیادہ محبت ہوتی ہے زیادہ تر لوگوں کو بیٹے سے زیادہ اور بیٹی سے کم محبت ہوتی ہے۔ جہاں تک محبت کا معاملہ ہے اس کا تعلق دل سے ہے۔ اس میں انسان کو اختیار نہیں، اس لئے اس میں انسان برابری کرنے کا بھی مکلف نہیں۔ البتہ محبت کا اظہار اختیار میں ہے، اس کے اندر برابری کرنا ضروری ہے۔ بعض لوگ اظہار محبت میں بھی زیادتی کرتے ہیں وہ بیٹے کو زیادہ پیار کرتے ہیں۔ بیٹے کو زیادہ چیزیں کھلاتے ہیں۔ اس کو زیادہ گھماتے پھراتے ہیں اور بیٹی کو پوچھتے بھی نہیں ہیں۔ اس طرح وہ اظہار محبت میں بیٹی کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں اور چونکہ یہ اظہار محبت اختیاری چیز ہے اس لئے اس میں کمی بیشی کرنا غلط ہے۔ لہٰذا کبھی بھی کوئی باپ اپنی زبان سے یا کوئی ماں اپنے اختیار اور طرزِ عمل سے ایسا رویہ اختیار نہ کرے جس سے بچوں کو اندازہ ہو کہ ماں باپ کو فلاں سے زیادہ محبت ہے

اور فلاں سے کم محبت ہے، ایسا نہ کریں۔ اگر ماں باپ ایسا کریں گے تو یہ ناانصافی ہوگی اور قیامت کے دن اس پر پکڑ ہوگی۔ لہٰذا اظہار محبت میں سب کے ساتھ یکساں معاملہ رکھنا ضروری ہے۔

اولاد کو دینے میں برابری

اور جس طرح اظہار محبت میں برابری کرنا ضروری ہے، اس طرح ہدیہ اور تحفہ دینے میں بھی برابری کرنے کا حکم ہے۔ لہٰذا ماں باپ اپنی زندگی میں اولاد کے درمیان اگر پیسے تقسیم کریں یا کپڑا تقسیم کریں یا کھانے پینے کی کوئی چیز تقسیم کریں تو اس میں برابری کرنا ضروری ہے اور لڑکی کو بھی اتنا ہی دیں جتنا لڑکے کو دیں یہ نہ کریں کہ لڑکے کو زیادہ دے دیں اور لڑکی کو کم دیں یا لڑکی کو زیادہ دیدیں اور لڑکے کو کم کردیں بلکہ برابری کریں۔ یہ برابری کرنا اس صورت میں ضروری ہے جب ماں باپ ضرورت سے زائد اور خوشی کے مواقع پر اولاد کے درمیان کچھ تقسیم کریں، جیسے عید کے موقع پر عیدی برابر تقسیم کریں یا سفر سے واپسی پر تحفہ دیں تو اس میں برابری کریں۔

ضرورت کے مواقع مستثنیٰ ہیں

لیکن اگر ماں باپ ضرورت کے مواقع پر اولاد میں سے کسی پر کچھ خرچ کررہے ہیں۔ مثلاً بیماری کے موقع پر خرچ کررہے ہیں، یا کسی کی تعلیم پر خرچہ کررہے ہیں یا مثلاً بیٹا یا بیٹی سفر پر جارہے ہیں اور کسی کا سفر چھوٹا ہے اور کسی کا سفر لمبا ہے، ایک کو سفر میں زیادہ پیسوں کی ضرورت ہوگی اور دوسرے کو کم پیسوں کی ضرورت ہوگی۔ اس طرح کے ضرورت کے مواقع پر خرچ کرنے میں کمی بیشی کرنے میں کوئی گناہ اور پکڑ نہیں، بلکہ جس اولاد کو جتنی ضرورت ہے باپ اس کو اُتنا دے سکتا ہے لہٰذا حسبِ ضرورت دینے میں کمی بیشی ہوجائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

زندگی میں تقسیم جائیداد ضروری نہیں

اسی طرح بیٹی کا ایک بہت بڑا حق اور ہے وہ یہ کہ جب کوئی باپ اپنی زندگی میں اپنا

مال و جائیداد اولاد میں تقسیم کرنا چاہے تو اس سلسلے میں پہلی بات یہ سمجھ لینی چاہئے کہ زندگی میں اپنا مال و جائیداد اولاد میں تقسیم کرنا ضروری نہیں۔

زندگی میں جائیداد پر اولاد کا حق نہیں

اسی طرح یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ ماں باپ کی صحت والی زندگی میں ان کے مال و جائیداد میں اولاد کا کوئی حق نہیں ہے۔ بلکہ ماں باپ اپنی جائیداد کے مالک ہیں۔ ان کو اختیار ہے کہ وہ اپنی جائیداد اپنی زندگی میں اولاد کے درمیان تقسیم کریں اور چاہیں تو تقسیم نہ کریں، اولاد ان سے یہ مطالبہ نہیں کر سکتی کہ جو کچھ آپ نے کمایا ہے، ہمارے درمیان تقسیم کر دیجئے اور ہمارا حق ہمیں دیدیجئے۔ یہ مطالبہ اولاد کو نہیں کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ جب زندگی میں اولاد کا حق ہی نہیں ہے تو پھر مطالبہ کیسا؟ کیونکہ باپ کی صحت والی زندگی میں جائیداد پر اولاد کا کوئی حق نہیں ہے۔

یہ اس لئے عرض کر دیا کہ بعض اولاد باپ پر اس طرح زیادتی کرتی ہے کہ وہ ماں باپ کو مجبور کرتی ہے کہ آپ کو تو اب اس جائیداد کی ضرورت نہیں آپ نے اس کو کیا کرنا ہے؟ یہ سب ہمارا حق ہے، آپ اپنی زندگی میں اس کو تقسیم کر کے فارغ کر دیجئے۔ آپ کے مرنے کے بعد معلوم نہیں کوئی ہمیں دے یا نہ دے۔ یا آپ کے بعد ہمارے درمیان جھگڑا ہو جائے، اس لئے آپ ہمیں ابھی دے کر فارغ ہو جائیں۔ یاد رکھئے! جب اولاد کو ان کی زندگی میں ان کی جائیداد پر کوئی حق نہیں ہے تو زبردستی تقسیم کرانا اور تقسیم کرنے پر زور دینا کیسے درست ہوگا؟ ماں باپ اس جائیداد کے مالک ہیں اور تقسیم کرنا یا نہ کرنا ان کی مرضی پر موقوف ہے، ان کے ذمہ تقسیم کرنا ضروری نہیں۔ ہاں اگر وہ اس میں اپنی مصلحت سمجھتے ہیں تو زندگی میں تقسیم کر دیں اگر تقسیم نہ کریں تو بھی ان کو اختیار ہے۔

زندگی میں سب اولاد کو برابر دے

لیکن اگر ماں باپ اپنی زندگی میں اپنی جائیداد اولاد کے درمیان تقسیم کرنا چاہیں تو اس میں افضل ہے کہ مال و جائیداد میں سے جتنا حصہ ایک بیٹے کو دیں بیٹی کو بھی اس کے برابر دیں۔ شریعت کا یہ حکم کہ لڑکی کا لڑکے کے مقابلے میں آدھا حصہ ہے۔ یہ حکم باپ

کے انتقال کے بعد اس کی میراث میں ہے اور یہ قاعدہ دراصل اصول میراث کا ہے، جس میں لڑکی کو لڑکے کے مقابلے میں آدھا حصہ ملتا ہے، اور میراث کا یہ قاعدہ ماں باپ کے مرنے کے بعد جاری ہوتا ہے۔ زندگی کا قاعدہ یہ ہے کہ لڑکی کو لڑکے کے برابر دیا جائے۔ اس لئے کہ دونوں اس کی اولاد ہیں۔ دونوں ہی اس کا خون ہیں، دونوں ہی اس کی نظروں میں برابر ہیں۔ اس لئے باپ کو چاہئے کہ اپنا مال و جائیداد سب میں برابر تقسیم کرے۔ البتہ بعض علماء نے اس کی گنجائش دی ہے کہ اگر کوئی شخص برابر نہ دینا چاہے تو یہ بھی کر سکتا ہے کہ بیٹی کو اتنا دے جتنا میراث میں اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقرر فرمایا ہے یعنی جتنا لڑکے کو دے رہا ہے اس کا آدھا لڑکی کو دے۔ مثلاً اگر دس لاکھ روپے دے رہا ہے تو لڑکی کو پانچ لاکھ روپے دے، اس سے کم کرنا باپ کے لئے جائز نہیں۔

نکاح سے بیٹی کا حق ساقط نہیں ہوتا

ہمارے معاشرے کا یہ حال ہے کہ اول تو بیٹیوں کو زندگی میں مال و جائیداد دیا ہی نہیں جاتا، اگر ان سے کہا جائے کہ تم نے سب کچھ بیٹوں کو دے دیا، بیٹیوں کو کچھ نہ دیا تو جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ہم نے ان کی شادی تو کر دی، جو کچھ بیٹی کی شادی کے موقع پر جہیز کی شکل میں دیا ہے اس سے بیٹے کا حق میراث ختم نہیں ہوتا اسی طرح بیٹی کو جہیز دینے سے اس کو اپنے مال و جائیداد سے محروم کرنا بھی درست نہیں ہے۔ جس طرح باپ نے بیٹے کی شادی میں خرچ کیا ہے اسی طرح بیٹی کی شادی میں بھی خرچ کیا، بلکہ عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ بیٹے کی شادی میں بیٹی کی شادی کے مقابلے میں زیادہ خرچ کیا جاتا ہے کہ حالانکہ شادی و بیاہ کے خرچ میں برابری کا خیال کرنا چاہیے، جس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ رقم کی ایک خاص مقدار اپنی مالی حیثیت کے مطابق مقرر کر لیں کہ مجھے ہر بیٹے اور بیٹی کی شادی کے موقع پر اتنی رقم خرچ کرنی ہے پھر اسی رقم میں سے بیٹے اور بیٹی کے لئے سامان ضرورت خریدے، اور اگر پیسے بچ جائیں تو وہ نقد کی شکل میں ان کو دیدے۔ ایسا نہ کرے کہ ایک بچے کی شادی پر زیادہ خرچ کر دے اور دوسرے کی شادی پر کم خرچ کرے۔ یہ بھی ایک طرح کی ناانصافی ہے، جو شرعاً ناپسندیدہ ہے، اس سے بھی بچنا چاہئے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ ہم نے بیٹی

کی شادی پر سب کچھ اس کو دے دیا اب اس کا کوئی حق نہیں، زندگی میں بھی اس کا کوئی حق نہیں، اور مرنے کے بعد میراث میں بھی اس کا کوئی حق نہیں۔ یہ سراسر اس کی حق تلفی ہے جو جائز نہیں۔ ہمارے دین میں ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

عملی قبضہ ضروری ہے

زندگی میں مال و جائیداد کی تقسیم کے سلسلہ میں ایک بات اور یاد رکھنی چاہئے کہ بعض والدین اپنی زندگی میں اپنی جائیدادیں اس طرح تقسیم کرتے ہیں وہ انہیں اپنے مختلف بیٹوں اور بیٹیوں کے نام کر دیتے ہیں۔ مثلاً فلاں مکان اس بیٹے کا، فلاں دکان اس لڑکے کی، فلاں فلیٹ اس بیٹی کا، اور فلاں پلاٹ فلاں لڑکی کا۔ لیکن یہ سب محض زبانی یا تحریری ہوتا ہے، باقاعدہ ہر ایک حصہ جدا کر کے عملاً اس کے قبضہ میں نہیں دیا جاتا بلکہ عام طور پر قبضہ والدین ہی کا رہتا ہے یا ایک قابل تقسیم جائیداد ایک سے زیادہ اولاد کے نام کر دی مثلاً ایک بڑی دکان یا مکان یا بنگلہ یا پلاٹ دو تین لڑکوں کے نام کر دیا، لیکن باقاعدہ تقسیم کر کے ہر ایک کے حصہ پر اس کا عملی قبضہ نہیں کروایا۔ یاد رکھئے! شرعاً اس طرح محض زبانی یا تحریری طور پر دینے اور نام کرنے کا کوئی اعتبار نہیں، اگر اس طرح جائیداد دی گئی تو کوئی اولاد اس کی مالک نہیں بنے گی، بلکہ وہ جائیداد بدستور باپ کی ملکیت میں رہے گی اور باپ کے مرنے کے بعد شرعی اصول کے مطابق وارثوں کے درمیان تقسیم کرنا ضروری ہوگا۔

زندگی میں جائیداد تقسیم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ تقسیم کرے، پہلے اس کے الگ الگ حصے کرے اور پھر اولاد کا عملی قبضہ کرائے اور اگر جائیدادیں مختلف ہیں تو کم از کم ان کے کاغذات اور ان کی بیٹیاں ان کے قبضہ میں دیدے اور باپ نے زندگی میں جائیداد تقسیم کر دی اور ان کے نام بھی کر دی، لیکن عملی قبضہ بالکل نہیں کروایا۔ ظاہر ہے کہ یہ ساری تقسیم بیکار ہے اس لئے کہ شرعاً کوئی جائیداد محض کسی کے نام کرنے سے وہ اس کا مالک نہیں بن جاتا اور جب مالک نہیں بنتا تو باپ کے مرنے کے بعد شریعت کے مطابق دوبارہ اس کی تقسیم ضروری ہوگی۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص زندگی میں جائیداد تقسیم کرنا چاہتا ہو تو پہلے کسی مفتی سے اس کا مفصل طریقہ کار معلوم کرے اور پھر اس کے

مطابق تقسیم کرے تا کہ اس کی یہ شرعاً تقسیم معتبر ہو جائے۔

یہ بیٹی پر ظلم ہے

بہر حال، بیٹی کو کم دینا یا بالکل نہ دینا شرعاً ظلم ہے اور ناجائز ہے۔ حدیث شریف میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿مَنْ قَطَعَ مِيْرَاثَ وَارِثِهٖ قَطَعَ اللّٰهُ مِيْرَاثَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ﴾

یعنی جس شخص نے اپنے وارث کی میراث کو ختم کیا تو اللہ تعالیٰ جنت میں سے اس کا حصہ ختم کر دیں گے۔ بہر حال، یہ ساری ناانصافی دراصل اس جاہلانہ تصور کی بنیاد پر ہے جو زمانۂ جاہلیت سے چلی آرہی ہے، جیسے کفار عرب لڑکی کو کسی قابل نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ تو اس کو زندگی کا حق بھی نہیں دیتے تھے، اسی کا تھوڑا سا اثر مسلمانوں کے اندر باقی ہے کہ وہ بیٹی کو میراث سے محروم کر دیتے ہیں۔ اور زندگی میں بھی مال و جائیداد کی تقسیم کرتے وقت اس کو محروم کر دیتے ہیں۔ اور رسمی طور پر شادی بیاہ میں برائے نام اسے کچھ دے کر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے ان کا حق ادا کر دیا اب باقی مال و جائیداد سے ان کا کوئی تعلق نہیں وہ صرف لڑکوں کے لئے ہے۔ مسلمانوں کا یہ طرزِ عمل درست نہیں۔ بلکہ زندگی میں بیٹی اور بیٹے کا حق برابر ہے۔ لہٰذا ان کے ساتھ انصاف کرنا چاہئے ناانصافی کر کے گناہگار نہ ہونا چاہئے۔

البتہ جیسے اوپر عرض کیا کہ ضرورت کے مواقع پر کمی بیشی کرنے میں کوئی حرج نہیں، جیسے کوئی بیٹی بہت محتاج اور فقیر ہے، اس کو مکان کی زیادہ ضرورت ہے جبکہ بیٹا مالدار ہے، اس کے پاس ہر چیز موجود ہے۔ اس لئے اگر وہ بیٹی کو بیٹے سے کچھ زیادہ دے دے تو چونکہ یہ ضرورت کی وجہ سے دیتا ہے، اس لئے اس میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن اگر سب ضرورت مند ہیں اور مالی اعتبار سے سب برابر ہیں تو پھر برابر دینا چاہئے کمی بیشی نہیں کرنی چاہیے۔

خلاصہ کی باتیں

پورے بیان کا خلاصہ دو باتیں ہوئیں، پہلی بات یہ ہے کہ بچی کی پیدائش پر غم و غصہ

اور نفرت کا اظہار ناجائز ہے، یہ ہرگز اسلام کا طریقہ نہیں ہے، اس نے اس کی مذمت کی ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وفعل سے اس کو باطل قرار دیا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے اور جب کسی کے گھر بچی پیدا ہو تو وہ اس کی پیدائش پر ایسی ہی مسرت کا اظہار کرے، جس طرح وہ بیٹے کی پیدائش پر اظہار مسرت کرتا ہے، البتہ اول میں بیٹے کی پیدائش کی زیادہ خوشی محسوس ہونا مذموم نہیں، یہ فطری بات رہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی کی پرورش پر جو فضائل اور اجر وثواب کا ذکر فرمایا ہے۔ اس پر یقین رکھے اور اس پر مطمئن رہے اور یہ سوچے کہ یہ ایک بچی بھی میرے لئے جنت میں جانے اور دوزخ کے عذاب سے بچنے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ لہٰذا نہایت خوش دلی کے ساتھ جس طرح بیٹوں کی پرورش کرتا ہے، اسی طرح بیٹیوں کی بھی پرورش کرے۔

بیٹا ہونے کا تعویذ

آخر میں بطور تتمہ ایک بات اور عرض کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ بعض لوگوں کے یہاں صرف بیٹیاں ہی بیٹیاں پیدا ہوتی ہیں اور ان کو بیٹے کی خواہش ہوتی ہے اور جن کے یہاں بیٹیاں ہوتی ہیں ان کو ان کے رشتوں کی فکر بھی ہوتی ہے جو ایک فطری بات ہے۔ شریعت اس سے انکار نہیں کرتی اس لئے تدبیر کے درجے میں ایک عرض ہے کہ اگر کسی کے یہاں بیٹیاں ہی بیٹیاں ہوں اور اس کے یہاں بیٹا نہ ہوتا تو اس کے لئے حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیاض میں ایک عمل لکھا ہے وہ یہ کہ سورۂ یوسف کو کسی کاغذ پر باریک باریک اس طرح لکھے کہ اس کے حروف نہ مٹیں اور پھر اس کو موم جامہ کر کے کوئی خاتون اپنے پیٹ پر باندھ لے، جب تک وہ تعویذ اس کے پیٹ پر بندھا رہے گا، انشاء اللہ لڑکا ہی پیدا ہوگا۔ بعض دوستوں نے اس کا تجربہ کر کے بتایا کہ ہم نے اس کو درست پایا۔

دوسرا عمل

ایک اور عمل مجھے اپنے بزرگوں سے حاصل ہوا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب کسی کی بیوی امید سے ہو اور اس کی یہ خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بیٹا فرمادے تو وہ عورت

اپنی شہادت کی انگلی کو اپنی ناف کے ارد گرد گھمائے اور اکتالیس مرتبہ "یا متین" پڑھے اور پڑھنے کے بعد یہ کہے کہ یا اللہ! میرے پیٹ میں جو بچہ ہے، میں نے اس کا نام آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر "محمد" رکھ دیا۔ اس عمل کی یہ برکت ہے کہ اسے لڑکا پیدا ہوتا ہے کیونکہ "محمد" نام کا لڑکا ہی ہوسکتا ہے، لڑکی نہیں ہوسکتی۔ لیکن یہ سب تدبیریں ہیں، اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو کسی کو ان تدبیروں کے بغیر لڑکا عطا فرما دیتے ہیں۔ یہ تدابیر ایسی ہیں جیسے دوا کہ ایک ہی دوا ایک وقت میں کام کرتی ہے اور دوسرے وقت میں کام نہیں کرتی۔ دو مریض ہیں اور ان دونوں کو ایک ہی بیماری ہے، ایک دوا سے اس کو صحت حاصل ہو رہی ہے اور دوسرے کو اس سے فائدہ نہیں ہو رہا ہے۔ لہٰذا جس طرح دواؤں کے اثرات ہیں ان تدابیر کے اندر بھی اثرات ہیں، وہ اثرات دراصل اللہ تعالیٰ کے حکم کے محتاج ہیں۔ اب آدمی کا کام ہے کہ دوا بھی کرے، تدابیر بھی اختیار کرے اور اس کے ساتھ دعا بھی کرے۔ پھر جو کچھ اللہ تعالیٰ عطا فرمائے اس پر راضی رہے۔ اسی کا نام عبدیت اور بندگی ہے۔

رشتے کے لئے مجرب عمل

اسی طرح آجکل ہمارے معاشرے میں بہت سے ماں باپ بچوں کے رشتوں کے سلسلے میں پریشانی کا شکار ہیں۔ اس کے بارے میں بھی بزرگوں سے ایک مجرب عمل منقول ہے، وہ یہ کہ جس لڑکے یا لڑکی کا رشتہ نہ ہوتا ہو، وہ روزانہ ایک مرتبہ سورۂ مریم پڑھ لیا کرے، اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیا کرے کہ یا اللہ! اپنے فضل سے مجھے نیک رشتہ عطا فرما۔ چالیس دن تک یہ عمل کرلے تو ان شاء اللہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کیلئے رشتہ عطا فرما دیتے ہیں اور اگر چالیس دن تک یہ عمل کرنے کے بعد بھی رشتہ نہ ہو تو پھر دوسرا چلہ شروع کردے۔ اگر اس میں بھی کام نہ ہو تو تیسرا چلہ شروع کردے۔ تین چار چلوں کے بعد انشاء اللہ ضرور رشتہ طے ہو جائے گا۔ تاہم جب تک مقصد پورا نہ ہو یہ عمل جاری رکھے۔ بہت سے حضرات نے اس کا بھی تجربہ کرکے بتایا کہ انہوں نے اس عمل کو مجرب پایا ہے۔

سب سے بڑا اور اصل وظیفہ تو دعا ہے۔ بس جس کی نرینہ اولاد نہ ہوتی ہو، وہ گڑ گڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ اگر بچوں کے رشتہ نہ آتے ہوں تو وہ تنہائی میں دو رکعت صلوٰۃ الحاجۃ پڑھ کر گڑ گڑا کر دعا کرے، اور اس اہم کام کے لئے اس کا معمول بنا لے، انشاء اللہ ضرور رشتے ہو جائیں گے۔ تاہم یہ سب کام تقدیر کے مطابق ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو کام جس وقت کے لئے اور جہاں مقرر کر دیا ہے اس کے مطابق وہ کام ہوتا ہے۔ لہٰذا دعا کرتا رہے اور تقدیر ایمان کو تازہ کرتا رہے۔ اس سے آدمی کی پریشانی کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جائز تدبیر اختیار کرے، دعا کرے اور تقدیر کو یاد کرے اور اس پر راضی رہے اور تاخیر میں یا رشتہ وغیرہ نہ ہونے میں یہ سمجھے کہ میرے لئے اس میں کوئی نہ کوئی حکمت اور مصلحت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہم کو سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

☆…………☆……………☆…………☆……………☆…………☆

بچہ اور ماں

اسمٰعیل میرٹھی

اچھی ماں مجھے بتادو ابھی   کیوں ہے بچے کی مامتا اتنی
تم کو بچہ سے کیوں یہ الفت   کس لئے اس قدر محبت ہے
ماں نے بچے کو یوں جواب دیا   حیف تم جانتے نہیں بیٹا
کیسا لیٹا ہے یہ خوش وخرم   نہ کوئی فکر ہے نہ کوئی غم
نہ تو روتا نہ بلبلاتا ہے   گود میں کیا ہمک کے آتا ہے
مسکراتا ہے کیا ہی خوش ہوکر   جیسے چڑیا مگن ہو ڈالی پر
جب کہ سونے کا وقت ہے آتا   میرے سینے سے ہے چمٹ جاتا
جب کہ آنکھوں میں نیند آتی ہے   بسترا اس کا میری چھاتی ہے
نیند لے کر ہنسی خوشی اٹھا   پھول گویا کھِلا چنبیلی کا
لگ گئی بھوک کہہ نہیں سکتا   پیاری نظروں سے ہے مجھے تکتا
پیار کا میرے بس یہی ہے سبب
نہیں آتا بیان میں مطلب

ماں اور بچہ

اسمٰعیل میرٹھی

بولی بچے سے ماں میرے پیارے   صدقے اماں جواب دو پیارے
کہ ہے بچے کو ماں سے الفت کیوں   رکھتا ہے اس قدرمحبت کیوں
دیا بچہ نے یوں جواب اس کو   اے ہے اماں خبر نہیں تم کو
مجھ کو تکلیف سے بچاتی ہو   پیار سے گود میں بٹھاتی ہو
جی مرا بد مزہ اگر ہوجائے   میرے دکھ کا تمہیں اثر ہوجائے
مجھ کو ہو درد تم کو حیرانی   چپکے چپکے کرو نگہبانی
پیار کرتی ہو منہ دھلاتی ہو   اچھے کھانے مجھے کھلاتی ہو
اور سب جو آرہے ہیں نظر   تم زیادہ ہو مہرباں مجھ پر
جانتا ہوں زیادہ سب سے تمہیں   چاہتا ہوں اسی سبب سے تمہیں
پیاری اماں کہا نہیں جاتا
نہیں مطلب بیان میں آتا

☆☆☆☆☆☆☆

ماں کی نصیحت

ایک لڑکی نے یہ پوچھا اپنی اماں جان سے
آپ زیور کی کریں تعریف مجھ انجان سے
کون سے زیور ہیں اچھے یہ جتا دیجئے مجھے
اور جو بد زیب ہیں وہ بھی بتادیجئے مجھے
تاکہ اچھے اور برے میں مجھ کو بھی ہو امتیاز
اور مجھ پر آپ کی برکت سے کھل جائے یہ راز
یوں کہا ماں نے محبت سے کہ اے بیٹی مری
گوش دل سے بات سن لو زیوروں کی تم مری
سیم وزر کے زیوروں کو لوگ کہتے ہیں بھلا
پر نہ میری جان ہونا تم کبھی ان پر فدا
سونے چاندی کی چمک بس دیکھنے کی بات
چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے
تم کو لازم ہے کرو مرغوب ایسے زیورات
دین و دنیا کی بھلائی جس سے اے جاں آئے ہاتھ
سر پہ جھومر عقل کا رکھنا تم اے بیٹی مدام
چلتے ہیں جس کے ذریعہ سے ہی سب انسان کے کام
بالیاں ہوں کان میں اے جان گوش ہوش کی
اور نصیحت لاکھ تیرے جھومکوں میں ہو بھری
اور آویزے نصائح ہوں کہ دل آویز ہوں
گر کرے ان پر عمل تیرے نصیبے تیز ہوں
کان کے پتے دیا کرتے ہیں کانوں کو عذاب
کان میں رکھو نصیحت دیں جو اوراق کتاب
اور زیور گر گلے کے کچھ تجھے درکار ہوں
نیکیاں پیاری مری تیرے گلے کا ہار ہوں
قوت بازو کا حاصل تجھ کو بازو بند ہو
کامیابی سے سدا تو خرم و خرسند ہو
ہیں جو سب بازو کے زیور سب کے سب بیکار ہیں

ہمتیں بازو کی اے بیٹی تیری درکار ہیں
ہاتھ کے زیور سے پیاری دستکاری خوب ہے
دستکاری وہ ہنر ہے سب کو جو مرغوب ہے
کیا کرو گی اے مری جاں زیور خلخال کو
پھینک دینا چاہئے بیٹی بس اس جنجال کو
سب سے اچھا پاؤں کا زیور یہ ہے نور بصر
تم رہو ثابت قدم ہر وقت راہ نیک پر
سیم وزر کا پاؤں میں زیور نہ ہو تو ڈر نہیں
راستی سے پاؤں پھسلے گر نہ میری جاں کہیں
(ماخوذ از بہشتی زیور)

☆☆☆☆☆

ایک ماں کی نصیحت عہدِ نو کی بیٹی کے نام

ساتھ ہرگز نہ بے خبر کے چل   تو مری مان لے سنور کے چل
تیرا ماحول کیا بگاڑے گا   اتنا ماحول سے نہ ڈر کے چل
میری بیٹی حجاب کر کے چل
پھول مہر وفا کے کچھ چن لے   ہار صبر کے اب بن لے
تجھ کو بننا ہے گر سعادت مند   اپنی ماں کی نصیحتیں سن لے
میری بیٹی حجاب کرکے چل
پردہ کرنا تو تیری فطرت ہے   پردہ کرنے میں کتنی راحت ہے
ہوجا پابند تو بھی پردے کی   تیری عفت کی یہ ضمانت ہے
میری بیٹی حجاب کرکے چل
اب نہ نسوانیت سے توبہ کر   فحش و عریانیت سے توبہ کر
آہ جو ہے شعار مغرب کا   ایسی حیوانیت سے توبہ کر
میری بیٹی حجاب کرکے چل
بے حجابی تو کفر کلچر ہے   تو کہ مشرق کی ایک دختر ہے
پردہ تیری اساس ہستی ہے   پردہ دراصل تیرا زیور ہے
میری بیٹی حجاب کرکے چل

☆☆☆☆☆

سیرت زہرہ رضی اللہ عنہا پہ کر عمل

آنکھوں کی بندگی ہے نگاہیں جھکا کے چل
شانوں سے گر گیا ہے دوپٹہ اٹھا کے چل

قوموں کی زندگی تیری آغوش میں نہاں
قوموں کی زندگی کا مقدر جگا کے چل

آنکھوں کے تیر، تیرے بدن سے پرے رہیں
شرم و حیا کو اپنا لبادہ بنا کے چل

گر ہو سکے تو، سیرت زہرہؓ پہ کر عمل
اس زندگی کو یوں نہ تماشا بنا کے چل

بن جا شعار عظمتِ اسلاف کا نشاں
ہر اک نگاہ سے دامنِ عصمت بچا کے چل

مانا ہوا خراب ہے، ماحول بھی غلیظ
گر ہو سکے تو ساتھ نہ ایسے ہوا کے چل

ناصر کی تیری حرمت و عفت عزیز ہے
اس دار نامراد سے دامن بچا کے چل

☆☆☆☆☆

سُن اے جان حیاداری

سن اے شہِ ناز خاتون حرم جانِ حیاداری مبارک ہے تیری پاکیزگی تیری خوش اطواری
بطرز مریمؑ و زینبؓ تیری تہذیب ہے پیاری تیرے کردار کے لائق نہیں مغرب کی فنکاری
سن اے تمکین و اندازِ حیا سے دیکھنے والی
تیری غیرت میں مضمر ہے تیری شان خوش اقبالی
تجھے معلوم ہے تصویرِ عفت تجھ کو کہتے ہیں تیرا وہ مرتبہ ہے، اپنی عزت تجھ کو کہتے ہیں
تجھے پردہ مبارک ہو، عورت تجھ کو کہتے ہیں جو گلشن سے نہ باہر ہو وہ نکہت تجھ کو کہتے ہیں
حریم ناز ہے تیری یہ گھر کی چار دیواری
جسے کہتے ہیں زنداں آج کل زندانِ بازاری
جو نامحرم کے سامنے تری تصویر ہوتی ہے نسائیت کو اس سے کونسی توقیر ہوتی ہے
زیادہ سے زیادہ حسن کی تشہیر ہوتی ہے دلوں پر جو نہ ہونی چاہیے، تاثیر ہوتی ہے

کنیزِ مصطفیٰ! زیب نہیں رنگِ عجم تجھ کو
حجازی شان رکھ کہتے ہیں خاتونِ حرم تجھ کو
وہ ناداں ہیں جو تجھ کو رونقِ محفل سمجھتے ہیں   تجھے ہم شمعِ خلوت، زینتِ محل سمجھتے ہیں
بشرط حسنِ عصمت قدر کے قابل سمجھتے ہیں   اور اپنی جان، اپنی روح اپنا دل سمجھتے ہیں
جو پردے کے مخالف ہیں نہ ان کے دام میں آنا
بُرا ہے تیرا منہ کھولے ہجومِ عام میں آنا

شفیق جون پوری مرحوم

☆☆☆☆☆

مرے سرتاج میں بے پردہ نہیں ہوسکتی

مجھ کو بے پردہ نکلنے پہ نہ مجبور کرو   اے مرے ہمدم ودمساز و رفیق وسرتاج
آپ کہتے ہیں کہ پردہ تو ہے فرسودہ رواج   میں سمجھتی ہوں کہ پردہ ہے خواتین کی لاج
شرم و غیرت کو کچلنے پہ نہ مجبور کرو
قدر نسوانیت زن انہیں کیا معلوم   اپنے جلووں کی نمائش پہ جو اتراتی ہیں
اپنی غیرت کو جو بازار میں لے آتی ہیں   خود ہوس ناک نگاہوں میں الجھ جاتی ہیں
رنگ پاکیزگیٔ حسن سے ہیں وہ محروم
بے حجابانہ پھروں سیرگیوں میں تن کر   مرے سرتاج کبھی ہو نہ سکے گا ایسا
اپنی عفت کو کروں خود ہی ذلیل و رسوا   دین فطرت کے تقاضوں کو بھلاکر توبہ
اور سڑکوں پہ چلوں مردِ مؤنث بن کر
اپنی خود داری و غیرت کو نہیں کھوسکتی
مرے سرتاج میں بے پردہ نہیں ہوسکتی

(رضوان لکھنؤ)

☆☆☆☆☆

ایمان والی بہنوں سے

دل کو ایمان کی زینت سے سجاؤ بہنو
اپنے شوہر کے لئے خود کو بناؤ بہنو
اپنے چہرے پہ ملو خوب وضو کا غازہ
تن نمازوں کے لباسوں سے سجاؤ بہنو

پہنو کانوں میں نصیحت کے کرن پھول ضرور
سرمہ آنکھوں میں بصیرت کا لگاؤ بہنو
اپنے بالوں میں کرو صدق و صفا کی کنگھی
روغن علم نبی ﷺ سر میں لگاؤ بہنو
مانگ سنت کے طریقے پہ نکالوں سیدھی
گھر سے آثار ضلالت کے مٹاؤ بہنو
نیک باتوں کی لبوں پر ہو تمہارے سرخی
مہندی ہاتھوں میں سخاوت کی رچاؤ بہنو
ذکر کے ہار کو تم اپنے گلو میں ڈالو
پھول چوٹی میں درودوں کے لگاؤ بہنو
روز قرآن کے آئینے میں رخ کو دیکھو
خوب سنگار کرو خود کو سجاؤ بہنو
ہاتھ اللہ کے آگے ہی تمہارے پھیلیں
سرکو دربار خدا ہی میں جھکاؤ بہنو
شرک و بدعات ہیں دوزخ کے شرارے بیشک
خود کو دوزخ کے شراروں سے بچاؤ بہنو
قبر پہ جاکے نہ ہرگز بھی چڑھاؤ چادر
کسی مرقد پہ نہ تم شمع جلاؤ بہنو
وہ ہو روزی کہ ہو دولت وجاہ و صحت
مانگنے حق کے ہی دربار میں آؤ بہنو
حسن اخلاق سے شوہر کو بناؤ عاشق
کسی عامل کے کبھی پاس نہ جاؤ بہنو
سجدہ جو حق کے سوا ہوتا روا تو اس کو
دیکھو خاوند کی عزّت نہ گھٹاؤ بہنو
اپنے ماں باپ کی خدمت میں نہاں ہے جنت
ہو میسر تو یہ دولت نہ گنواؤ بہنو
خود کو شیطان کی آنکھوں میں نہ لاؤ ہرگز
اپنی آنکھوں کو شیاطیں سے بچاؤ بہنو
سینما آگ ہے دامن کو بچاؤ اس سے

اس میں ایمان کا خرمن نہ جلاؤ بہنو
جھوٹ بولو نہ کبھی اور کبھی غیبت نہ کرو
اپنی بہنوں کو نہ آپس میں لڑاؤ بہنو
ہر گھڑی ساس سسر کا بھی ادب ہو ملحوظ
دل کو بالکل نہ کبھی ان کے دکھاؤ بہنو
جو ملاقات کسی سے ہو کرو پہلے سلام
دین کی بات کوئی اس کو سکھاؤ بہنو
دین و دنیا کے سلیقے بھی سکھاؤ سب کو
علم دیں کا بھی انہیں شوق دلاؤ بہنو
یادرکھو ہے شرافت کی نشانی پردہ
شر و آفت ہے اسے چھوڑنا ماؤ! بہنو
زیور علم سے بچوں کو سجاؤ اپنے
دین و دنیا کا انہیں علم پڑھاؤ بہنو
رشتہ داروں کو جو اللہ سے غافل دیکھو
اچھی باتوں سے انہیں راہ پہ لاؤ بہنو

(ماخوذ معہ ترمیمات واضافات)

☆☆☆☆☆

فیشن کی وبا

بول آزادی کا کہنا آج کل فیشن میں ہے
دین حق سے دور رہنا آج کل فیشن میں ہے
پردہ آئین کہن تھا اب زمانہ اور ہے
چست پہناوا پہننا آج کل فیشن میں ہے
مرد و عورت کی نظر ملنا کبھی معیوب تھی
برملا دونوں کا ملنا آج کل فیشن میں ہے
غیرت و شرم و حیا عورت کی پہلے شان تھی
میلوں میں بے پردہ پھرنا آج کل فیشن میں ہے
بے محابا گھر سے باہر عورتیں جاتی نہ تھیں
ناچ گانوں میں تھرکنا آج کل فیشن میں ہے

کیوں تماشوں سے منع کرتے ہیں مولانا ہمیں
جب کہ تھیٹر اور سینما آج کل فیشن میں ہے
برقع پیٹی کوٹ کا کافی ہے پردے کے لئے
ہاں نقاب اس کا الٹنا آج کل فیشن میں ہے
کس طرح جنسی جرائم سے بچیں اب مردو زن
کالجوں میں مل کے پڑھنا آج کل فیشن میں ہے
اب کہاں ہے ذوق و شوق علم دیں خاتون کو
ہندی انگریزی کا پڑھنا آج کل فیشن میں ہے
مسجدیں ویران ہیں آباد میخانے ہیں اب
رات دن مستی میں رہنا آج کل فیشن میں ہے
لڑکیوں کو تھی ضرورت مذہبی تعلیم کی
دنیوی تعلیم دینا آج کل فیشن میں ہے
جی تو چاہتا ہے شریعت پر ہر اک تقریب ہو
ٹھاٹھ سے ہر کام کرنا آج کل فیشن میں ہے
دین والوں کو کہاں ہے پاس دین مصطفٰے ﷺ
گامزن خواہش پہ رہنا آج کل فیشن میں ہے
ہر برائی کے لئے یہ اک بہانہ خوب ہے
دین سے آزاد رہنا آج کل فیشن میں ہے
کس کو کہیے اب نسیم زار دین حق کی بات
صلح کل ہوکر کے رہنا آج کل فیشن میں ہے

☆☆☆☆☆

بچّوں کیلئے مناجات

اے خدائے پاک رحمٰن ورحیم
قاضیٔ حاجات و وہاب وکریم
اے الہ العلمین اے بے نیاز
دین و دنیا میں ہمارے کارساز[۱]
تو ہی معبود اور تو ہی مقصود ہے
تیرے ہی، ہاتھوں میں خیر و جود[۲] ہے
ہم ترے بندے ہیں اور تو ہے خدا
تو کریم مطلق، اور ہم ہیں گدا
ہم گنہگار، اور تو غفار ہے
ہم بھرے عیبوں سے، تو ستار[۳] ہے
ہم ہیں بے کس، اور تو بے کس نواز[۵]
ہم ہیں ناچار، اور تو ہے چارہ ساز
تو وہ قادر ہے کہ جو چاہے کرے
جس کو چاہے دے، جسے چاہے نہ دے
تو وہ داتا ہے کہ دینے کے لئے
در تیری رحمت کے ہر دم ہیں کُھلے
تیرے ہی در پر ہاتھ پھیلاتا ہے جو
پا ہی لیتا ہے وہ ہر مقصود کو
مانگنا ہم پر کیا ہے تو نے فرض
اور سِکھا ہم کو دیئے آدابِ عرض[۶]
بلکہ مضمون بھی ہر اک درخواست کا
ہم کو یاربّ تو نے خود سکھلا دیا
مانگنے کو بھی ہمیں فرما دیا
مانگنے کا ڈھنگ بھی بتلا دیا
ہر گھڑی دینے کو تو تیار ہے
جو نہ مانگے اس سے تو بیزار[۷] ہے
ہر طرف سے ہو کے ہم خوار[۸] و تباہ
آپڑے اب تیرے در پر یا الٰہ
گرچہ یاربّ ہم سراپا ہیں بُرے
اب تو لیکن آپڑے در پر ترے
دل میں ہیں لاکھوں اُمیدیں جلوہ گر[۹]
ہاتھ اٹھاتے شرم آتی ہے مگر
تو غنی[۱۰] ہے اور ہم ہیں بے نوا،[۱۱]
کون پوچھے گا ہمیں تیرے سوا
ہے تو ہی حاجت روائے دو جہاں
ہم تیرا در چھوڑ کر جائیں کہاں
اپنی رحمت ہم پر اب مبذول[۱۲] کر
یہ مناجات اور دُعا مقبول کر

(مناجات مقبول)

---

(۱) کام بنانے والا۔ (۲) سخاوت (۳) بہت بخشنے والا (۴) عیبوں کو چھپانے والا (۵) غریبوں کو دینے والا۔ (۶) درخواست کرنے کے طریقے۔ (۷) ناراض (۸) ذلیل (۹) ظاہر (۱۰) بے ضرورت (۱۱) خالی (۱۲) متوجہ

بچوں کی دُعاء

اے سب کی دُعاء سننے والے! اے ربِّ جہاں اے مالکِ دیں
فریاد ہماری بھی سن لے ہم بیکس مٹ جائیں نہ کہیں
جو کچھ بھی نہ تھے وہ سب کچھ ہیں، ہم سب کچھ تھے اب کچھ بھی نہیں
نہ وہ علم وعمل نہ وہ فہم وذکاء نہ وہ ذکرودُعاء سجدے نہ جبیں
ہم دورِ چراغ کشتہ تھے پھر ابرِ سیہ بن کر برسے
گلہائے شگفتہ، شانِ چمن 'مرجھائے ہوئے پھر گردِ زمیں
جس سر پر تاجِ بلندی تھا، جو تیرے آگے جھکتا تھا
آخر وہ جھکے کس کس در پر ہوکر تیرا اے عرش نشیں!
ہم روئیں، تری غیروں پہ نظر! تو غیر کو دے ہم دست نگر!
ہم خاک بسر تیرے ہوکر! اور تو بخشندۂ تاج ونگیں
جو دامن علم کے پھولوں سے لبریز رہا اب خالی ہے
پھر دامن خالی کو بھر دے، تو پھر ہم کو کر دے گل چیں
دامانِ طلب پھیلائے ہیں ہم، ننھے سے ہاتھ اٹھائے ہیں ہم
ہے دل میں تمنا، لب پہ دُعاء، آنکھوں میں نمی، بیتاب جبیں
ہم تیرے غلاموں کے بچے پھر عہد غلامی کرتے ہیں
پھر سب کچھ دے سب کچھ کر دے، کیا ہے جو تری قدرت میں نہیں
بھر دے رگ رگ میں جوشِ عمل پھر جسم کو دے وہ زور وہ بل
جتنا ہی گرے اتنا ہی اٹھیں، پھر چمکیں بن کر نیرِ دیں

☆ …… ☆ …… ☆ …… ☆ …… ☆ …… ☆

خواتین کے لئے دلچسپ معلوماتی اور مستند اسلامی کتب

○	تحفۂ زوجین			حضرت تھانویؒ
○	بہشتی زیور	اردو	انگریزی	. . .
○	مسلمان خواتین			. .
○	اسلامی شادی			، ، ،
○	حقوق زوجین			. . .
○	اسلام کا نظام عفت و عصمت	″	″	مفتی ظفیر الدین
○	حیلۂ ناجزہ یعنی عورتوں کا حق تنسیخ نکاح			حضرت تھانویؒ
○	خواتین کے لئے شرعی احکام	″	″	اہلیہ ظریف تھانوی
○	سیر الصحابیات مع اسوۂ صحابیات	″	″	سید سلیمان ندوی
○	چھ گناہگار عورتیں	″	″	مفتی عبد الرؤف صاحب
○	خواتین کا حج	″	″	. . .
○	خواتین کا طریقہ نماز	″		. . .
○	ازواج مطہرات			ڈاکٹر حقانی میاں
○	ازواج الانبیاء			احمد خلیل جمعہ
○	ازواج صحابہ کرام			عبد العزیز شناوی
○	پیارے نبی کی پیاری صاحبزادیاں			ڈاکٹر حقانی میاں
○	نیک بیبیاں			حضرت میاں اصغر حسین صاحبؒ
○	جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین			احمد خلیل جمعہ
○	دور نبوت کی برگزیدہ خواتین			. . .
○	دور تابعین کی نامور خواتین			. . .
○	تحفۂ خواتین	″		مولانا عاشق الٰہی بلند شہری
○	مسلم خواتین کے لئے بیس سبق	″	.	. . . ″
○	زبان کی حفاظت			. . . ″
○	شرعی پردہ			. . . ″
○	میاں بیوی کے حقوق	″	″	مفتی عبد الغنی صاحب
○	مسلمان بیوی			مولانا ادریس صاحب
○	خواتین کی اسلامی زندگی کے سائنسی حقائق			حکیم طارق محمود
○	خواتین اسلام کا مثالی کردار			نذیر محمد مکتبی
○	خواتین کی دلچسپ معلومات و نصائح			قاسم عاشور
○	امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں خواتین کی ذمہ داریاں			نذیر محمد مکتبی
○	قصص الانبیاء	مستند ترین	″	امام ابن کثیرؒ
○	اعمال قرآنی	عملیات و وظائف	″	مولانا اشرف علی تھانویؒ
○	آئینہ عملیات	″	.	صوفی عزیز الرحمٰن
○	اسلامی وظائف	قرآن وحدیث سے ماخوذ وظائف کا مجموعہ		

فہرست کتب مفت طلب فرمائیں!!

ملنے کا پتہ دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۲۶۳۱۸۶۱ - ۲۲۱۳۷۶۸

دارالاشاعت کی مطبوعہ فقہی کتب ایک نظر میں

خواتین کے مسائل اور انکا حل ۲ جلد —— جمع وترتیب مفتی ثناء اللہ محمود فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
فتاویٰ رشیدیہ مبوّب —— حضرت مفتی رشید احمد گنگوہیؒ
کتاب الکفالۃ والنفقات —— مولانا عمران الحق کلیانوی
تسہیل الضروری لمسائل القدوری —— مولانا محمد عاشق الٰہی البرنیؒ
بہشتی زیور مُدَلّل مکمل —— حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
فتاویٰ رحیمیہ اردو ۱۰ حصے —— مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری
فتاویٰ رحیمیہ انگریزی ۳ حصے —— 〃 〃 〃 〃
فتاویٰ عالمگیری اردو ۱۰ جلد مع پیش لفظ مولانا محمد تقی عثمانی —— اورنگ زیب عالمگیر
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۲ حصے ۱۰ جلد —— مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲ جلد کامل —— مولانا مفتی محمد شفیع رح
اسلام کا نظام اراضی —— 〃 〃 〃
مسائل معارف القرآن (تفسیر معارف القرآن میں درکردہ قرآنی احکام) 〃 〃 〃
انسانی اعضاء کی پیوندکاری —— 〃 〃 〃
پراویڈنٹ فنڈ —— 〃 〃 〃
خواتین کے لیے شرعی احکام —— اہلیہ ظریف احمد تھانوی رح
بیمہ زندگی —— مولانا مفتی محمد شفیع رح
رفیق سفر سفر کے آداب واحکام 〃 〃 〃
اسلامی قانون نکاح، طلاق، وراثت —— فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی
علم الفقہ —— مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رح
نماز کے آداب واحکام —— انشاء اللہ خان مرحوم
قانون وراثت —— مولانا مفتی رشید احمد صاحب
داڑھی کی شرعی حیثیت —— حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب
الصبح النوری شرح قدوری اعلیٰ —— مولانا محمد حنیف گنگوہی
دین کی باتیں یعنی مسائل بہشتی زیور —— مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
ہمارے عائلی مسائل —— مولانا محمد تقی عثمانی صاحب
تاریخ فقہ اسلامی —— شیخ محمد خضری
معدن الحقائق شرح کنز الدقائق —— مولانا محمد حنیف گنگوہی
احکام اسلام عقل کی نظر میں —— مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
حیلۂ ناجزہ یعنی عورتوں کا حق تنسیخ نکاح 〃 〃 〃 〃

دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان ۲۶۳۱۸۶۱-۰۲۱ مستند اسلامی وعلمی کتب کا مرکز

دعوت و تبلیغ اور مطالعہ کے لیے مستند کتب

حیاۃ الصحابہ	۳ جلد اردو ترجمہ	مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ مولانا محمد احسان صاحب
حیاۃ الصحابہ	۳ جلد انگریزی	
فضائل اعمال	اردو	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ
فضائل اعمال	انگریزی	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ
فضائل صدقات مع فضائل حج	اردو	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ
فضائل صدقات	انگریزی	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ
فضائل نماز		شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ
فضائل قرآن		شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ
فضائل رمضان		شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ
فضائل حج		شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ
فضائل تبلیغ		شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ
فضائل ذکر		شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ
حکایات صحابہ		شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ
شمائل ترمذی		شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا
منتخب احادیث	اردو	مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ مترجم مولانا محمد سعد مدظلہ
منتخب احادیث	انگریزی	مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ مترجم مولانا محمد سعد مدظلہ

ناشر: دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی ۱ پاکستان، فون و فیکس (۲۳۱۸۶۱ (۰۲۱)
دیگر اداروں کی کتب دستیاب ہیں، بیرون ملک بھیجنے کا انتظام ہے / فہرست کتب مفت ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں
قرآن پاک اور مستند اسلامی و علمی کتب کا مرکز

سیرۃ اور سوانح پر دار الاشاعت کراچی کی مطبوعہ مستند کتب

سیرۃ حلبیہ اردو اعلیٰ ۶ جلد (کمپیوٹر)	سیرۃ النبی پر نہایت مفصل و مستند تصنیف	امام برہان الدین حلبیؒ
سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، حصص در ۲ جلد	اپنے موضوع پر ایک شاندار علمی تصنیف مستشرقین کے جوابات کے ہمراہ	علامہ شبلی نعمانیؒ / سید سلیمان ندویؒ
رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ۳ حصے یکجا (کمپیوٹر)	عشق میں سرشار ہو کر لکھی جانے والی مستند کتاب	قاضی محمد سلیمان منصور پوری
محسن انسانیت اور انسانی حقوق	خطبہ حجۃ الوداع سے استشہاد اور مستشرقین کے اعتراضات کے جواب	ڈاکٹر حافظ محمد ثانی
رسول اکرم کی سیاسی زندگی	دعوت و تبلیغ سے سرشار حضورؐ کی سیاست اور عملی تعلیم	ڈاکٹر محمد حمید اللہ
شمائل ترمذی	حضور اقدسؐ کے شمائل و عادات مبارکہ کی تفصیل پر مستند کتاب	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ
عہد نبوت کی برگزیدہ خواتین	اس عہد کی برگزیدہ خواتین کے حالات و کارناموں پر مشتمل	احمد خلیل جمعہ
دور تابعین کی نامور خواتین	تابعین کے دور کی خواتین	. . . . . .
جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین	اُن خواتین کا تذکرہ جنہوں نے حضورؐ کی زبان مبارک سے خوشخبری پائی	. . . . . .
ازواج مطہرات	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا مستند مجموعہ	ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری
ازواج الانبیاء	انبیاء علیہم السلام کی ازواج کے حالات پر پہلی کتاب	احمد خلیل جمعہ
ازواج صحابہ کرام	صحابہ کرامؓ کی ازواج کے حالات و کارنامے۔	عبدالعزیز الشناوی
اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	ہر شعبۂ زندگی میں آنحضرتؐ کا اسوۂ حسنہ آسان زبان میں۔	ڈاکٹر عبد الحی عارفیؒ
اسوۂ صحابہ ۲ جلد کامل یکجا	حضور اکرمؐ سے تعلیم یافتہ حضرات صحابہ کرام کا اسوہ۔	شاہ معین الدین ندوی
اسوۂ صحابیات مع سیر الصحابیات	صحابیات کے حالات اور اسوہ پر ایک شاندار علمی کتاب۔	. . . .
حیاۃ الصحابہ ۳ جلد کامل	صحابہ کرام کی زندگی کے مستند حالات، مطالعہ کے لئے راہنما کتاب	مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ
طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات طب پر مبنی کتاب	امام ابن قیمؒ
الفاروق	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حالات اور کارناموں پر محققانہ کتاب	علامہ شبلی نعمانی
حضرت عثمان ذوالنورین	حضرت عثمانؓ	معراج الحق عثمانی

اسلامی تاریخ پر چند جدید کتب

طبقات ابن سعد	اسلامی تاریخ کا مستند اور بنیادی ماخذ	علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری
تاریخ ابن خلدون	مع مقدمہ	علامہ عبد الرحمٰن ابن خلدون
تاریخ ابن کثیر	اردو ترجمہ النهاية البداية	حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن کثیر
تاریخ اسلام		مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی
تاریخ ملت	[illegible]	[illegible]
تاریخ طبری	اردو ترجمہ تاریخ الامم والملوک	علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری
سیر الصحابہؓ	انبیاء کرام کے بعد دنیا کے مقدس ترین انسانوں کی سرگزشت حیات	الحاج مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی مرحوم

دار الاشاعت ❁ اردو بازار ۱۰ ایم اے جناح روڈ
کراچی ۱، پاکستان ۲۶۳۱۸۶۱،۰۲۱
مستند اسلامی و علمی کتب کا مرکز